یااللہ جل جلالہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الکواکب فی حلق الشوارب

یعنی

مونچھوں کے حلق کا شرعی حکم

ازقلم

فقیر سید احمد علی شاہ سیفی ترمذی

فاضل دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

و جامعہ عثمانیہ ٹھٹھہ، سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے اہلِ سنت وجماعت (احناف) اس مسئلے میں کہ مونچھیں مونڈوانا (حلق کرنا) جائز ہے یا ناجائز؟

بیّن ھذہ المسئلۃ بالادلۃ الشرعیۃ۔ المستفتی سید ضیاء الحق شاہ حنفی ترمذی سیفی۔

الجواب ومنہ الصدق والصواب۔

الحمدللہ الذی رفع اھل الحق ووضع اھل الباطل واحق الحق وابطل الباطل والصلٰوۃ والسلام علی نبینا وسیدنا وسندنا ووسیلتنا فی الدارین محمد النبی المکمل الاکمل وعلی اٰلہ واصحابہ الذین جاھدوا لاحقاق الحق وابطال الباطل ورفعوا الحق ووضعوا الباطل وعلی التابعین الذین ناظروا لاظھار الحق واخفاء الباطل وعلی تبعھم الذین الذین لایخافون لومۃ لائم فی احقاق الحق الراسخ وابطال الباطل الزائل اللھم انا نسئلک الفتح والغلبۃ فی المناظرات مع اھل الباطل بجاہ الرسول الاکمل (ﷺ) امابعد!

مرقات شرح مشکوٰۃ شریف باب السواک (جلد:۱:صفحہ:۲۰۱: طبع بیروت) میں مونچھوں کے منڈوانے کے بارے میں تین اقوال ذکر کیے گئے ہیں۔ ۱: ایک قول مکروہ۔ ۲: دوسرا قول حرام۔ ۳: تیسرا قول سنت کا ہے۔ حرام اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں مُثلہ پایا جاتا ہے اور مُثلہ حرام ہے۔ لیکن شرح سفر سعادت صفحہ:۴۹۴: میں اور نووی شرح مسلم صفحہ:۱۶۹: جلد:۱: میں ہے کہ مُثلہ کو حرام کہنا یہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب میں ہے۔ اور ہدایۃ الابرار میں ہے کہ یہ کراہت اور بدعت کا قول حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے اور یہ قول مرجوح ہے۔ اور یہ دلیل صرف امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب کے لئے ہے۔ ہمارے احناف کی نہیں ہے کیونکہ ہم حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد اور پیروکار ہیں۔ اور فتح القدیر جلد:۲: صفحہ:۴۶۴: پر ہے کہ مونچھوں کے قصر کرنے (یعنی قینچی سے تراشنے) کا مذہب بعض متاخرین احناف کا مذہب ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مفتٰی بہ قول ذکر کیا ہے۔ "وذکر الطحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ان الحلق سنۃ ونسب ذٰلک الی علماء الثلٰثۃ (ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین" یعنی حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ مونچھوں کا مونڈھوانا (حلق کرنا) سنت ہے اور یہ قول انہوں نے علماء ثلاثہ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابی یوسف او امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی طرف منسوب کیا ہے۔

مولوی عبد الحیُ لکھنوی الفوائدِ البھیہ فی تراجم الحنفیہ: صفحہ:۳۲: پر تحریر کرتے ہیں کہ امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجتہد تھے۔ چونکہ حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عظیم مجتہد ہیں اور ان کا مونچھیں مونڈنے کو سنت کہنا ایک قوی دلیل ہے۔ صاحبِ کشف المبہم نے صفحہ:۱۱: پر یہ ذکر کیا ہے کہ "واما المقلد فعندہ قول مجتھدہ۔۔۔الخ" یعنی مقلد اپنے مجتہد کے قول سے استدلال کرے گا۔ شرح طریقہ محمدیہ: جلد:۲: صفحہ:۶۵: کے مؤلف لکھتے ہیں۔ "ولذا کان دلیل المقلد ھو قول المجتھد۔۔۔الخ" یعنی مقلد کے لئے

دلیل مجتہد کا قول ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب میزان شعرانی میں ذکر کیا ہے کہ "ومن شان المقلد ان لا یخرج عن قول امامه۔۔الخ" صفحہ:۱۳: یعنی مقلد کی شان یہ ہے کہ وہ امام کے قول سے تجاوز نہ کرے۔ اسی بات کو امام شعرانی میزان الکبریٰ میں بیان کیا ہے۔ "فیجب علی کل مقلد ان لا یعترض علی قول مجتهد الی ان قال و کذٰلک یجب علیه الاعتقاد الجازم بان ذٰلک الامام علی هدی من ربه فی ذٰلک" (ترجمہ: ہر مقلد پر واجب ہے کہ وہ مجتہد کے قول پر اعتراض نہ کرے.....اسی طرح مقلد پر واجب ہے کہ وہ پختہ یقین کرے کہ اس مسئلے میں امام مذہب، اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہے۔) جلد:۱: صفحہ:۵۹: آگے مزید لکھا ہے۔ "فاعتقادک یا اخی الصحة فی کلام ائمة الهدی واجب علیک۔۔الخ" (ترجمہ: اے میرے بھائی! آپ پر واجب ہے کہ ہدایت آئمہ کے کلام میں آپ میرا اعتقاد رکھیں کہ وہ صحیح ہے۔) جلد:۱: صفحہ:۶۲: مسلم الثبوت کے شروع میں اجمالی طور پر ذکر کیا ہے کہ "اما المقلد فمستنده قول المجتهد" یعنی مقلد اپنے مجتہد کے قول سے استدلال کرے گا (نہ کہ اپنی رائے سے) اور صاحب تلویح نے ذکر کیا ہے کہ مقلد یہ عقیدہ رکھے گا "هٰذا حق لانه ادی الیه رأی ابی حنیفة و کل ما ادی الیه رأی ابی حنیفة فهو حق فهذا حق" یعنی یہ مسئلہ حق ہے کیونکہ یہ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے سے ثابت ہے اور جو امام ابو حنیفہ کی رائے سے ثابت ہو تو وہ حق ہے لہٰذا یہ حق ہے۔ اور فقہ کی کتابوں سے یہ بات ثابت ہے کہ "نعمل بقول المجتهد و ان لم نعلم من أین قال" (بحر الرائق: جلد:۵: صفحہ: ۲۶۹) یعنی ہم مجتہد کے قول پر عمل کریں گے اگرچہ ہمیں یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حکم کہاں سے نکالا۔

اور فتح القدیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ "اذا ثبت عنده قول المجتهد وجب علیه العمل به" یعنی مجتہد کا قول جب ثابت ہو جائے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اور تفسیر احمدی میں صاحبِ کتاب لکھتے ہیں "ولیس للمقلد ان ینازع المجتهد فی حکمه" (تفسیراتِ احمدیه: صفحه: ۲۰۹)

اور مقلد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مجتہد کے قول میں جھگڑے۔ اور کسی کو یہ زیبا نہیں کہ مجتہد کو خطاوار ٹھہرائے اور اس کے کلام میں طعن کرے کیونکہ مجتہد وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو اچھی طرح جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کا حکم ماننا لازم کیا ہے (کہ وہ اولو االامر میں داخل ہیں) پس جس نے کسی مجتہد کی طرف خطا کی نسبت کی تو گویا اس نے شارع کی طرف خطا کی نسبت کی۔ اور اسی بات کو صاحبِ میزانِ شعرانی اپنی کتاب میزان الکبریٰ میں یوں لکھا ہے کہ "ان لا ینبغی لاحد قط ان یخطئ مجتهدا او یطعن فی کلامه لان الشرع الذی هو حکم اللّٰہ تعالٰی قد قرر حکم المجتهد فصار شرع اللّٰہ تعالی بتقریر اللّٰہ تعالی ایاه فکل من خطا مجتهدا بعینه فکأنه خطأ الشارع فیما قرّره حکمًا"

ترجمہ: کسی شخص کیلئے بھی مناسب (جائز) نہیں کہ وہ کسی مجتہد کو کسی اجتہاد میں غلط قرار دے یا ان کے کلام میں لعن طعن (زبان درازی) کرے کیونکہ اس شریعت نے جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، مجتہد کے قول ثابت اور مقرر کیا ہے تو گویا کہ اللہ تعالیٰ کے ثابت

کرنے سے مجتہد کا قول شریعت قرار پایا،توہر وہ شخص کہ جو کسی مجتہد کو غلط کہتا ہے تو گویا وہ شارع (اللہ ورسول ﷺ) کو اس حکم میں غلط قرار دے رہا ہے جو اس نے ازروئے حکم مقرر فرمایا ہے۔(میزان الکبریٰ: صفحہ:۲۶) کسی کو یہ زیبا نہیں کہ وہ کسی مجتہد کو مخطی سمجھے یا اس کے کلام میں طعن کرے کیونکہ شریعت جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے نے مجتہد کے قول کو مقرر اور لازم کیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی تقریر سے شرع اللہ تعالیٰ کا ہوا خاص اس کے لئے تو مجتہد کو بعینہ خطاوار سمجھا تو گویا اس نے شارع کو خطاوار سمجھا۔اس نے اس کے حکم کو مقرر کیا ہے۔

لہٰذا ان تمام دلائل سے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مجتہد ہونا اور مجتہد کے قول کا دلیل قوی ہونا ثابت ہوا اور امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مونچھیں مونڈھنے (حلق کرنے) کے بارے میں قوی دلیل ہے۔یعنی مونچھیں مونڈھنا سنت ہے۔

پس مونچھیں مونڈھنا سنت ہے۔اور فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ "و الحلق سنۃ وھو احسن من القص وھٰذا قول ابی حنیفۃ و صاحبیہ رحمھما تعالی کذافی محیط السرخسی" اور مونچھوں کا حلق کرنا (مونڈھوانا) سنت ہے اور یہ تراشنے سے زیادہ بہتر ہے اور یہ قول امام اعظم اور صاحبین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا قول ہے۔اسی طرح محیط سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں بھی ہے۔(مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ: جلد:۵: صفحہ:۳۵۸) فتاویٰ عالمگیری چار سو علماء (احناف) نے آٹھ سال میں تحریر فرمایا تھا اور اس وقت اس پر دو لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے۔

اور اسی طرح علامہ زیلعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تبیین الحقائق شرح کنز: جلد:۲: صفحہ:۵۵: میں اور محدثِ شہیر شارح بخاری شریف علامہ بدر الدین عینی حنفی رمز الحقائق: جلد:۱: صفحہ:۱۰۲: میں فرماتے ہیں کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں مونچھوں کو مونڈھوانا سنت ہے۔

لہٰذا حلق کرنا اور قصر کرنا (یعنی مونڈھنا اور تراشنا) دونوں درست ہیں اس میں کسی کو بُرا بھلا نہیں کہنا چاہئے لیکن تراشنے کے مقابلے میں مونڈھنا زیادہ بہتر اور افضل اور احسن ہے۔جیسا کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ باب حلق الشوارب کے آخر میں فرماتے ہیں۔"وفیہ من اصابۃ الخیر ما لیس فی القص" اور مونچھون کے مونڈھوانے میں جو خیر (ثواب) ہے وہ تراشنے میں نہیں ہے۔ اور ہدایۃ الابرار: صفحہ:۲۶: میں ہے "الحلق بالموسٰی ایسر منہ بالمقصّۃ" یعنی اُسترے سے صاف کرنا قینچی سے کاٹنے سے زیادہ آسان ہے۔

رحمتِ بیان شرح رشید البیان مصنف الحاج القاری القادری الحنفی المولوی رحمت اللہ ابن ملا موسیٰ مندوخیل: جلد:۱: صفحہ:۳۵۱: میں لکھا ہے کہ امام اعظم اور صاحبین اور امام احمد بن حنبل اور اہلِ کوفہ اور صوفیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو حلق پسند ہے اور اسے اچھا سمجھتے تھے اور فرمایا کہ یہ سنت ہے اور احسن ہے۔اس کی تین دلیلیں ذکر کی ہیں۔

(۱) قال رسول اللہ ﷺ احفوا الشوارب۔ قال رسول اللہ ﷺ انھکوا الشوارب۔ قال رسول اللہ ﷺ جزّوا الشوارب۔ قال رسول اللہ ﷺ طرّوا الشوارب۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مونچھوں کو جڑ سے کاٹو، آپ ﷺ نے فرمایا مونچھیں کاٹنے میں مبالغہ کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مونچھوں کو خوب کاٹو حتٰی کہ جلد نظر آجائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مونچھوں کو بالکل باریک کردو۔

صاحبِ کنز العمال فی سُنن الاقوال والافعال (عن۔خ۔ن) (جلد: ۱ : صفحہ: ۲۵۳): فرماتے ہیں۔ الفطرة خمس الختان و حلق العانة و نتف الابط و تقلیم الاظفار و حلق الشوارب۔ یعنی دین میں پانچ چیزیں سنت ہیں۔ ختنہ کرنا، زیرِ ناف بال صاف کرنا، بغل کے بال کاٹنا، ناخن کاٹنا اور مونچھیں مونڈھنا۔

احادیث کے تمام الفاظ مونچھیں مونڈھوانے پر دلالت کرتے ہیں۔

(۲) حضرت ابنِ عمر، حضرت انس بن مالک، حضرت واثلة بن الاسقع، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابو سعید الساعدی، حضرت رافع بن خدیج، جابر بن عبد اللہ، حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یہ تمام حضرات مونچھیں مونڈھواتے تھے اور ایک بال بھی نہیں چھوڑتے تھے۔

سنن ابو داؤد کے حاشیہ میں ہے۔ کہجو کوئی سنت طریقہ پر عمل کرنا چاہتے ہیں یا تو وہ احفاء اور حلق پر عمل کریں ہے اور یا قِص پر۔ لیکن کاٹنا (مونڈوانا) زیادہ بہتر ہے۔ (ابو داؤد: صفحہ: ۸: حاشیہ: نمبر ۳)

اس مسئلے میں مفتیٔ اعظم کے پی کے جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا محمد شائستہ گل صاحب نوّر اللہ مرقدہ نے ایک رسالہ بنام "حلق الشوارب من السنن الرواتب" تحریر فرمایاہے جس میں انہوں نے بہت سے دلائل ذکر کئے ہیں۔ ہدایۃ الابرار میں ہے "عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالی عنہ قال قال النبی ﷺ حلقوا الشوارب واعفوا اللُحی" (صفحہ: ۲۷) یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ مونچھیں کٹواؤ (منڈھواؤ) اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔

اورافغانستان، بخارا، تاشقند، سمرقند، غزنی اور پاکستان کے صوبۂ سرحد کے کثیر اولیائے کرام کا معمول مونچھیں مونڈھوانا ہے اور ان کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ اور اس کے علاوہ عظیم عالمِ دین، قائدِ اہل سنت، امام انقلاب ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ حضرت علامہ مولانا الحافظ القاری الشاہ احمد النورانی نوّر اللہ مرقدہ کا عمل بھی مونچھیں مونڈھوانا ہی تھا۔

(۳) مونچھوں کو حاجی کے سر کے بالوں پر قیاس کیا گیا ہے۔یعنی جس طرح حاجی کے لئے سر کے بال تراشنا جائز اور مونڈھوانا افضل و بہتر ہے اسی طرح مونچھیں تراشنا جائز اور مونڈھوانا افضل واحسن و بہتر ہیں۔(طحاوی،الدعامۃ،محیط،ہندیہ،عینی)(بحوالہ:رحمت بیان:جلد:۱:صفحہ:۳۵۲)

حتیٰ کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مونچھوں کے مقام کی سفید جلد واضح نظر آتی تھی۔لہٰذا ان تمام آثار سے معلوم ہوا کہ حلق کرنا سنت اور احسن ہے۔لہٰذا ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ مونچھیں تراشنا اور مونڈوانا دونوں جائز ہیں اور مونڈوانا افضل ہے۔ بعض لوگ مونڈھوانے کو خوارج کی علامت بتاتے ہیں لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔اگر اس طرح ہو تو پھر امام اعظم اور صاحبین اور کثیر احناف علماء اور صوفیاء اور صوبہ سرحد کے علماء وصلحاء اور عالمِ اسلام کے مقتدر علماء وصوفیاء اور حضرت قائدِ ملتِ اسلامیہ الشاہ احمد نورانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان تمام حضرات پر خوارج ہونے اور کافر ہونے کا فتویٰ لگتا ہے۔اور فتاویٰ عالمگیری کے چار سو جید علماء پر خوارج ہونے کا الزام لگانا ہے جبکہ یہ بات ثابت ہے کہ مذکورہ بالا تمام علمائے کرام اور صوفیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحیح العقیدہ حنفی سُنی مسلمان تھے۔

اور مطلوب شرعی کو کسی مشابہت کی وجہ سے نہیں چھوڑا جا سکتا۔مثلاً عمامہ باندھنے،نماز پڑھنے،عصا پکڑنے،دعا کرنا،شلوار قمیص پہننا،ڈاڑھی رکھنا،اذکار واوراد وغیرہ یہ تمام گمراہ فرقے بھی کرتے ہیں۔کیونکہ یہ تمام کام اسلام کے ہیں اور جو بھی مدعی اسلام ہو وہ یہ کام اختیار کر سکتا ہے۔اصل اختلاف عقیدے کا اختلاف ہے کہ ان خوارج وہابی،رائیونڈی وغیرہ کے۔کفریہ عقائد ہیں اور اہلِ سنت وجماعت کے مخالف ہیں۔اور ہم الحمدللہ اہلِ سنت وجماعت کے صحیح اور مضبوط عقائد پر ہیں۔اور اگر وہ لوگ مونچھیں مونڈواتے اور عمامہ باندھتے ہیں تو صرف مؤمنین کو دھوکہ دینے کے لئے لیکن ہم ان کی وجہ سے یہ اچھے اعمال ترک نہیں کر سکتے۔اور ان کا عمل ہمارے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:وَاِذِ ابۡتَلٰۤى اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ۔(البقرہ ۱۲۴:)

اور یاد کرو جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں۔

عن ابن عباس فی قوله عزوجل:(وَاِذِ ابۡتَلٰۤى اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ)،قال:ابتلاه الله بالطهارة خمس فی الرأس، و خمس فی الجسد،وفی الرأس: قص الشارب والمضمضة والاستنشاق والسواک و،وفی الجسد: تقلیم الأظفار وحلق العانة والختان ونتف الابط وغسل مکان الغائط والبول بالماء۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے:وَاِذِ ابۡتَلٰۤى اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ۔کے قول کے تحت روایت ہے کہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کا جسم کی صفائی کے بارے میں امتحان لیا۔پانچ کا تعلق سر سے ہے اور پانچ کا تعلق پورے جسم سے ہے۔سر میں یہ پانچ چیزیں ہیں:(۱)مونچھوں کو(جڑ سے)کاٹنا،(۲)کلی کرنا،(۳)ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنا،(۴)مسواک کرنا،(۵)سر کی مانگ نکالنا۔اور

جسم میں پانچ چیزیں یہ ہیں:(۱)ناخن کاٹنا،(۲)زیرِ ناف بال مونڈنا،(۳)ختنہ کرنا،(۴)بغلوں کے بال نوچنا،(۵)پاخانہ اور پیشاب کی جگہ کو پانی کے ساتھ دھونا۔(یعنی پانی سے استنجاء کرنا)

(عبدالرزاق ،عبد بن حمید ،ابن جریر ، ابن المنذر ،ابن ابی حاتم ،حاکم،ج،۲،ص،۲۹۳، بیہقی فی السنن الکبریٰ کتاب الطہارۃ باب السنۃ فی الاخذ من الاظفار والشارب ،،ج،۱،ص،۳۱۶،رقم:۶۸۵،دارالحدیث القاہرۃ، تفسیر طبری،زیر آیت ہذا،ج،۱،ص،۵۹۹،وتفسیر در منثور،ج،۱،ص،۳۰۱،ضیاءالقرآن پبلی کیشنزلاہور، کراچی،حاشیہ الجمل علی الجلالین،ج،۱،ص،۱۵۳،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، تفسیر ابن کثیر،ج،۱،ص،۱۷۶،میر محمد کتب خانہ کراچی)

کلی کرنا:

کلی کرنا وضو میں سنت اور غسل جنابت میں فرض ہے ۔بغیر اس کے غسل نہ ہو گا،لیکن کلی میں مبالغہ کرنا(غرغرہ کرنا)اور اگر روزہ نہ ہو تو مسنون ہے،نیز کلی داہنے ہاتھ سے کرنا چاہیئے کہ یہ بھی سنت ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی سنت:

عن ملیح بن عبداللہ الخطمی، عن ابیہ،عن جدہ،قال:قال رسول اللہ ﷺ :خمس من سنن المرسلین :الحیاء ,والحلم،والحجامۃ،والسواک،والتعطر۔(رواہ البزاز(مجمع))

حضرت ملیح بن عبداللہ خطمی اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:پانچ چیزیں رسولوں کی سنت ہیں :حیاء،بردباری،پچھنے لگوانا،اور مسواک کرنا اور عطر لگانا۔

عن أبي أیوب قال:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:"أربع من سنن المرسلین:الحیاء,والتعطر,والسواک,والنکاح".

(ضعیف المشکاۃ382،الارواء75،الرد علی الکتاني ص12(ضعیف الجامع الصغیر وزیادته760،سنن الترمذی ج۳ص ۸۰،رواہ احمد والترمذی)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چار چیزیں رسولوں کی سنت ہیں:ختنہ کرنا،عطر لگانا،مسواک کرنا،نکاح کرنا۔

عن أبي الدرداءقال :قال رسول اللہ ﷺ :ثلث من اخلاق المرسلین:تعجیل الفطر،وتاخیر السحور،والسواک،اخرجہ الطبرانی فی معجمہ،وابن ابی شیبۃ فی مصنفہ موقوفاً، والدارقطنی رواہ فی الأفراد من حدیث حذیفۃ مرفوعاًنحو حدیث أبی الدرداء۔

ترجمہ:حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تین اعمال انبیائے کرام علی نبیناو علیہم السلام کی عادات واخلاق میں سے ہیں۔ا۔افطاری(کاوقت ہوتے ہی)جلدی ۲۔سحری کو آخری وقت میں کرنا۳۔مسواک کرنا۔(البنایۃ)

معلوم ہوا مسواک میں جہاں اور بہت سی خوبیاں ہیں وہاں ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی سنت اوران کی عادات میں سے ہے۔ جو لوگ مسواک استعمال کرتے ہیں وہ بڑے خوش قسمت ہیں کہ مسواک کے اور منافع کے ساتھ ساتھ انبیاء علیہم السلام کی اس سنت کا ثواب بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی سستی اور غفلت کی وجہ سے مسواک نہیں کرتے وہ بڑے ہی نقصان اور خسارے میں ہیں کہ دیگر منافع کے ساتھ ساتھ انبیاء علیہم السلام کی اس سنت عظمیٰ کے ثواب سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔

علامہ ابن اسماعیل فرماتے ہیں کہ مجھے تعجب ہے ان لوگوں پر جو مسواک جیسی اہم سنت کو ترک کر دیتے ہیں، جس کے بارے میں بہت سی احادیث حضور ﷺ سے منقول ہیں جن میں اس کے فضائل کو بیان کیا گیا ہے۔ یاد رکھو مسواک کا چھوڑنا بڑا ہی خسارہ اور نقصان ہے۔

طہارت کی اقسام:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّم: الطَّهَارَاتُ أَرْبَعٌ قَصُّ الشَّارِبِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ وَالسِّوَاكُ. (المسند البزار / البحر الزخار، الجزء ۱۰ ص ۸۰)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ طہارت (کی) چار (قسمیں) ہیں: مونچھیں کاٹنا، موئے زیر ناف مونڈنا، ناخن کاٹنا اور مسواک استعمال کرنا۔

فائدہ:

پاکی کی صرف یہی چار قسمیں نہیں، بلکہ بہت سی قسمیں ہیں، جو کتب فقہ میں اپنے مقام پر تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں، لیکن حضور اقدس ﷺ نے یہاں صرف ان مذکورہ بالا چار قسموں کو خصوصیت کے ساتھ ذکر فرما کر ان کی اہمیت اور فضیلت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

حق تعالیٰ کی خوشنودی:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "عَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ، فَإِنَّهُ مَطْيَبَةٌ لِلْفَمِ، وَمَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسواک کا استعمال اپنے لیے لازم کر لو۔ کیوں کہ اس میں منہ کی پاکیزگی اور حق تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔

وأخرجه البيهقي في "الشعب" (11074) من طريق محمد بن جعفر الطالقاني، عن عقيل، به. ومحمد بن جعفر لم نقع له على ترجمة.

وأخرجه ابن ماجه (3172) من طريق ابن لهيعة، عن قرة بن عبد الرحمن بن حيويل المعافري، عن الزهري، به.

وأخرجه البيهقي في "السنن" 280/9 من طريق ابن وهب، عن قرة بن عبد الرحمن المعافري، عن الزهري، أن عبد الله بن عمر، به، مرفوعاً. وهذا إسناد منقطع. قال أبو حاتم في "العلل" 45/2: هو الصحيح.

وأخرجه ابن ماجه (3172) من طريق عبد الله بن لهيعة، عن يزيد بن أبي حبيب، عن سالم، به، مثله. وهو إسناد ضعيف أيضاً لضعف ابن لهيعة.

والحديثُ الصحيح في هذا الباب حديثُ شداد بنِ أوس عند مسلم (1955) (57)، ولفظه: "إن الله كتب الإحسان على كل شيء، فإذا قتلتم فأحسنوا القتلة، وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبح، وليحدَّ أحدكم شفرته، فليُرح ذبيحته"، وسيرد 123/4.

قوله: "بِحَدَ الشِّفار"، قال السندي: ضبط بكسر الشين، جمع شفرة، بمعنى السكين.

وقوله: "وأن تُوارى"، أي: الشفار، أي: تُخفى، على بناء المفعول.

وقوله: "فليجهز" من أجْهَزَ، أي: ليسرع في الذبح. في: مرضاة، دون واو.

فائدہ:

مطلب یہ ہے کہ انسان کے اعضاء میں منہ کا عضو ایک امتیازی مقام و شان رکھتا ہے، اور عادتاً جسم کو غذا اور ایندھن فراہم کرنے کیلئے منہ ہی ذریعہ اور واسطہ بنتا ہے۔ اور دوسرے سے گفتگو اور کلام کرنے بلکہ اللہ تعالیٰ سے (ذکر و تلاوت وغیرہ کی شکل میں) ہمکلامی اور مناجات کیلئے بھی عموماً منہ ہی استعمال ہوتا ہے، اور سانس کی آمد و رفت کی شکل میں زندگی کا چراغ روشن رہنے کیلئے بھی منہ ہی واسطہ بنتا ہے۔

اس لئے اس اہم اور کثیر الاستعمال عضو کی نظافت کو حاصل و باقی رکھنے کیلئے زیادہ صفائی درکار تھی، اس لئے شریعت کی طرف سے مسواک کی شکل میں ایک عمدہ اور جامع نظام فراہم کر دیا گیا۔ اور رات دن میں کم از کم پانچ مرتبہ ہر نماز کیلئے وضو کرتے وقت مسواک کی تعلیم دی گئی، اور تبدیلیٔ احوال کے موقع پر بھی اس کو سنت قرار دیا گیا، اور اس پر عظیم الشان فضائل بتلائے گئے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

استاكوا وتنظفوا۔

مسواک کرو، اور نظافت و صفائی حاصل کرو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: ۱۸۱۷، کتاب الطھارۃ، باب فی أی ساعۃ یستحب السواک؟ المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحدیث: ۷۴۴۲، عن سلیمان بن سعد۔)

قال الهيثمی:رواہ الطبرانی فی الأوسط,وفیہ اسماعیل بن عمرو البجلی ضعفہ أبو حاتم والدارقطنی وابن عدی,ووثقہ ابن حبان وابراھیم بن أورمۃ ذکرہ فأحسن الثناء علیہ۔ (مجمع الزوائد،ج۲ص۲۴۱،۲۴۰)

وقال بدر الدین العینی:

وفی سندہ اسماعیل بن عمرو,وثقہ ابن حبان وضعفہ الدارقطنی (عمدۃ القاری,ج۷,ص۱۳)

وقال المناوی:

قال الھیثمی فیہ اسماعیل بن عمرو البجلی ضعفہ أبو حاتم والدارقطنی وابن عدی ووثقہ ابن حبان اھ۔وبہ یعرف مافی رمز المصنف لحسنہ الاأن یراد أنہ حسن لغیرہ۔ (فیض القدیر للمناوی,تحت رقم الحدیث۷۹۶)

مسواک سے منہ کی صفائی تو ہوتی ہی ہے،اسی کے ساتھ گلے،جبڑے اور دانتوں کی ورزش بھی ہو جاتی ہے۔اور ایک حدیث میں ہے کہ:

السواک مطھرۃ للفم,ومرضاۃ للرب۔

مسواک منہ کی صفائی اور رب تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے۔

(بخاری ،کتاب الصوم،باب سواک الرطب والیابس للصائم ،دارطوق النجاۃ ،بیروت،نسائی،رقم الحدیث۵،مسند احمد،رقم الحدیث ۲۴۳۳۲،عن عائشۃ،ابن ماجۃ،رقم الحدیث۲۸۹،عن ابی امامۃ)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

امرت بالسواک حتی خشیت ان یکتب علی۔

مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مسواک کا اتنا زیادہ حکم دیا گیا،کہ مجھے اپنے اوپر اس کے فرض ہو جانے کا خوف ہونے لگا۔

(مسند احمد:رقم الحدیث:۱۶۰۰۷,عن واثلۃ بن الاسقع,مؤسسۃ الرسالۃ,بیروت۔قال الھیثمی:رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر,وفیہ:لیث بن أبی سلیم وھو ثقۃ مدلس وقد عنعنہ(مجمع الزوائد,ج۲ص۹۸)وفی حاشیۃ مسند احمد:حدیث حسن لغیرہ,وھذا اسناد ضعیف لضعف لیث:وھو ابن ابی سلیم,وبقیۃ رجالہ ثقات رجال الشیخین۔وقال الالبانی:قلت:وھذا اسناد حسن فی الشواھد رجالہ کلھم ثقات غیر لیث وھو ابن أبی سلیم,وھو ضعیف لاختلاطہ(السلسلۃ ضعیفۃ,تحت رقم الحدیث۱۵۵۶)

اور ایک موقع پر کچھ لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

حَدِیثُ تَمَّامِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُمَرَ أَبُو الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الزَّرَّادِ، قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ تَمَّامِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَوْ أُتِيَ - فَقَالَ: "مَا لِي أَرَاكُمْ تَأْتُونِي قُلْحًا، اسْتَاكُوا، لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي، لَفَرَضْتُ عَلَيْهِمُ السِّوَاكَ كَمَا فَرَضْتُ عَلَيْهِمِ الْوُضُوءَ" (مسند احمد ج٣ ص ٣٣٤)

هو أصغر ولد العباس، وكانوا عشرة، وهو شقيق كثير بن العباس، وكان العباس يحمله ويقول: تموا بتمَّام فصاروا عشره يا رب فاجعلهم كراما برره واجعل لهم ذِكراً وانم الثمره وقال أبو عمر بن عبد البر: وكل بني العباس لهم رؤية، وللفضل ولعبد الله رواية ورؤية. وقد تاب تمام هذا على المدينة من جهة ابن عمه علي، ثم عزله بأبي أيوب الأنصاري، ومات زمن المنصور.

("جامع المسانيد" 1/الورقة 163، وانظر "سير أعلام النبلاء" 443/3.)

إسناده ضعيف، أبو علي الزراد - واسمه الصيقل - قال أبو علي بن السكن وغيره: مجهول، قال الحافظ في "لسان الميزان" 83/7: ورواية الثوري عنه في مسند۔

"یہ کیابات ہے کہ میں تمہیں پیلے دانتوں کی حالت میں آتاہوا دیکھ رہاہوں، تم مسواک کیا کرو، اوراگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں پڑ جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں (بحکم الہی) ان پر مسواک کو فرض قرار دے دیتا، جس طرح سے ان پر وضو کو فرض قرار دیا۔،،

اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ، عَنْ تَمَّامٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قال: مَا لِي أَرَاكُمْ تَدْخُلُونَ عَلَيَّ قُلْحًا اسْتَاكُوا، وَلَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي، لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يَسْتَاكُوا عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ» قَالَ مُحَمَّدٌ: وَالسِّوَاكُ عِنْدَنَا مِنَ السُّنَّةِ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُتْرَكَ۔

"یہ کیابات ہے کہ میں تمہیں پیلے دانتوں کی حالت میں آتاہوا دیکھ رہاہوں، تم مسواک کیا کرو، اوراگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں پڑ جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے ہاں مسواک کرنا سنت ہے لہذا اس کو ترک کرنا مناسب نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے دانتوں کو صاف نہ کرنے پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ سے رات کو سونے سے پہلے، سو کر اٹھنے بعد، کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد اور دیگر مختلف اوقات میں مسواک کرنا ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كَانَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ بَدَأَ بِالسِّوَاكِ۔

(مسلم، باب سواک، ج ۱ ص ۲۲۰)

نبی ﷺ گھر میں داخل ہوتے وقت سب سے پہلے مسواک فرماتے تھے۔

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ۔ (صحیح البخاری، باب طول القیام فی صلاۃ اللیل، ج ۲ ص ۵۱)

نبی ﷺ جب رات کو تہجد کیلئے اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف فرمایا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ الْحَسَنُ بْنُ سَوَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ - إِنْ كَانَ قَالَهُ - "لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ الْوُضُوءِ"، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَقَدْ كُنْتُ أَسْتَنُّ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ، وَبَعْدَمَا أَسْتَيْقِظُ، وَقَبْلَ مَا آكُلُ، وَبَعْدَمَا آكُلُ حِينَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا قَالَ۔ (مسند احمد الرسالۃ باب مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج ۱۵ ص ۱۰۴)

حديث صحيح، وهذا إسناد قوي، الحسن بن سوار صدوق لا بأس به، ومن فوقه ثقات من رجال الشيخين. الليث: هو ابن سعد، وخالد بن يزيد: هو الجمحي المصري. وانظر (7339).

قوله: "إن كان قاله"، قال السندي: لتحقيق أنه قاله وتقريره وتأكيد على أن "إنْ" مخففة من الثقيلة، وحَذْف اللام بعدها جائز وارد في كلام العرب كما صرح به بعض أهل التحقيق، وإن كان ظاهر كلام النحاة خلافه.

میں سونے سے پہلے اور سو کر اٹھنے کے بعد؛ اور کھانے سے پہلے؛ اور کھانے سے فارغ ہو کر مسواک کرتا ہوں، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں آپ کا ارشاد سنا کہ اگر مجھے اپنی امت پر مشقت میں پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان کو ہر وضو میں مسواک کا حکم دیتا۔

اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

-أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: "دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَسْتَنُّ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلَى لِسَانِهِ وَهُوَ يَقُولُ: عَأْعَأْ" (صحیح، سنن النسائی رقم الحدیث ۳، ج ۱ ص ۹)

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور اس وقت آپ ﷺ مسواک فرمارہے تھے اور مسواک کا کنارہ آپ کی زبان پر تھا، اور آپ ﷺ عاعا کی آواز نکال رہے تھے،،

اسی قسم کی حدیث حضرت بردہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ غَيْلاَنَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُهُ «يَسْتَنُّ بِسِوَاكٍ بِيَدِهِ يَقُولُ أُعْ أُعْ، وَالسِّوَاكُ فِي فِيهِ، كَأَنَّهُ يَتَهَوَّعُ.

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اع اع کر رہے تھے جبکہ مسواک آپ ﷺ کے دہن ﴿منہ﴾ مبارک میں تھا کیونکہ آپ ﷺ الٹی کر رہے تھے۔

(بخاری رقم الحدیث ۲۴۴، کتاب الوضوء، باب السواک، دار طوق النجاۃ، بیروت و أخرجه مسلم في الطهارة باب السواک رقم 254)

(يستن) بذلک أسنانه بالسواک أو غيره. (يقول أع أع) حكاية لصوته أثناء الاستياک. (يتهوع) يتقيأ]

مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ مسواک سے زبان مبارک کو بھی اہتمام کے ساتھ صاف فرمارہے تھے ،اور اس کی وجہ سے مخصوص آواز پیدا ہو رہی تھی۔اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کا مسواک کا دوسروں کو ہدیہ فرمانا بھی احادیث سے ثابت ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَائِلَةَ الْأَصْبَهَانِيُّ، قَالَ، ثنا شَبَابٌ الْعُصْفُرِيُّ، ثنا عَوْنُ بْنُ كَهْمَسٍ، ثنا دَاوُدُ بْنُ الْمُسَاوِرِ، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي خَيْرَةَ الصَّبَاحِيِّ، قَالَ، كُنْتُ فِي الْوَفْدِ الَّذِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَزَوَّدَنَا الْأَرَاكَ نَسْتَاكُ بِهِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، عِنْدَنَا الْجَرِيدُ وَلَكِنَّا نَقْبَلُ كَرَامَتَكَ وَعَطِيَّتَكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اللهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ الْقَيْسِ إِذْ أَسْلَمُوا طَائِعِينَ غَيْرَ مُكْرَهِينَ إِذْ قَعَدَ قَوْمِي لَمْ يُسْلِمُوا إِلَّا خَزَايَا مَوْتُورِينَ۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۹۲۴)

حضرت ابوخیرہ صباحی فرماتے ہیں کہ میں عبد القیس قبیلے کے اس وفد میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ہمیں پیلو ﴿پودے کی ایک ٹہنی یا شاخ﴾ عطا فرمائی کہ اس سے ہم مسواک کریں۔ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں یہ ٹہنیاں بہت زیادہ ہیں لیکن ہم آپ ﷺ کی سخاوت اور عطیہ کی بناء پر ﴿تبرک سمجھتے ہوئے﴾ قبول کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا یااللہ عبد القیس کی مغفرت فرما کیونکہ بلا جبر واکراہ خود مطیع اور فرمانبردار بن کر آئے ہیں جبکہ میری قوم نے اس وقت اسلام قبول کیا جب وہ مجبور ورسوا ہو گئے تھے۔

منہ اور دانتوں کی صفائی سے جہاں ایک طرف دانت ستھرے رہتے ہیں اور خوبصورتی اور دوسروں کی کشش کا باعث ہوتے ہیں، اسی کے ساتھ کیڑا لگنے سے اور میل کچیل سے محفوظ ہو کر ایک لمبی مدت تک پائیدار اور مضبوط ہو جاتے ہیں، اس کے علاوہ کئی بیماریوں سے بھی حفاظت

رہتی ہے۔اگر منہ گندہ ہوتو غذا منہ سے گندگی (خوراک کے سڑے ہوئے ذرات وغیرہ) کولے کر معدہ میں جاتی ہے اورانسان طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔علماء نے مسواک کے بہت سے فائدے شمار کیے ہیں۔ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "منبہات،، میں مسواک کے بیس فائدے ذکر کیے ہیں ۔مصنف "نہر فائق ،،رحمۃ اللہ علیہ نے تیس سے کچھ اوپر منافع بتائے ہیں ،جن میں سب سے ادنیٰ گندگی کا دور ہونااور سب سے اعلیٰ موت کے وقت کلمۂ شہادت یاددلاتی ہے اور موت کے علاوہ ہر بیماری کیلئے شفاہے۔

"نہایت الامل،، میں ہے کہ مسواک میں بہتّر فائدے ہیں۔جن میں سے ایک یہ ہے کہ موت کے وقت کلمۂ شہادت یاد آجاتا ہے۔اوراس کے برخلاف حشیشہ (بھنگ) کھانے میں ستر نقصان ہیں،جن میں سے ایک یہ ہے کہ موت کے وقت کلمہ یاد نہیں آتا۔علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مراقی الفلاح،، کے حاشیہ میں مسواک کے فوائد نقل کرتے ہوئے لکھاہے:

من فضائله ماروى الأئمة عن علي وابن عباس وعطاء رضي الله تعالى عنهم أجمعين: عليكم بالسواك فلا تغفلوا عنه وأديموه فإن فيه رضا الرحمن وتضاعف صلاته إلى تسعة وتسعين ضعفا أو إلى أربعمائة ضعف وإدامته تورث السعة والغنى وتيسير الرزق ويطيب الفم ويشد اللثة ويسكن الصداع وعروق الرأس حتى لا يضرب عرق ساكن ولا يسكن عرق جاذب ويذهب وجع الرأس والبلغم ويقوي الأسنان ويجلو البصر ويصحح المعدة ويقوي البدن ويزيد الرجل فصاحة وحفظا وعقلا ويطهر القلب ويزيد في الحسنات ويفرح الملائكة وتصافحه لنور وجهه وتشيعه إذا خرج إلى الصلاة وتستغفر حملة العرش لفاعله إذا خرج من المسجد وتستغفر له الأنبياء والرسل والسواك مسخطة للشيطان مطردة له مصفاة للذهن مهضمة للطعام مكثرة للولد ويجيز على الصراط كالبرق الخاطف ويبطيء الشيب ويعطي الكتاب باليمين ويقوي البدن على طاعة الله عز وجل ويذهب الحرارة من الجسد ويذهب الوجع ويقوي الظهر ويذكر الشهادة ويسرع النزع ويبيض الأسنان ويطيب النكهة ويصفي الخلق ويجلو اللسان ويذكي الفطنة ويقطع الرطوبة ويحد البصر ويضاعف الأجر وينمي المال والأولاد ويعين على قضاء الحوائج ويوسع عليه في قبره ويؤنسه في لحده ويكتب له أجر من لم يستك في يومه ويفتح له أبواب الجنة وتقول له الملائكة هذا مقتد بالأنبياء يقفو آثارهم ويلتمس هديهم في كل يوم ويغلق عنه أبواب جهنم ولا يخرج من الدنيا إلا وهو طاهر مطهر ولا يأتيه ملك الموت عند قبض روحه إلا في الصورة التي يأتي فيها الأولياء وفي بعض العبارات الأنبياء ولا يخرج من الدنيا حتى يسقي شربة من حوض نبينا محمد صلى الله عليه وسلم وهو الرحيق المختوم وأعلى هذه أنه مطهرة للفم مرضاة للرب۔

(الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، باب فصل فی سنن الوضوء، ج ا ص ۶۹)

مسواک کے وہ فضائل جن کو ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے حضرت علی،حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین اور حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا،یہ ہیں،فرماتے ہیں کہ مسواک کولازم کرلو،اس سے غافل نہ رہو،اس پر مداومت کرتے رہو،کیوں کہ اس میں حق تعالیٰ کی خوشنودی ہے اوراس سے نماز کاثواب ننانوے یاچار سوگنابڑھ جاتاہے،اور ہمیشہ مسواک کرنے سے کشادگی اورمال داری پیداہوتی ہے روزی آسان ہوجاتی ہے،منہ پاکیزہ اور مسوڑھے مضبوط کردیتی ہے۔درد سر کواور سر کی تمام رگوں کو سکون ہوجاتاہے،حتیٰ کہ

کوئی ساکن رگ حرکت نہیں کرتی اور نہ ہی کوئی حرکت کرنے والی رگ ساکن ہوتی ہے، بلغم کو دور کرتی ہے، دانتوں کو مضبوط بناتی ہے، بینائی کو صاف کرتی ہے، معدہ کو درست اور بدن کو قوی بناتی ہے، انسان کی فصاحت وحافظہ و عقل کو بڑھاتی ہے، دل کو پاک کرتی ہے، نیکیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے، ملائکہ خوش ہوتے ہیں، اوراس کے چہرے کے نور کی وجہ سے مصافحہ کرتے ہیں، اور جب وہ نماز کیلئے نکلتا ہے تو فرشتے اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں، اور جب وہ مسجد سے نکلتا ہے تو عرش کو اٹھانے والے فرشتے اس کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں، اورانبیاء اور رسول اس کیلئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ مسواک شیطان کو ناراض کر دیتی ہے اوراس کو دھتکارتی ہے، ذہن کو صاف، کھانے کو ہضم کرتی ہے۔ بچوں کی پیدائش بڑھاتی ہے۔ پل صراط پر سے کوندنے والی بجلی کی طرح (بہت جلد) اتار دیتی ہے۔ بڑھاپے کو مؤخر کرتی ہے۔ نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دلاتی ہے۔ بدن کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کیلئے قوت دیتی ہے۔ اور حرارت کو بدن سے دور کرتی ہے۔ پیٹھ کو مضبوط بناتی ہے ۔کلمۂ شہادت یاد دلاتی ہے۔ حالت نزع کو بہت جلد ختم کرتی ہے۔ دانتوں کو سفید، منہ کو خوشبودار، حلق اور زبان کو صاف، سمجھ کو تیز کرتی ہے۔ رطوبت کیلئے قاطع ہے، نظر کو تیز اور حاجتوں کے پورا ہونے میں مدد کرتی ہے، قبر کو کشادہ بناتی ہے اور مردہ کیلئے غمخوار ہو جاتی ہے اور مسواک نہ کرنے والے کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ فرشتے اس کے بارے میں ہر دن کہتے ہیں کہ یہ (شخص) انبیاء کا اقتداء کرنے والا ہے، ان کے نشان قدم پر چلتا ہے، ان کی سیرت کا متلاشی ہے۔ اس کی طرف سے دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، مسواک کرنے والا شخص دنیا میں (گناہوں سے) پاک صاف ہو کر جاتا ہے اور موت کا فرشتہ روح نکالنے کیلئے اس کے پاس اس صورت میں آتا ہے جس صورت میں اولیاء کے پاس آتا ہے، بعض عبارات میں ہے کہ جس صورت میں انبیاء کے پاس آتا ہے اسی صورت میں آتا ہے۔ مسواک کرنے والا دنیا سے اس وقت تک نہیں جاتا جب تک کہ وہ حضور ﷺ کے حوض سے شراب نہ پی لے اور وہ رحیق مختوم ہے۔ (اوران سب فوائد سے) بڑھ کر یہ ہے کہ اس میں حق تعالیٰ کی رضا ہے اور منہ کی صفائی ہے۔

استنشاق الماء: (یعنی ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنا)

اور یہ کلی کی طرح ہے جس کا ذکر آرہا ہے یہ دونوں وضو میں سنت ہیں اور غسل میں ہمارے نزدیک فرض ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں غسل میں سنت ہیں اور امام احمد اور مالک رحمہما اللہ کی ایک روایت میں ان کا واجب ہونا مذکور ہے۔

سر کے بالوں میں مانگ نکالنے کے متعلق:

جاننا چاہیئے! سر کی ابتداء پیشانی کی جانب سے بال نکلنے کی جگہ سے ہوتی ہے اور اس میں اعتبار عام لوگوں کا ہے پس بعض لوگوں کی جو پیشانی پر ہی بال اگ آتے ہیں یہ جگہ سر کی حدود میں داخل نہیں بلکہ چہرے کی حد میں داخل ہے (کیونکہ یہ پیشانی کا حصہ ہے) اور

,,نزعتان،،اور ''صلع،،سر کے حدود میں داخل ہے۔(پیشانی کے حدود میں داخل نہیں)اس لئے وضو میں اس کو دھونے کی ضرورت نہیں ،اور,نزعتان،،سے مراد پیشانی کے وہ دونوں اطراف ہیں کہ سر کا حصہ ہونے کے باوجود بعض لوگوں کے ان دونوں اطراف میں بال نہیں ہوتے،پس بال نہ ہونے سے مغالطہ کھاکر ان اطراف کو پیشانی کا حصہ نہیں سمجھناچاہیئے۔اور ''صلع،،سے مراد پیشانی کے متصل سر کا بالکل ابتدائی حصہ ہے،بعض لوگوں کے اس حصہ پر بال نہیں ہوتے جس سے اس کے پیشانی کا حصہ ہونے کا گمان ہوتا ہے۔

لیکن شرعاًاس کو سر ہی کا حصہ شمار کیاجائے گا،اس لئے وضو میں اس کو چہرہ دھونے کے ساتھ نہیں دھویاجائے گا۔''نزعتان،،کی اس ہیئت کو اہل عرب پسند کرتے ہیں ۔اورلغت کے عجائبات میں سے یہ ہے کہ جس مرد کی پیشانی کے دونوں جانب بال نہ ہوں اس کو ''انزع،،اورجوعورت ایسی ہواس کو''زعرا،،کہتے ہیں(حالانکہ ازروئے قاعدہ اس کو''نزعا،،کہناچاہیئے)پس نزعتان نزع سے ماخوذ ہے یعنی الگ ہونا گویا کہ بال اس جگہ سے ہٹ گئے اور تہذیب میں یہ بھی مذکور ہے:''النزعتان من الرأس عندناوعندجماهير العلماءواستحب الشافعي واصحابه غسلهمامع الوجه للخروج من خلاف من قال همامن الوجه.)تهذيب الاسماء للنووى واللغات ج۴ص۲۴۶)

ترجمہ:''نزعتان سر کا حصہ ہیں ہمارے نزدیک اور جمہور کے نزدیک۔اورامام شافعی رحمہم اللہ اوران کے اصحاب نے چہرے کے ساتھ اس کا دھونا مستحب قرار دیاہے تاکہ جن لوگوں نے اس کو چہرے کا حصہ سمجھاہے احتیاطاًان کے قول پر بھی عمل ہوجائے،،اور ''صلع،،سے مراد پیشانی کے متصل سر کے سامنے کے حصہ پر بال نہ ہوناہے جیساکہ بعض لوگوں میں ایساہوتاہے،بالوں سے خالی سر کا یہ حصہ ''صلع،، کہلاتاہے۔''اصلع،،صلعاء مثل احمر،حمراءاس کے صیغہائے صفت ہیں۔اورآنکھ اور کان کے درمیان رخسار کی ابھری ہوئی ہڈی کی بالائی جانب کا حصہ جس کو صدغ کہتے ہیں یہ سر کا حصہ ہے۔جس کی دلیل عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ تلقین ہے جوانہوں نے نائی کو کی تھی:''ابلغ العظمين فانهمامنتهى اللحية،، ترجمہ:سر کے بال کنپٹی کی دونوں ہڈیوں تک مونڈڈالو!اس لئے کہ وہاں تک داڑھی کی حد ہے۔''اوران دونوں ہڈیوں کو عربی میں ''فنبكين،، بھی کہتے ہیں جیساکہ صاحب نہایہ نے حدیث کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔''امرنى جبرئيل ان اتعاهدفنبكى''

(كنزالعمال ج۹ص۳۰۲حديث نمبر۲۶۱۰۵)

ترجمہ:''جبرائیل علیہ السلام نے مجھے حکم دیاہے کہ میں فنیکین کی رعایت رکھوں،،اور گدی کی جانب سر کی حد گردن تک ہے لیکن گردن سر کی حد سے خارج ہے اس لئے گردن کا مسح سر کے مسح میں داخل نہیں ۔البتهموضع تحذيف يعنى وہ حصہ جو ''صدغ،،(کنپٹی)اور''نزعتان،،(پیشانی کے اطراف)کے درمیان ہے جس پر ہلکے ہلکے بال ہوتے ہیں اس کے متعلق اختلاف ہے۔

(تحفةالمحتاج فى شرح المنهاج،باب الوضوء،ج۲ص۳۷۳)

ابن سریج کے بقول یہ حصہ چہرے میں شامل ہے کیونکہ چہرے کی رنگ (سپیدی) اس حصہ میں نمایاں ہے، اس وجہ سے شرفاء گھرانوں میں اس حصہ پر اگنے والے بالوں کو دور کیاجاتاہے۔اوراس جگہ کوموضع تحذیف کہنے کی وجہ یہی ہے کہ اس جگہ کے بالوں کودور کیاجاتاہے۔"کتاب البرکہ،، میں لکھاہے:

قدتعودالناس التحذیف ولابأس به قال الغزالی وهو القدر الذی اذاوضع الخیط علی رأس الاذن والطرف الثانی علی الجبین وقع فی جانب الجبهة ولیس من القزع فی شئ۔

ترجمہ:لوگوں کی عادت موضع تحذیف سے بال دور کرنے کی ہے اوراس میں کوئی حرج نہیں، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تحذیف وہ جگہ ہے کہ اگر دھاگے کاایک کنارہ کان کے سرے پرر کھاجائے اور دوسرا سراپیشانی پرر کھاجائے تو پیشانی کی جانب کامقام موضع تحذیف ہے اور یہ عمل (موضع تحذیف سے بال صاف کرنا) قزع میں داخل نہیں ہے"ابواسحاق اوراس کے متبعین کے نزدیک یہ بال سر کے بالوں کے متصل ہونے کی بناءپراسی کے حکم میں ہیں۔وهو الموافق لنص الشافعی رحمه الله تعالیٰ والاول اظهر والثانی اشهر۔

(کذافی فتح العزیز شرح الوجیز للرافعی، ج ا ص ۳۹۹)

ترجمہ:یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے موافق ہے اورپہلا قول ظاہر کے زیادہ مناسب ہے جبکہ زیادہ مشہوردوسرا قول ہے۔،،اورامام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے"شرح منهاج،، میں فرمایاہے:صحح الجمهور ان موضع التحذیف من الرأس۔،،

ترجمہ:جمہورنے اس قول کو صحیح قراردیاہے کہ موضع تحذیف سر کاحصہ ہے۔،،

"لِاِتِّصَالِ شَعْرِهٖ بِشَعْرِ الرَّأْسِ وَنَقَلَ الرَّافِعِیُّ فِیْ شَرْحَیْهِ تَرْجِیْحَهٗ عَنِ الْاَكْثَرِیْنَ"

ترجمہ:"بوجہ ان بالوں کے سر کے بالوں کے ساتھ متصل ہونے کے اور رافعی نے اپنے دونوں شرحوں میں اکثر اہل علم سے اسی کی ترجیح نقل کی ہے۔"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ مواضع مذکورہ سر کی حد میں داخل ہیں پس ان جگہوں کے بالوں کو بھی سر کے بالوں کاحکم حاصل ہے یعنی سرمنڈانے کے ساتھ ان کومنڈایاجائے ورنہ نہیں۔

مسئلہ:مردوں کیلئے پورے سر کے بال رکھنامسنون ہے اوران کو منڈاناجائز(مباح)ہے۔اور نبی کریم ﷺ سے حج وعمرہ کے علاوہ سرمنڈاناثابت نہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی طرز عمل اور معمول اسی کے مطابق تھا۔البتہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سر کے بال منڈاتے تھے اور مواہب میں مذکورہے:

ولم يرو أنه- صلى الله عليه وسلم- حلق رأسه الشريف فى غير نسک حج أو عمرة فيما علمته، فتبقية الشعر فى الرأس سنة ومنكرها مع علمه يجب تأديبه، ومن لم يستطع التبقية فيباح له إزالته.

ترجمہ: نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے حج وعمرہ کے علاوہ جہاں تک مجھے معلوم ہے سر منڈوانا مروی نہیں، پس سر پر بال چھوڑنا سنت ہے اور جاننے کے باوجود اس کی سنیت کا منکر لائق تعزیر ہے اور جو شخص بال رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کیلئے بال نہ رکھنا جائز ہے

(المواهب اللدنيه فى منح المحمديه، الفصل الاول فى كمال خلقته وجمال صورته صلى الله عليه وآله وسلم ج ٢ ص ٨٠، منتهى السؤل على وسائل الوصول الى شمائل الرسول صلى الله عليه وآله وسلم، الفصل الثالث فى صفة شعره صلى الله عليه وآله وسلم ج ١ ص ٣٤٢)

اور جو کوئی بالوں کی نگہداشت (تیل، کنگھی وغیرہ) پر قادر ہو تب بھی اس کیلئے سر منڈانا مباح ہے۔ "اسی طرح،،روضہ،،اورامام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی "مجموع،، میں یہ روایت مذکور ہے۔ اورابن قیم نے بھی زادالمعاد باب تنبیہات ج ۲ ص ۱۸ میں نقل کیا ہے: لم يحلق صلى الله عليه وسلم رأسه الشريف إلا أربع مرات.

ترجمہ: "نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صرف چار مرتبہ سر مبارک منڈوایا۔،،

قَدُومَاتٌ أَرْبَعَةٌ: بِمَكَّةَ عُمْرَةُ الْقَضَاءِ، وَفَتْحُ مَكَّةَ، وَعُمْرَةُ الْجِعْرَانَةِ، وَحَجَّةُ الْوَدَاعِ۔

(مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، باب الترجل، ج ٧ ص ٢٨٢٥)

ترجمہ: عمرۂ قضاء میں، فتح مکہ کے موقع پر، عمرۂ جعرانہ میں اور حجۃ الوداع کے موقع پر کہ ان ہی چار مواقع پر ہجرت کے بعد نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مکہ معظمہ میں حاضری کے مواقع میسر آئے۔

اور نیز ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح مشکوۃ "باب ترجل" میں حدیث "احلقوا كله او اتركوا كله" کے ذیل میں فرمایا ہے: فى الحديث اشارة الى ان الحلق فى غير الحج والعمرة جائز وان الرجل مخير بين الحلق وتركه لكن الافضل ان لا يحلق الا فى غير احد النسكين كما كان صلى الله عليه وآله وسلم يفعله واصحابه وانفرد منهم على كرم الله وجهه۔

ترجمہ: اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حج وعمرہ کے علاوہ بھی سر منڈانا جائز ہے اور آدمی کو سر منڈانے اور بال رکھنے میں اختیار ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ حج وعمرہ کے علاوہ سر نہ منڈائے جیسا کہ نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دستور تھا لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس معاملے میں منفرد تھے "(کیونکہ آپ ہر جمعہ کے دن سر منڈاتے تھے)۔

عینی شرح بخاری میں ہے: ادعى ابن عبد البرّ الاجماع على اباحة حلق الجميع وهو رواية عن احمد۔ یعنی ابن عبد البر نے پورے سر کے بال منڈانے کی اباحت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔

(عمدة القارى ج ٢٢ باب القزع)

اور محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صراط مستقیم میں فرمایاہے کہ سر کے بال منڈانامرد حضرات کے لئے بالاتفاق جائز ہے اور جولوگ بالوں کو تیل لگانے اور درست رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں ان کے لئے (سنت کے مطابق) بال رکھنا افضل ہے۔

اور مدارج النبوۃ میں فرمایاہے کہ: سر کے بال (سنت کے مطابق) رکھنا سنت ہے اور قدیم عرب کی یہی عادت تھی لیکن تیل کنگھی کے ذریعہ بالوں کی نگہداشت رکھنی چاہیئے، اوراب تو عام و خاص اکثر لوگوں میں بال منڈانے ہی کا رواج ہے خصوصا مشائخ، صوفیاء اور درویش صفت لوگ (مولف کی مراد اس سے اپنے زمانہ کے اہلِ ہند ہیں)۔بظاہر اس کی وجہ بالوں کی نگہداشت سے ان کی عدیم الفرصتی ہے۔

سر کے بالوں کی نظافت

سر کے بالوں کے بارے میں شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ ان کی صفائی ستھرائی کا خاص اہتمام کیاجائے، رسول اللہ ﷺ بالوں میں کنگھا فرمایا کرتے تھے اور تیل کا استعمال بھی فرمایا کرتے تھے۔

اس عمل سے بالوں کا گرد وغبار اور میل کچیل دور ہو جاتاہے اور بالوں میں جوئیں پڑنے سے بھی حفاظت رہتی ہے۔

اور اگر کوئی مرد سر پر بال رکھے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کی صفائی ستھرائی کا اہتمام کرے اور اگر یہ نہ کر سکے تو پھر بالوں کو منڈوادے۔ (وعن ابی ھریرۃ أن رسول اللہ ﷺ قال من کان له شعر: بفتح العین ویسکن، والظاھر أن المراد به شعر الرأس (فلیکرمه): أی فلیزینه ولینظفه بالغسل والتدھین ولا یترکه متفرقا، فان النظافة وحسن المنظر محبوب۔

(رواہ أبو داود) مرقاۃ المفاتیح، ج۷ ص۷ ۲۸۲، کتاب اللباس، باب الترجل)

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق کے ساتھ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے بال ہوں عین کے فتح کیساتھ، اس سے مراد سر کے بال ہیں، بس اس کی عزت کرو یعنی اسے مزین رکھو، اسے صاف رکھو، دھونے کے ساتھ، تیل لگانے کے ساتھ اور اسے بکھرے ہوئے نہ چھوڑو کیونکہ صفائی اور خوبصورت دکھنا پسند کیا جاتا ہے۔

من اتّخذ شعرا فلیحسن الیه او لیحلقهٗ۔

ترجمہ: جو بال رکھے تو اچھی طرح رکھے (دھوئے، تیل کنگھی وغیرہ کرے) ورنہ منڈادے۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط، حدیث ۴۰۸۰، ج۹ ص ۱۳۳، وفی مجمع الزوائد، باب ماجاء فی الشارب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من كان له شعر فليكرمه۔

ترجمہ: جس کے بال ہوں تو اسے چاہیئے کہ ان کا اکرام کرے۔

(سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۴۱۶۳، کتاب الترجل، باب فی اصلاح الشعر، المکتبة العصریة، بیروت، واللفظ له المعجم الأوسط للطبرانی، رقم ۸۴۸۵، شعب الایمان للبیہقی رقم ۶۰۳۶، مشکل الآثار للطحاوی، رقم ۳۳۶۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: **ان النبی ﷺ قال: من اتخذ شعرا فلیکرمه** یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو بال رکھے تو ان کا اکرام کرے۔

(ج ۱ ص ۱۵۹، دار ابن الجوزی، السعودیة/الریاض، واللفظ لہ، الکامل فی ضعفاء الرجال، ج ۳ ص ۴۱۴، الترغیب والترهیب لقوام السنة، رقم الحدیث ۲۰۳، اخبار اصبهان، رقم الحدیث ۱۷۳۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان لابی قتادة جمة فسأل النبی ﷺ فیها؟ فقال: اکرمها وادهنها (یعنی حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے جمہ (کندھوں تک) بال تھے، انہوں نے اس بارے میں نبی ﷺ سے سوال کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان کا اکرام کیجئے اور ان میں تیل لگایئے۔

(رقم ۱۷۶، در الحرمین، القاهرة، واللفظ له؛ شعب الایمان للبیهقی، رقم ۶۰۴۱)

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **سمعت النبی ﷺ یقول: من ربی منکم شعرا فلیکرمه، قیل: یا رسول الله، وما کرامته؟ قال: یدهنه، ویمشطه کل یوم۔**

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ تم میں سے جو بال رکھے تو اسے چاہیئے کہ ان کا اکرام کرے، رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ بالوں کا اکرام کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں روزانہ تیل لگائے اور کنگھی کرے۔

(ج ۱ ص ۲۶۲، دار الکتب العلمیة، بیروت)

سر منڈانے کو معمول بنانا سنت ہے اس لئے کہ یہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی تقریری سنت کے قبیل سے ہے اور پھر خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سر منڈانے پر مواظبت (ہمیشگی) بھی تنہا سنت ہونے کے لئے کافی ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین میں سے ہیں اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے: **علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین۔**

ترجمہ: میرے اور خلفائے راشدین کے طریقہ کو لازم پکڑو۔

(مشکوۃ المصابیح، باب الاعتصام بالسنة، ابن ماجه ج ۱، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدین المهدیین)

فتاویٰ عالمگیری میں روضہ زندویسی کے حوالے سے نقل کیا ہے:

وان السنة فی شعر الرأس اما الفرق واما الحلق وذکر الطحطاویؒ الحلق سنة ونسب ذالک الی العلماء الثلاثة۔

(فتاویٰ عالمگیری ج۵ کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر فی الختان والحصاء وحلق المراۃ شعرها ووصلها شعر غیرها)

ترجمہ: "تحقیق سنت طریقہ سر کے بالوں کے حق میں یہ ہے کہ یا تو بال رکھ کر درمیان سے سیدھی مانگ نکالی جائے اور یا پھر سر منڈھایا جائے اور امام طحاوی نے سر منڈانے کو سنت کہا ہے اور یہ بات ائمہ ثلاثہ احناف کی طرف منسوب کی ہے (جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے)۔"

مسئلہ: مردوں کے لئے حج کے دوران مقررہ وقت پر بال کٹوانے کے بجائے منڈوانا افضل ہے، اگرچہ کٹوانا بھی جائز ہے:

"قال اللہ تعالیٰ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ (اپنے سروں کے بال منڈانے والے اور کٹوانے والے ہیں)۔(سورۃ الفتح، آیت ۲۷)

اور نبی علیہ السلام نے فرمایا: اللهم ارحم المحلقين (اے اللہ تعالیٰ منڈوانے والوں پر رحم فرما)۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: والمقصرين؟ (اور کٹوانے والے بھی؟)

تب بھی آپ ﷺ نے پہلا جملہ ہی ارشاد فرمایا یہاں تک کہ انہوں نے چوتھی بار "والمقصرين" کے ساتھ استفسار کیا تب آپ نے والمقصرين کہہ کر محلقین کے لئے رحم کی دعا میں ان کو شامل فرمایا: (ان الفاظ کے ساتھ: اللهم ارحم المحلقين والمقصرين)۔

(بخاری، باب الحلق والتقصیر عند الاحلال، رقم ۱۶۱۲)

فتاویٰ عالمگیری میں شرح طحاوی سے نقل کیا ہے:

یحلق او یقصر والحلق افضل۔ حلق کرے یا قصر کرے، لیکن حلق افضل ہے۔

(کتاب المناسک وفیہ سبعۃ عشر بابا، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج)

وحلق الکل افضل اقتداء بالنبی ﷺ۔

ترجمہ: پورے سر کو منڈانا افضل ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام (کے عمل) کی اتباع کی وجہ سے۔

پس کہتا ہے بندہ عاجز فقیر سید احمد علی شاہ ترمذی سیفی کہ زلفیں رکھنا اور منڈوانا دونوں جائز ہیں، جیسا کہ خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے: حلق الرأس مع الصدغین سنة یعنی کنپٹی سمیت سر منڈوانا سنت ہے۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ص ۳۴۲، جلد ۴)

فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے:

يستحِبّ حلق الرأس في كل جمعة كذا في الغرائب۔ ہر جمعہ کو سر منڈوانا مستحب ہے۔ (ص ۳۵۷، ج ۵، مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)

فتاویٰ سلطانیہ میں لکھا ہے: ولو حلقت المرأة رأسها فان فعلت لوجع اصابها فلا بأس به. فان فعلت تشبها بالرجل فهو مكروه۔

اگر کسی خاتون نے سر میں کسی بیماری کے سبب اپنا سر مونڈوایا تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر مردوں کے ساتھ تشبیہہ کی وجہ سے ایسا کیا تو پھر مکروہ ہے۔ (فتاویٰ سلطانی ص ۴۵۵)

وفي زين الحلم شرح عين العلم لملاعلي قاري رحمه الله تعالىٰ: ويحلق رأس أي شعره ان اراد التنظيف والاحتياط في الغسل كما اختاره علي كرم الله وجهه حيث كان كثير الاغتسال وقد سمع النبي ﷺ تحت كل شعرة جنابة ولذا قال ومن ثم عاديت رأسي الى قوله وحيث قرر عليه السلام فعل علي رضي الله عنه صار سنة اى حلق الرأس مع انه قال عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين۔ (بحوالہ هدايه الابرار ص ۳۱)

ملا علی قاری رحمہ اللہ کی عین العلم کی شرح زین الحلم میں ہے کہ غسل میں احتیاط یا صفائی کی وجہ سے اگر سر کا حلق کیا جائے تو جائز ہے جیسے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سر مونڈوانے کو اختیار کیا تھا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ غسل فرمانے والے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ہر بال کے نیچے جنابت ﴿ ناپاکی ﴾ ہوتی ہے۔ اس وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے سر ﴿ کے بالوں ﴾ کے ساتھ دشمنی کرلی.... اور جب آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فعل کو برقرار رکھا تو سر منڈوانا سنت قرار پایا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔

وفي فصول العبادية رجل قال لآخر حلق رأسک أو قلم أظافرک فان هذا سنة النبي ﷺ وقال ذالک الرجل لا أفعل وان كان سنة فهذا كفر لانه قال ذالک على سبيل الانكار والرد۔ كذا في سائر السنن خصوصا في السنة هي معروفة وثبوتها بالتواتر كالسواک ونحوه۔ وفي الغرائب وروى محمد رحمه الله تعالىٰ عن ابي حنيفة رحمه الله تعالىٰ قال خطاني حجام في سفر القبلة في ثلاثة اشياء اذا جلست لحلق الرأس قال لي استقبل القبلة فاستقبلت اليها فقدمت جانب يسارى فقال لي قدم جانب يمينک فقدمت جانب يميني فاذا فرغت اردت ان اخرج فقال دفن شعرک ثم اخرج فدفنت كان ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنه يقول للحلاق ابلغ العظمين فانهما منتهى اللحية يعني حدها ولذلک سميت لحية لان حدها اللحى۔

فصول العبادیة میں ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اپنا سر منڈواؤ یا اپنے ناخن کاٹو کیونکہ یہ آپ ﷺ کی سنت ہے اور دوسرا اس کے جواب میں کہے کہ میں ایسا نہیں کروں گا اگرچہ سنت ہے تو یہ قول کفریہ ہے ﴿ یعنی یہ کلمہ کفر ہے ﴾ کیونکہ اس نے جو جواب دیا یہ بطور انکار اور رد تھا۔ یہی حکم آپ ﷺ کی تمام سنن کے بارے میں ہے خاص کر ان سنن کے بارے میں کہ جو معروف ہو اور ان کا ثبوت تواتر سے ہو جیسے مسواک وغیرہ۔ غرائب میں ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سفر قبلہ ﴿ حرم شریف ﴾ میں حجام نے مجھے تین غلطیوں پر تنبیہہ کی۔ ا۔ جب میں سر مونڈوانے کیلئے بیٹھا تو حجام نے کہا کہ قبلہ

روبہو جاؤتومیں قبلہ روبہو گیا۔ ۲۔میں نے حجام کی طرف سر مونڈوانے کیلئے بائیں طرف کو آگے کیاتو اس نے کہا کہ پہلے دائیں طرف کا حلق ہو گاتو میں نے دائیں طرف آگے کر دی۔ ۳۔جب میں فارغ ہوا اور باہر جانے لگاتو حجام نے کہا اپنے بال دفن کر دو پھر نکلوتو میں نے بال دفن کر دیئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حجام سے فرمایا سر مونڈتے ہوئے بڑی ہڈیوں تک پہنچو کہ یہ داڑھی کی انتہاء ہے اور اس لئے داڑھی کو لحیہ کہتے ہیں کہ یہ داڑھ کی انتہاء تک ہوتی ہے۔ (هدایۃالابرار ص ۳۲)

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان افغانی رحمۃ اللہ علیہ کا سر منڈانے کے متعلق فتویٰ:

مسئلہ ۲۳۵: از قادر گنج ضلع بیر بھوم ملک بنگالہ مرسلہ سید ظہور الحسین حسینی قادری رزاقی ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

تمام سر کامنڈانا جائز ہے یانہیں؟ اگر جائز ہے تو حضور سرور کائنات ﷺ یا حضرت مولائے کائنات سیدنا امام علی مرتضی رضی اللہ عنہ یا حضرت امامین مطہرین رضی اللہ عنہما یا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم ان حضرات نے سر منڈایا ہے یانہیں؟ اور اس کا جواز فقہ سے ثابت ہے یانہیں؟

الجواب: سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سنت تمام سر کے بال رکھنا ہے اور امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کی سنت سارا سر منڈانا۔ وقدروی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ان تحت کل شعرۃ جنابۃ ثم قال من ثم عادیت راسی من ثم عادیت راسی من ثم عادیت راسی ۔ بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راویت کی ہے کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہے لہذا اس وجہ سے میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہوں اسی وجہ سے میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہوں اسی وجہ سے میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہوں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ ۱/۳۳ وجامع الترمذی ابواب الطہارۃ ۱/۱۶)(سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب فی الغسل من الجنابۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۳)

دونوں صورتیں جائز ہیں آدمی اپنے لئے جس میں مصلحت سمجھے، اور اول اولی، واللّٰہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۳۹: ۵ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

ماقولکم رحمکم اللّٰہ تعالٰی ایھا العلماء الکرام اندریں مسئلہ کہ مروی وماثور است کہ موئے مرغول سر آن سرور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بغیر از حلق بستہ کیفیت متکیف بودند یعنی گاہ بگوش وگاہ بدوش وگاہ از گوش فرد و آمدہ ونزدیک بدوش رسیدہ آیار جل امت اجابت آن تاجدار دوعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رانیز لازم است کہ ہمیں جادہ مستقیم رااخذ نمودہ سالک شوند باز وبر تقدیر اول آیا کہدام صنف است از اصناف سنن ہدی ست کہ تارکش مستحق لوم وعتاب است یازائد کہ تارکیش لائق ایں امر نبود چنانچہ در رسالہ منارمی نویسند وھی نوعان سنۃ

الهدی وتارکھا یستوجب اساءۃ کالجماعۃ و الاذان و الزوائد وتارکھا لایستوجب اسائۃ کسیر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی لباسہ وقعودہ وقیامہ الخ رسالہ شرح نور الانوار قمر الاقمار۔

اے علماء کرام! اللہ تعالٰی تم پر رحمت کے پھول برسائے تمھارا کیا ارشاد ہے اس مسئلہ کے بارے میں کہ مروی اور منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سر مبارک کے (کسی قدر) گھنگھریالے مقدس بال منڈائے بغیر، تین حالتوں میں سے کسی ایک حالت سے متصف تھے (۱) یعنی کبھی کانوں تک (۲) کبھی کندھوں تک (۳) اور کبھی کانوں سے نیچے لٹکے ہوئے اور کندھوں کے قریب پہنچے ہوئے تھے (اب سوال یہ ہے کہ) کیا تاجدار دوعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی امت اجابت (یعنی امت مسلمہ) کے کسی مسلمان فرد کے لئے بھی یہی لازم اور ضروری ہے کہ وہ اسی ٹھیک طریقہ کو اختیار کرکے اس پر چلے۔ نیز پہلی صورت میں یہ سنن ہدی میں سے کونسی قسم ہے کہ جس کا چھوڑ دینے والا ملامت اور سرزنش کے لائق ہے یا سنت زائدہ ہے کہ جس کا ترک کرنے والا سزا مذکور کے لائق نہیں چنانچہ رسالہ "منار"، میں لکھتے ہیں سنت کی دو قسمیں ہیں (۱) ایک سنت ہدٰی، جس کا تارک مستحق اساءت ہے۔ جیسے نماز باجماعت اور اس کے لئے اذان۔ (۲) دوسری قسم سنت زوائد کہ جس کا تارک اساءت کا سزاوار نہیں جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک عادات، پہننے، بیٹھنے اور قیام میں الخ ۱۲ قمر الاقمار حاشیہ نورالانوار (از مولانا عبدالحکیم لکھنوی)۔

(نور الانوار شرح المنار بحث سنن الهدی والزوائد مطبع علیمی دهلی ص ۱۶۷)

الجواب: عادت کریمہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بر تمام سر موئے داشتن است از گوش تادوش در غیر حج وحجامت ہیچ گاہ حلق ثابت نیست امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم دائما حلق فرمودہ واز ان رو کہ زیر ہر مو جنابت ست مباد کہ آب بجائے نرسد و ے فرمود **و من ثم عادیت راسی و من ثم عادیت راسی و من ثم عادیت راسی** وسنت خلفائے راشدین نیز سنت ست ہر چہ مناسب حال خود مبیند بر آں عمل کنند موئے راا کرام باید **فی الحدیث من کان لہ شعر فلیکرمہ** اگر اکرام تواند وبحد اسراف نرساند موئے داشتن بہتر ست ورنہ در حلق فارغ البال وبرہر چہ ازیں عمل کند مستحق لوم وعتابے نیست۔ **و اللہ تعالٰی اعلم۔**

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عادت عالیہ اپنے پورے سر مبارک پر بال رکھنے کی تھی اور یہ کیفیت کان سے کندھوں تک ہوتی، لہٰذا بغیر حج کبھی سر منڈوانا ثابت نہیں البتہ مومنوں کے امیر حضرت مولی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم ہمیشہ بال منڈواتے اس وجہ سے کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہاں تک پانی نہ پہنچے، اور فرمایا کرتے یہی وجہ ہے کہ میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہوں، اسی وجہ میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہوں اسی وجہ سے میں اپنے سر کے بال رکھنے کا مخالف ہوں، اور خلفائے راشدین کی سنت بھی درجہ سنت رکھتی ہے لہٰذا جو بھی اپنے حال کے مناسب سمجھے وہی روش اختیار کرے، بہر حال بالوں کا احترام کرنا چاہئے، چنانچہ حدیث پاک میں مذکور ہے جس آدمی کے بال ہوں اسے ان کا احترام واکرام کرنا چاہئے لہٰذا اگر عزت توقیر کرسکے اور اسے اسراف کی حد تک نہ پہنچائے تو پھر بال رکھنے بہتر ہیں

ورنہ منڈوا کر فارغ البال ہو جائے لہٰذا ان میں سے جو طریقہ اپنائے (اور اس پر عمل کرے) تو ملامت اور عتاب کا سزاوار نہ ہو گا، واللہ تعالٰی اعلم۔

(سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب فی الغسل من الجنابۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۳) (سنن ابی داؤد کتاب الرجل باب فی اصلاح الشعر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۱۸) (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس الفصل الثانی المکتبہ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۲۳۰) (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ کتاب الحظر والاباحۃ ص ۶۸۶-۶۹۲)

حلق العانۃ (زیر ناف بال) صاف کرنا:

زیر ناف بال صاف کرنا مرد وعورت دونوں کے لئے مسنون ومشروع ہے۔ بلکہ تمام انبیاء سابقین علیہم السلام کے ادیان میں مشترک مشروع ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں اس کو انسان کی فطرتی عادات میں سے شمار کیا گیا۔

والاستحداد أی حلق العانۃ وھو۔۔استعمال الحدید من نحو موسی وغیرہ فی حلق العانۃ ای الشعر الذی حوالی ذکر الرجل وفرج المرأۃ وزاد ابن شریح وحلقۃ الدبر۔ (المرقاۃ ۸/۲۸۹ ومجمع الزوائد ۵/۳۰۳)

استحداد یعنی موئے زیر ناف صاف کرنا اور استحداد کا معنٰی ہے بالوں کی صفائی کیلئے استرا وغیرہ کی شکل میں لوہے کو استعمال کرنا اور موئے زیر ناف سے مراد وہ بال ہیں جو مرد کے آلہ تناسل کے ارد گرد ہوں اور عورت کے عضو مخصوص ﴿شرمگاہ﴾ کے ارد گرد ہوں۔ ابن شریح نے کہا کہ مقام پاخانہ کے ارد گرد کے بالوں کو بھی عانۃ کہتے ہیں۔

قلت وعلیہ الفتوٰی کما فی الشامیۃ۔ میں کہتا ہوں اسی پر فتوٰی ہے جیسے کہ شامی میں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر زیر ناف بال مونڈنا بھی فرض تھا، ہم پر سنت ہے۔ خیال رہے کہ زیر ناف بال دور کرنے کیلئے زیادہ طور پر احادیث میں (**استحداد**) کے الفاظ استعمال ہیں، یعنی نبی کریم ﷺ نے لوہے کے آلہ (استرا وغیرہ) کو استعمال کیا۔

ایک اور حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں۔

ان النبی ﷺ کان لایتنور، وکان اذا اکثر الشعر علی عانتہ حلقہ۔

کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے زیر ناف بالوں کو دور کرنے کیلئے چونہ (پاؤڈر وغیرہ) استعمال نہیں کیا، بلکہ جب بال دور کرنے کی ضرورت در پیش آتی تو آپ ﷺ ان بالوں کو مونڈ کر دور کرتے لیکن ایک دوسری حدیث حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

ان النبی ﷺ کان اذا اطلی ولی عانتہ بیدہ۔

کہ بے شک نبی کریم ﷺ زیرناف بالوں پر چونہ (پاؤڈر وغیرہ)استعمال کرکے ہاتھوں سے بالوں کو صاف کردیتے۔خیال رہے کہ "اطلی،، کا معنی یہ بیان کیا گیا ہے۔اطلی یعنی بالنورۃ وھی حجر یتخذ منہ طلاء لازالۃ الشعر من بواطن الجسد۔

کہ آپ ﷺ نے چونہ کا استعمال کیا، کیونکہ پتھر سے حاصل ہونے والے چونہ کو جسم کے اندرونی حصہ کے بال دور کرنے کیلئے جب استعمال کیا جائے تو اسے بھی طلائی کہہ لیا جاتا ہے۔

دونوں حدیثوں میں تطبیق:

ابن خویز منداد کہتے ہیں۔

وھذا یدل علی ان الاکثر من فعلہ کان الحلق وانما تنور نادر الیصح الجمع بین الحدیثین،، (نجوم الفرقان ص ۸۰۸ ج ۳)

اس سے واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے اکثر طور پر زیرناف بالوں کو مونڈا ہے لیکن کبھی کبھی چونہ وغیرہ سے بھی بالوں کو دور کیا ہے۔اس طرح دونوں حدیثوں میں مطابقت ہو جائے گی۔خیال رہے کہ زیرناف بالوں کو دور کرنا مردوں اور عورتوں کیلئے برابر ہے۔اور دور کرنے کے دونوں طریقے بھی مردوں اور عورتوں کیلئے برابر ہیں۔

لہٰذا مردوعورت دونوں کو کسی بھی طریقے سے ان بالوں کا زائل کرنا ضروری ہے لیکن مردوں کو استرے (بلیڈ) سے صفائی بہتر جبکہ عورتوں کو نورہ بال صفا پاؤڈر سے دور کرنا افضل ہے۔اور عورتوں کو انگلیوں سے نکالنا مستحب ہے۔ (فتاویٰ حقانیۃ ۴۶۴/۲)

ختنہ کرنا:

مسلم شریف میں اور مسند احمد میں یحییٰ کی روایت میں ہے۔

"انہ اختتن حین بلغ ثمانین سنۃ واختتن بالقدوم،،

بیشک ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں ختنہ کیا اور آپ نے تیسہ سے ختنہ کیا۔

یعنی جب آپ علیہ السلام پر ختنہ کے فرض ہونے کا حکم نافذ ہوا اس وقت آپ کی عمر اس سال تھی، آپ نے لکڑی کاٹنے چھیلنے کا آلہ تیسہ لیا، اور اپنا ختنہ خود ہی کر دیا۔سبحان اللہ یہ انبیاء کرام کے کام ہی ہیں جو مشکل مشکل امتحانات میں پورے اترے ورنہ عام انسان ایسے امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

خیال رہے "قدوم،، قاف پر فتحہ، دال مشدد بھی استعمال ہے اور مخفف بھی، معنی اس کا تیسہ۔

قال عکرمۃ اختتن ابراھیم علیہ السلام وھو ابن ثمانین سنۃ" قال: ولم یطف بالبیت بعد علی ملۃ ابراھیم الا مختون،،

حضرت عکرمۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں اپنا ختنہ کیا، حضرت عکرمۃ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے بعد ملت ابراہیمی پر قائم کسی شخص نے بغیر ختنہ طواف نہیں کیا۔

مسئلہ:

جمہور احناف اور مالکیہ کا مذہب یہ ہے۔

ان ذلک من مؤکدات السنن ومن فطرۃ الاسلام التی لایسع ترکھا فی الرجال،،

کہ ختنہ کرنے کا فعل سنت موکدہ ہے اور فطرۃ اسلامیہ سے ہے۔ مردوں کیلئے اس سنت کو چھوڑنے کی گنجائش نہیں ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال الفطرۃ خمس الاختتان الخ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد بیان فرمایا کہ فطرت اسلامیہ پانچ چیزیں ہیں، ان میں آپ ﷺ نے ختنہ کا بھی ذکر کیا۔

اس حدیث سے بھی ختنہ کا سنت ہونا واضح ہے۔ خیال رہے کہ ایک ضابطہ یہ ہے ذکر قلیل ذکر کثیر سے مانع نہیں لہذا کسی محل اور موقع کی مناسبت سے پانچ کا ذکر کرنا دوسری جگہ دس کے ذکر کے منافی نہیں۔

مسئلہ:

اگر کوئی بچہ ختنہ شدہ پیدا ہوا تو وہ ختنہ کی مشقت سے بچ گیا ہے۔ اب اس کا ختنہ نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ختنہ کرنے کی کوئی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ اس کا ختنہ پہلے قدرتی طور پر ہو چکا ہے۔ حضرت میمونی کہتے ہیں، مجھے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ہمارے علاقہ میں ایک شخص تھا جس کا بچہ پیدا ہوا جس کا ختنہ قدرتی طور پر ہو چکا تھا۔ وہ شخص پریشان تھا کہ میں بچے کا ختنہ کیسے کروں گا۔ تو آپ نے اس شخص کو فرمایا "اذا کان اللہ قد کفاک المؤنۃ فما غمک بھذا،، جب رب تعالیٰ نے تمہیں اس بچے کے ختنہ کی مشقت سے آزاد کر دیا ہے تو تمہیں اس کا کیا غم ہے۔

فائدہ جلیلہ:

عن محمد بن حبیب الھاشمی خلق من الانبیاء اربعۃ عشر مختونین آدم وشیث ونوح وھود وصالح ولوط وشعیب ویوسف وموسیٰ وسلیمٰن وزکریا وعیسیٰ (وحنظلۃ بن صفوان نبی اصحاب الرس) ومحمد ﷺ۔

محمد بن حبیب ہاشمی کہتے ہیں کہ چودہ انبیاء کرام ختنہ شدہ پیدا ہوئے، حضرت آدم علیہ السلام، حضرت شیث علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت سلیمٰن علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، (حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام اصحاب الرس کے نبی علیہ السلام) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔

لیکن یہ بھی خیال رہے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے ختنہ شدہ ہونے کے قول کو ترجیح دی ہے۔

اعتراض:

حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ختنہ ہوا ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ آپ ﷺ ختنہ شدہ پیدا ہوئے کیسے صحیح ہے؟

"عن ابن عباس ان عبد المطلب ختن النبی ﷺ یوم سابعة و جعل له مأدبة و سماه محمدا،،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا ختنہ ساتویں دن کرایا اور اسی دن احباب کی دعوت کی اور اسی دن آپ کا نام محمد ﷺ رکھا،

جواب: یہ حدیث محمد بن ابی سری نے روایت کی ہے۔ اس حدیث کے متعلق یحییٰ بن ایوب فرماتے ہیں۔

"طلبت هذا الحديث فلم اجده عند احد من اهل الحديث ممن لقيته الا عند ابن ابی السری،،

میں نے اس حدیث کو بہت تلاش کیا، لیکن حدیث بیان کرنے والے حضرات میں سے میں نے جس سے بھی ملاقات کی مجھے کسی کے پاس بھی یہ حدیث نہیں ملی سوائے ابن ابی السری کے۔

اس سے واضح ہوا کہ یہ حدیث دوسری معتبر احادیث کے مقابل قابل حجت نہیں، کیونکہ اس حدیث کے متعلق ابو عمرو نے فرمایا **"هذا حديث مسند غريب،،** یہ حدیث مسند غریب ہے۔ اس سے بھی اس کے قابل حجت نہ ہونے کا ذکر کیا گیا۔ یہ ذکر کرنے کے بعد ابو عمرو نے کہا۔ **"و قد قيل ان النبی ﷺ ولد مختونا،،** تحقیق بیان کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ ختنہ شدہ پیدا ہوئے ہیں۔

فذكر ابو نعيم الحافظ فی "كتاب الحلية،، باسناده ان النبی ﷺ ولد مختونا۔

ابو نعیم رحمہ اللہ علیہ نے "کتاب الحلیۃ،، میں ذکر فرمایا ہے اسناد صحیحہ سے کہ نبی کریم ﷺ ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔

مسئلہ: ختنہ بالغ ہونے سے پہلے کر دیا جائے۔ بچہ سات دن کا ہو تو ختنہ کرنا بہتر ہے۔ اس مسئلہ پر مختلف روایات ہیں، علماء کے اقوال سے یہ بھی ملتا ہے۔ "ختن ابراھیم اسماعیلَ لثلاث عشر سنة،، کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ختنہ جب کیا تو ان کی عمر تیرہ سال تھی۔ "و ختن ابنه اسحاق لسبعة ایام،، اور آپ علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کا جب ختنہ کیا تو وہ سات دن کے تھے۔

"و روی عن فاطمة رضی الله عنها انها کانت تختن ولدها یوم السابع،، اور روایات میں آتا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے بچوں کا ختنہ ساتویں دن کرایا۔

و قال اللیث بن سعد "یختن الصبی ما بین سبع سنین الی عشر۔

لیث بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بچوں کا ختنہ سات اور دس سال کے درمیان کرا دیا جائے۔

و قال احمد "لم اسمع فی ذلک شیئا،، حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ختنہ کے متعلق معین مدت کے متعلق کوئی روایت سننے میں نہیں آئی،

بخاری میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

"سئل ابن عباس مثل من انت حین قبض رسول الله ﷺ قال انا یومئذ مختون،،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو آپ کتنے تھے۔ آپ نے فرمایا میں اس وقت مختون تھا، آپ نے مختون کا معنی قریب البلوغ لیا ہے۔ واضح ہوا کہ بالغ ہونے سے پہلے ضرور ختنہ کرا دیا جائے، سات دنوں پر کرائیں یا بعد میں کرائیں جائز ہے۔

بالغ ہونے کے بعد اسلام قبول کرنے کیلئے:

اگرچہ مالکی مذہب میں تو اس کیلئے مستحب ہے کہ وہ ختنہ کسی سے کرائے بعض حضرات نے زیادہ ہی کی تاکید کی ہے۔

لیکن احناف کے نزدیک بلا عذر شرعی کسی کی شرمگاہ کو دیکھنا حرام ہے، اس لئے سنت پر عمل کرنے کیلئے حرام کا ارتکاب تو جائز نہیں۔ البتہ وہ شخص کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جو ختنہ کرنا جانتی ہو، تو وہ نکاح کے بعد اس کا ختنہ کر دے، کیونکہ زوجہ اپنے خاوند کی شرمگاہ کو دیکھ سکتی ہے، اس طرح نہ حرام کا ارتکاب ہو گا۔ اور نہ سنت کی ترک لازم آئے گی۔

غسل البراجم:

باء کے فتح اور جیم کے کسرہ کے ساتھ)وہ گرہیں اور جھریاں جو انگلیوں کے جوڑوں کے ظاہری حصہ پر ہوتی ہیں اور جو باطنی حصہ پر ہوتی ہیں ان کو رواجب کہتے ہیں ابن العراقی رحمہ اللہ نے اسی طرح فرمایاہے۔علامہ تورپشتی نے فرمایاہے کہ براجم سے مرادوہ جوڑہیں جواساجع اوررواجب کے درمیان میں اوررواجب وہ جوڑہیں جوپوروں سے ملے ہوئے ہیں اوران کے بعد براجم ہوتے ہیں اوربراجم کے بعداساجع۔ابھری رحمہ اللہ نے اسی طرح نقل کیاہے اور مراداس سے (ہاتھ پاؤں) کے تمام قسم کے جوڑوں کی گرہیں اور پوشیدہ جگہوں کا دھوناہے۔(مرقاۃ)

بغلوں کے بال دور کرنا:

بغلوں کے بال دور کرنا بھی مردوعورت دونوں کے لئے کسی بھی طریقے سے ضروری ہے البتہ اسمیں دونوں کو اکھیڑنا بہتر ہے۔

وفی الابط یجوز الحلق والنتف أولی۔بغلوں کے بالوں کے بارے میں حلق کرناجائز اوراکھیڑنا بہتر ہے۔ (الھندیة۵/۳۵۸)

قلت ولفظ الابط فی الحدیث یدّل علی العموم فتأمل۔ (المنتقی للحرانی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱/۷۶)

حدیث میں لفظ ابط عموم پر دلالت کرتاہے یعنی مردوعورت دونوں کیلئے حکم ہے۔

ناخن کاٹنے کا حکم:

مردوعورت دونوں کے لئے بڑے ناخن کاٹنا سنت موکدہ ہے۔اور حدیث شریف نےاسے بھی انسان کے امور فطرت میں سے بتایا لٰہذا مردوعورت کوبڑے بڑے ناخن رکھنا فیشن کی خاطر یا سستی کی وجہ سے مکروہ اورناجائزہے۔

قال العلامہ العینی رحمہ اللہ تحت قول الامام البخاری رحمہ اللہ باب تقلیم الأظفار ھذا باب فی سنیّة تقلیم الخ۔

(عمدۃالقاری ۵۴۵/ج۲۲)

وفی الھندیة:وقلم الأظفار سنة اِلاّفی دار الحرب فان ترکھامندوب الیہ۔

ناخن کاٹناسنت ہے مگر دار لحرب میں نہ کاٹنامستحب ہے۔ (الھندیة۵/۳۵۷وحقانیة ۲/۴۲۰)

ناخن کاٹنے کا افضل طریقہ:

ہاتھ کے ناخن کاٹنے میں علماء نے دو طریقے افضل قرار دیئے پہلا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کے ناخن کاٹنے میں ابتداء اور انتہاء دونوں دائیں ہاتھ پر ہو جس کی ترتیب یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کر کے بالترتیب دائیں کے چھنگلی انگلی تک کاٹ لئے جائیں اور پھر بائیں ہاتھ کے چھنگلی انگلی سے لے کر بالترتیب بائیں کے انگوٹھے تک کاٹ لئے جائیں اور آخر میں دائیں کا انگوٹھا سے کاٹ لیں۔

قال فی الهداية عن الغرائب:وينبغي الابتداء باليداليمنیٰ والانتهاء بهافيبدأبسبابتهاويختم بإبهامها ۔ہدایۃ میں غرائب کے حوالے سے ہے کہ مناسب یہ ہے کہ ابتداءوانتہاء دونوں دائیں ہاتھ سے ہو،دائیں ہاتھ کے انگشت شہادت سے ابتداء ہو اورانگوٹھے پر اختتام ہو۔ (الشامية ۲٦۰/۵)

ہاتھ کے ناخن کاٹنے کا دوسرا افضل طریقہ:

اور وہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کے شہادت کی انگلی سے شروع کیا جائے پھر دائیں ہی کے درمیانی پھر ساتھ والی اور پھر چھنگلی اورآخر میں دائیں ہاتھ کا انگوٹھا اس کے بعد بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے لے کر انگوٹھے تک۔

کذاذکر العلامة العینی رحمہ اللہ تعالیٰ۔عن الامام النووی رحمہ اللہ تعالیٰ (عمدۃالقاری۴۵/ج۲۲والمرقاۃ۹۰۲/۸)

پاؤں کے ناخن کاٹنے کا طریقہ:

ثمّ یبدابخنصر الرجل الیمنیٰ ویختم ببنصراالیسریٰ۔اس کے بعد دائیں پاؤں کے چھنگلی انگلی سے شروع کر کے بالترتیب بائیں کے چھنگلی انگلی تک کاٹ لیں۔ (الفتاویٰ الھندیة ۳۵۸/۵)

مسئلہ:

یہ طریقہ محض افضل ہے اور بڑے ناخن کاٹنا ضروری ہے گو کسی بھی طریقے سے کاٹے جائیں نیز اگر دن میں فرصت نہ ملے یا رات کو بڑے معلوم ہوں تو رات کو بھی کاٹنا جائز ہے۔

حکی أن هارون الرشید سأل أبا یوسف رحمه الله تعالیٰ عن قص الاظافیر فی اللیل فقال ینبغی فقال ماالدلیل علی ذلک فقال قوله ﷺ الخیر لا یؤخّر۔

ہارون الرشید نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے رات کے ناخن کاٹنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ مناسب ہے کہ کاٹے جائیں۔ پوچھا اس پر کیا دلیل ہے؟ فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھے کام کو مؤخر نہ کیا جائے۔ (الفتاویٰ الهندية ۵/۳۵۸)

ناخن کاٹنے اور زیر ناف بال کے صفائی کا وقت:

صحیح یہی ہے کہ اسلام میں ان چیزوں کی صفائی کا کوئی خاص وقت متعین نہیں بلکہ جب کبھی ناخن، مونچھ وغیرہ حد میعاد سے تجاوز کر جائیں اور بڑے ہو جائیں تو اسی وقت کاٹنے کا حکم ہے۔

قال القاری رحمہ اللہ تعالیٰ: والمعنیٰ أن لا تترک ترکا یتجاوز أربعین لأنه وقت لهم الترک أربعین لأن المختار أن یضبط الحلق والتقليم والقص بالطول فإذا طال حلق وقص وقلم ذکره النووی رحمه الله تعالیٰ۔ (المرقاة ۸/۲۹۱)

ناخن اور زیر ناف بال کی صفائی کا مستحب وقت:

البتہ چونکہ اسلام میں صفائی کی بہت ہی تاکید آئی ہے۔ اس لئے فقہاءِ اسلام نے ہر ہفتہ یعنی جمعہ میں غسل کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کی صفائی کو بھی افضل و مستحب قرار دیا۔ کسی مجبوری کی وجہ سے دو ہفتوں کے بعد اور آخری حد چالیس دن تک ہے اور اس کے بعد بغیر کسی شدید مجبوری کے مؤخر کرنے والا گناہ اور وعید کا مستحق ہوگا

فالأسبوع هو الأفضل والخمسة عشر الأوسط والأربعون الأبعد ولا عذر فيما وراء الاربعين ويستحق الوعيد۔

ایک ہفتے میں صفائی افضل ہے، درمیانی مدت پندرہ دن اور لمبی مدت چالیس دن کے بعد کوئی عذر قابل قبول نہیں اور تارک وعید (سزا) کا مستحق ہوگا۔ (الهندية ۵/۳۵۷ والمرقاة ۸/۲۹۱ والشامية ۵/۲۶۰)

ماحول کی صفائی کے بارے میں اسلام کے سنہری اصول:

اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے انسانیت کو پاکی و صفائی کے سنہرے اصول بتائے ہیں۔ اے کاش کہ مسلمان ان سنہری اصولوں کو اپنائیں اور رب تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں بہر حال ان سنہری اصول میں سے یہ بھی ہے کہ کٹے ہوئے سر کے بال ہوں یا کسی اور جگہ کے اور ناخن وغیرہ مرد و عورت دونوں کے لئے مناسب اور بہتر یہی ہے کہ ان کو گھر یا دوسری جگہ کے ایک کونے میں دفن کر دے اور اگر ایسی جگہ پھینک دے کہ جہاں لوگوں کی آمد و رفت نہ ہو تو بھی کوئی حرج نہیں لیکن بالوں اور ناخنوں کو غسل خانے، گندگی کے ڈھیر یا نالے یا ویسے ادھر ادھر پھینکنا اعضائے انسانی کی توہین ہے جو کہ شرعاً جائز نہیں نیز فقہ کی کتابوں میں اسے بیماری پیدا ہونے کا سبب اور مکروہ کہا گیا۔ جیسے کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

فإذاقلم اظفاره۔أو جزّ شعره ينبغي أن يدفن ذلك الظفر و الشعر المجزور فإن رمى به فلابأس أي في مكان طاهر لا يوطأوإن القاه في الكنيف أو في المغتسل يكره ذالك لأن ذالك يورث داءً۔(ايضا الفتاویٰ الهندية عن الخانية ٥/٣٥٧ و مصنف ابن ابی شيبة رحمه الله تعالیٰ و لفظه عن رجل من بنی هاشم اَن رسول الله ﷺ اَمر بدفن الشعر و الظفر و الدم انتهیٰ ٢/١٣١)

قبیلہ بنی ہاشم کے ایک شخص نے کہا کہ آپ ﷺ نے بالوں، ناخن اور خون کو دفنانے کا حکم دیا ہے۔

مسئلہ: حالت جنابت میں بال وناخن کاٹنا مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟

ج: مطلق کراہت کا قول ملتا ہے جس سے بالعموم کراہت تحریمیہ مراد ہوتی ہے مگر یہاں قرائن سے کراہت تنزیہیہ معلوم ہوتی ہے۔قال في الهندية حلق الشعر حالة الجنابة مكروه و كذاقص الاظافير۔كذافي الغرائب۔

ہندیہ میں ہے کہ جنابت کی حالت میں بالوں اور ناخن کا کاٹنا مکروہ ہے۔ (عالمگیریہ ص۳۵۸ج۵)

عن ابن عباس رضی الله عنهما: هي عشر خصال كانت فرضا في شرعه وهن سنة في شرعنا۔

(تفسیر ابی السعود، ج۱، ص،۱۸۹، داراحیاءالتراث العربی بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: یہ دس خصلتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں فرض تھیں اور وہ ہماری شریعت میں سنت ہیں۔

انتقاص الماء (پاخانہ اور پیشاب کی جگہ کو پانی کے ساتھ دھونا یعنی پانی سے استنجاء کرنا)

انتقاص الماء قاف اور صاد کے ساتھ ہے اور یہی صحیح ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے "انتقاص البول بالماء" یعنی پیشاب کرنے کے بعد شرمگاہ وغیرہ کو پانی کے ساتھ دھونا تاکہ پانی کے روکنے کیوجہ سے پیشاب کے قطرات آنا بند ہو جائیں اور اگر یہ دھوئے گا نہیں تو بار بار کچھ نہ کچھ خارج ہوتا رہے گا تو پھر صفائی حاصل کرنا اور استنجاء کرنا مشکل ہو جائے گا، پہلی تشریح کے مطابق ماء سے مراد پیشاب ہے اور اس صورت میں ماء سے مراد مغسول بہ ہے (کہ جس کے ذریعے دھویا جائے) لیا جائے، تو اضعاف مصدر فاعل کی طرف ہو گی۔ای انتقاص الماء بالبول۔انتقاص: یہ لازم بھی استعمال ہوتا ہے اور متعدی بھی۔اکثر لازم استعمال ہوتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہاں تصحیف ہوئی ہے اصل میں یہ انتفاض الماء تھا (یعنی فا اور ضاد کے ساتھ یا صاد کے ساتھ) اور اس سے مراد ذکر پر پانی کا چھینٹا دینا ہے اور یہ معنی سے زیادہ قریب ہے کیونکہ ابو داؤد شریف میں الانتضاح ہے، انتقاص کو انہوں نے ذکر نہیں کیا۔زین العرب نے سید رحمۃ اللہ علیہ سے اس کو نقل کیا ہے۔(الاستنجاء: یہ راوی کی تفسیر ہے وہ راوی عند البعض وکیع ہیں اور پہلی تفسیر وہ ابو عبید کا قول ہے۔ (مرقاۃ)

مونچھیں منڈانا احادیث و آثار کی نظر میں

مونچھیں مونڈنا سنت ہے

أخبرنا محمد بن عبداللہ بن یزید المقریء المکی قال حدثنا سفیان عن الزھری عن سعید بن المسیب عن أبی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال: الفطرۃ خمس: الختان و حلق العانۃ و نتف الابط و تقلیم الأظفار و حلق الشارب۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دین میں پانچ چیزیں قدیم سنت ہیں:(۱)ختنہ کرنا،(۲)زیرِ ناف بالوں کو مونڈنا،(۳)بغل کے بال نوچنا،(۴)ناخن کاٹنا،(۵)مونچھیں مونڈنا۔

(سنن الکبریٰ للنسائی، کتاب الطھارۃ، ابواب الفطرۃ، ج۱، ص۶۵، رقم:۹، دارالکتب العلمیہ بیروت، کنزالعمال، ج۶، ص۶۵۳، رقم :۱۷۲۲۹، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول الفطرۃ خمس: الختان و الاستحداد و قص الشارب و تقلیم الاظفار و نتف الابط۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: پانچ چیزیں فطرت (قدیم سنت) سے ہیں: (۱)ختنہ کرنا،(۲)زیرِ ناف بال مونڈنا،(۳)مونچھیں (جڑ سے) کاٹنا،(۴)ناخن کاٹنا،(۵)بغل کے بال اکھیڑنا۔

(اخرجہ البخاری فی صحیحہ، ج۱۰، ص۳۴۹، رقم:۵۸۹۱، ومسلم، ج۱، ص۲۲۲، رقم:۲۵۷، ۵۰، وابوداؤد فی السنن، ج۴، ص۴۱۲، رقم:۴۱۹۸، والترمذی فی السنن، ج۵، ص۸۵، رقم:۲۷۵۶، والنسائی فی السنن" ج۸، ص۱۸۱، رقم:۵۲۲۵، وابن ماجہ فی السنن، ج۱، ص۱۰۷، رقم: ۲۹۲، ومالک فی الموطأ، ج۲، ص۹۲۱، رقم:۳، من کتاب صفۃ النبی ﷺ، واحمد فی المسند، ج۲، ص۴۱۰، ومشکوٰۃ المصابیح، کتاب اللباس، باب الترجل، ص۳۸۰، قدیمی کتب خانہ کراچی، شعب الایمان، ج۵، ص۲۲۱، رقم:۶۴۳۱، دارالکتب العلمیہ بیروت، سنن الکبریٰ للنسائی، کتاب الطھارۃ، ابواب الفطرۃ، ج۱، ص۶۵، رقم:۱۰، دارالکتب العلمیہ بیروت)

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ ﷺ عشر من الفطرۃ قص الشارب و اعفاء اللحیۃ و السواک و استنشاق الماء و قص الاظفار و غسل البراجم و نتف الابط و حلق العانۃ و انتقاص الماء قال مصعب و نسیت العاشرۃ الا تکون المضمضۃ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دس چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں:(۱)مونچھیں (جڑ سے) کاٹنا،(۲)داڑھی بڑھانا،(۳)مسواک کرنا،(۴)ناک میں پانی ڈالنا،(۵)ناخن کاٹنا،(۶)جوڑوں کو دھونا،(۷)بغلوں کے بال نوچنا، (۸)زیرِ ناف بال مونڈنا،(۹)اور پانی سے استنجاء کرنا،(۱۰)مصعب فرماتے ہیں دسویں چیز میں بھول گیا، الا یہ کہ وہ کلی کرنا ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، ج۱، ص۱۲۹، نور محمد کارخانہ کراچی، سنن ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، باب السواک من الفطرۃ، ج۱، ص۸، میر محمد کتب خانہ کراچی، سنن نسائی، ج۲، ص۲۳۷، نور محمد کراچی، سنن ابن ماجہ، ص۲۵، نور محمد کراچی، سنن کبریٰ للبیہقی

،ج، ا،ص،۵۲،نشر السنۃ ملتان،کنز العمال،ج،٦،ص،٦۵۴،رقم:۱۷۲۳۴،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت،مشکوٰۃ المصابیح،کتاب الطھارۃ،باب السواک ،ص،۵۵،قدیمی کتب خانہ کراچی)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ حلقوا الشوارب و اعفوا اللحی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مونچھوں کو منڈاؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ۔

(احکام المذاھب،ص،۷،ھدایۃ الابرار الیٰ طریقۃ الاخیار ،الفصل الثانی فی حرمۃ البقاء الشوارب ولزوم اخذھا،ص،۲۷،اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

فائدہ:

اس حدیث مبارک میں داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کو فطرت بتلایا گیا، اور فطرت ان چیزوں کو کہاجاتا ہے کہ انسان کی طبیعتِ سلیمہ پیدائشی طور پر ان کو پسند اور قبول کرتی ہو اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام بھی لازماً اختیار اور پسند کرتے ہیں، اس لئے امور فطرت ایسے کاموں کو بھی کہہ دیا جاتا ہے کہ جن پر تمام انبیاء اور رسولوں کا عمل ہو اور جو سب کا متفق علیہ طریقہ ہو اور ساتھ ہی ہم کو ان پر عمل کرنے کا بھی حکم ہو۔

داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کو فطرت اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ انسان کی فطرت اور پیدائش میں داخل ہے، یعنی انسان کی فطرتِ سلیمہ (سلامتی والی فطرت) داڑھی رکھنے کا اور مونچھیں کٹانے کا تقاضا کرتی ہے، اور جب فطرت کے ساتھ شریعت کا بھی حکم ہو تو اس کی تاکید اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

نیز حدیث میں داڑھی بڑھانے کو فطرت بتلایا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ چھوٹی چھوٹی یا بالفاظ دیگر خشخشی داڑھی رکھنا فطرت اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا طریقہ نہیں ہے۔ مذکورہ حدیث میں داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کو جو فطرت بتلایا گیا ہے، آگے چند مستند محدثین کی عبارات کی روشنی میں اسکی تشریح ذکر کی جاتی ہے۔

صحیح بخاری کی شرح عمدۃ القاری میں ہے کہ:

وَأَرَادَ بالفطرۃ السّنۃ الْقَدِیمَۃ الَّتِي اخْتَارَھَا الْأَنْبِیاء عَلَیھِم السَّلَام، و اتفقت عَلَیْھَا الشَّرَائِع فَکَأَنَّھَا أَمر جلی فطروا عَلَیْہِ۔

(عمدۃ القاری، ج ۲۲ ص ۴۵، کتاب اللباس)

ترجمہ: اور فطرت سے مراد قدیم (وپرانا) طریقہ ہے، جس کو تمام انبیاء علیہم السلام نے اختیار کیا ہے، اور اس پر تمام شریعتیں متفق رہی ہیں، گویا کہ یہ ایسا واضح حکم ہے کہ جس پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو پیدا کیا گیا ہے۔

اورابن ماجہ کی شرح میں ہے: والمراد هاهنا: هي السنةَ القديمة التي اختارها الله تعالى للأنبياء، فكأنها أمرٌ جبلّي فُطِرُوا عليها،

(شرح ابن ماجه،باب الفطرة،ج ۱ ص ۱۰۷)

ترجمہ: اور فطرت سے مراد پرانا طریقہ ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کیلئے اختیار کیا ہے، پس گویا کہ یہ ایک فطری حکم ہے کہ جس پر تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو پیدا کیا گیا ہے۔

وقال النووی رحمه الله تعالیٰ فی شرح هذا الحدیث قالوا معناه انها من سنن الانبیاء صلوٰۃ الله وسلامه علیهم۔

(شرح مسلم شریف ج ۱ ص ۱۲۸)

یعنی امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ فطرت میں داخل ہونے کا مطلب علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ داڑھی تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت مستمرہ رہی ہے۔

فرشتوں کی تسبیح:

نیز داڑھی مردوں کیلئے وقار وزینت کی چیز ہے صاحب البحر الرائق فرماتے ہیں۔ لان اللحیة فی اوانها جمال۔

(البحر الرائق ص ۳۷۷ ج ۸)

یعنی داڑھی اپنے وقت میں جمال ہے اس کو منڈا دینا زینت کو ختم کرنا ہے، آسمانوں میں فرشتوں کی ایک جماعت مقرر ہے ان کی تسبیح درج ذیل ہے۔

قَوْلُهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً تَسْبِيحُهُمْ سُبْحَانَ مَنْ زَيَّنَ الرِّجَالَ بِاللِّحَىٰ وَالنِّسَاءَ بِالْقُدُودِ وَالذَّوَائِبِ۔

(البحر الرائق ص ۳۷۷ ج ۸، ۳۳ ج ۸)

یعنی فرشتے یہ تسبیح پڑھتے ہیں کہ پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی سے زینت بخشی اور عورتوں کو چوٹیوں سے۔

پس کتنے افسوس کی بات ہے کہ کوئی مسلمان داڑھی منڈا کر خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے شیطان کے حکم کی تعمیل کر کے اس کے حصے میں چلا جائے اور خسران مبین اٹھائے۔

عن ابن عباس قال: قدم على رسول الله ﷺ وفد من العجم قد حلقوا لحاهم وتركوا شواربهم، فقال رسول الله ﷺ: خالفوا عليهم فحفّوا الشوارب وأعفوا اللحى۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عجمی وفد جنہوں نے اپنی داڑھیاں منڈا رکھی تھیں اور مونچھیں بڑھا رکھی تھیں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کی مخالفت کرو مونچھیں منڈاؤ اور داڑھیاں چھوڑ دو۔

(ابن النجار، کنز العمال، ج، ٦، ص، ٢٧٢، مؤسسة الرسالة، بیروت)

داڑھی اور بالوں کے احکام:

داڑھی منڈوانے اور کٹوانے کا حکم:

مردوں کیلئے داڑھی رکھنا واجب ہے اور اسکی مقدار شرعی ایک قبضہ یعنی ایک مشت ہے داڑھی رکھنا تمام انبیاء علیہم السلام کی متفقہ سنت مستمرہ ہے۔ اسلامی اور قومی شعار ہے شرافت وبزرگی کی علامت ہے چھوٹے بڑے میں فرق وامتیاز کرنے والی ہے۔ اسی سے مردانہ شکل کی تکمیل اور صورت نورانی ہوتی ہے آنحضرت ﷺ کا دائمی عمل ہے حضور ﷺ نے اسے فطرت سے تعبیر فرمایا ہے اور آپ ﷺ نے اپنی امت کو داڑھی رکھنے کا تاکیدی حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا داڑھی رکھنا واجب اور ضروری ہے منڈانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اس پر امت کا اجماع ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

حلق کردن لحیہ حرام است۔ داڑھی منڈانا حرام ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

داڑھی مونڈنا منڈانا ممنوع ہے۔ (شرح شفا)

مرد کیلئے داڑھی مونڈنا حرام ہے۔ (فتح العین از لمعۃ الضحیٰ)

مردوں کیلئے داڑھی کٹانا حلال نہیں۔ (دچیز کردری از لمعۃ الضحیٰ)

اسی لیے مرد پر داڑھی کا مونڈنا حرام ہے۔ (در مختار)

نہ داڑھی کا منڈانا جائز ہے نہ اکھیڑنا اور نہ ہی کٹانا جائز ہے۔

داڑھی کا کٹانا جب کہ وہ قبضہ سے کم ہو جائے یہ کسی کے نزدیک جائز نہیں۔ (درد غرر از لمعۃ الضحیٰ)

داڑھی کٹانا یہ عجمیوں کی روش تھی لیکن اس زمانہ میں بہت سے مشرکوں انگریزوں ہندوؤں اور ان لوگوں کی روش ہے جن کا دین میں حصہ نہیں ہے۔ (از لمعۃ الضحیٰ)

آخر زمانہ میں ایسی قومیں ہوں گی جو داڑھیاں کٹائیں گی۔ ان کا دین میں اور آخرت میں حصہ نہیں ہے۔ (سیدنا کعب رضی اللہ عنہ از لمعۃ الضحیٰ)

اے مسلمان! داڑھی منڈوانے سے معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کی دل شکنی ہوتی ہے حضور ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔

وعَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ: وَفِّرُوا اللِّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ" وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ، إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ۔ (بخاری ص ۸۷۵ ج ۲)

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو۔ داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کبھی حج یا عمرہ کرتے تھے تو داڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیا کرتے تھے۔ بس جو مٹھی سے زیادہ ہوتی اس کو کتروا دیتے۔

علامہ محمود خطاب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اسی وجہ سے تمام ائمہ مجتہدین جیسے امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ علیہم وغیرہ کے نزدیک داڑھی منڈانا حرام ہے۔ (المنهل ص ۱۸٦ ج ۱ فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۵ ج ٦)

مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھاہے: داڑھی رکھنا واجب ہے منڈانا کٹانا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے۔ لقولہ علیہ السلام خالفوا المشرکین اوفروا اللحیٰ متفق علیہ وفی الدر المختار یحرم علی الرجل قطع لحیتہ والسنۃ فیھا القبضہ۔

آپ ﷺ نے فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیاں بڑھاؤ۔ الدر المختار میں ہے کہ مرد کیلئے داڑھی کاٹنا حرام ہے اور سنت ایک مشت داڑھی ہے۔ (امدادالفتاویٰ ص ۲۲۳ ج ۴)

داڑھی کا فلسفہ اور اسکے رکھنے کا حکم:

مسلم قوم ایک مستقل و ممتاز ملت ہے جو تمام اقوام و ملل سے بالکل علیحدہ فطرت سلیمہ کی حامل و مالک ہے اللہ نے اسکو اقوام عالم پر شاہد و عادل بنا کر بھیجا ہے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔ (البقرۃ ۱۴۳)

ہم نے تم کو ایک ایسی امت بنایا ہے جو نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم لوگوں پر شاہد ہو اور تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ شاہد ہوں۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ (آل عمران ۱۱۰)

تم لوگ بہترین امت ہو جو لوگوں کیلئے ظاہر کی گئی ہے۔

لیکن افسوس کہ یہ قوم اپنی دینی و مذہبی خصوصیات کو تو عرصہ ہوا کھو چکی تھی آج اپنی تمدنی و معاشرتی امتیازات کو بھی فنا کرتی جارہی ہے۔ رسم و رواج میں ہنود کی اتباع اور تمدن و معاشرت میں اہل مغرب (انگریزوں) کی تقلید مسلمان کے رگ و ریشہ میں سرایت کرتی جارہی ہے۔

آج جبکہ دنیا کی ہر قوم اپنی زندگی اوراپنی قومی وملی خصوصیت کے بقاء وتحفظ کیلئے سرگرم عمل نظر آرہی ہے۔لیکن مسلمان اپنی قومی وملی خصوصیت وامتیازات کو فرنگیت کے بھینٹ چڑھاکر ان ہی میں جذب ہوتی جارہی ہے۔

یاللعجب، کل جو قوم اقوام عالم کیلئے جاذب ومصلح تھی،(مقتداءورہنماء تھی،ہر قوم اسلام کے دامن میں پناہ کی متلاشی تھی)

وہ آج کس سرعت کے ساتھ دوسروں میں جذب ہوتی جارہی ہے۔اوردوسروں کی نقالی ہی کو معیار ترقی خیال کیا جاتاہے،حالانکہ اہل بصیرت کے نزدیک یہ انتہائی تنزل وانحطاط اور قومیت کیلئے زہر ہلاہل سے کم نہیں۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی   کہ ایں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

میں ڈرتاہوں کہ تم کعبے تک نہیں پہنچوگے اے شخص کیونکہ جس راستے پر تم جارہے ہو وہ ترکستان کی طرف جاتاہے۔

داڑھی اسلام کے اہم شعار میں سے ہے،بلکہ انسانی وفطری اصول سے خواص رجولیت میں سے ہے لیکن افسوس سب سے زیادہ مسلمان ہی اسکی صفائی کے درپے ہیں اوراس طور سے قومی وملی امتیاز سے قطع نظر فطرت وانسانیت کیلئے بھی مضحکہ خیزی کا ذریعہ بن رہی ہے،اس لئے جب داڑھی اسلام کا شعار ہے ،اورداڑھی کٹوانایامنڈانا،اور مونچھوں کابڑھانایہودونصاریٰ اور مشرکین کا شعارہے، آپ ﷺ نے اپنی امت کوداڑھی رکھ کر اس شعار کی حفاظت کااور دوسری اقوام کی مخالفت کا حکم فرمایاہے،چنانچہ صحیح بخاری ومسلم میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ: وَفِّرُوا اللِّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ"

(صحیح بخاری، کتاب اللباس ،با اعفاء اللحی ،ج،۲،ص،۸۷۵، کراچی ،ج،۱۰،ص،۳۵۱،رقم الحدیث:۵۸۹۳،وصحیح مسلم، کتاب الطھارۃ ،ج،۱ص،۱۲۹، کراچی، ج،۱،ص،۲۲۲ ،رقم:۵۲، ۲۵۹ ، وابوداؤدفی السنن،ج،۴،ص،۴۱۳،رقم: ۴۱۹۹ ،والترمذی فی السنن،ج،۵،ص،۸۸، رقم: ۲۷۶۳،والنسائی فی السنن،ج،۸،ص، ۱۸۱ ،رقم:۵۲۲۶،واحمدفی المسند،ج،۲،ص، ۵۲ ، و مشکوٰۃ المصابیح، کتاب اللباس ،باب الترجل، ص،۳۸۰،مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو،(وہ مونچھیں بڑھاتے ہیں اور داڑھی کٹاتے ہیں)تم داڑھی بڑھاؤ اور مونچھوں کو منڈاؤ۔

مرزابیدل کاواقعہ

ہندوستان میں مرزابیدل نامی ایک شاعر تھااس نے جناب نبی کریم ﷺ کی شان میں فارسی میں نعتیہ قصیدہ کہا۔

اس سے ایک ایرانی بہت ہی متاثر ہوا کہ یہ کتنا بڑا عاشقِ رسول ﷺ ہو گا۔ لہٰذا اس شاعر کی زیارت کا شوق ہوا اس غرض سے ایران سے سفر کر کے ہندوستان پہنچے جب ان کے گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ نائی کی دوکان میں داڑھی منڈوا رہے ہیں۔ اس ایرانی شخص کو بہت افسوس اور دکھ پہنچا۔ اس نے تعجب سے کہا کہ "آغامی ریش تراشی ؟" یعنی جناب داڑھی منڈوا رہے ہیں ؟

شاعر نے جواب میں کہا کہ "بلے و لکن دل کسے نمی خراشم" یعنی جی داڑھی منڈوا رہا ہوں لیکن کسی کا دل نہیں دکھاتا ہوں۔ (یعنی کسی کا دل دکھانا بہت بڑا گناہ ہے اس سے بچتا ہوں)

ایرانی مسافر نے برجستہ کہا کہ "آرے دل رسولِ خدا می خراشی" یعنی بلکہ تم رسولِ خدا ﷺ کے دل کو دکھا رہے ہو۔ تب جا کر شاعر کی آنکھیں کھلیں اور قالاً یا حالاً کہا:

جزاک اللہ چشمم باز کردی　　　مرا با جان جاناں ہمراز کردی

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے میری آنکھیں کھول دیں اور مجھے جان جاناں (رسول اللہ ﷺ) سے ملا دیا (پہنچا دیا)، یعنی یقیناً داڑھی منڈانا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے سید الکونین ﷺ کو زندگی میں تکلیف پہنچتی تھی اور وفات کے بعد بھی تکلیف پہنچے گی۔ جس کا مجھے اس سے قبل اندازہ نہیں تھا، آج آپ نے میری اس طرف رہنمائی کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور اسی وقت سے داڑھی رکھ لی۔

داڑھی منڈوانے والا ہر حال میں گناہ گار ہے

مولوی محمد زکریا سہارن پوری نے کہا ہے: مجھے ایسے لوگوں کو دیکھ کر یہ خیال آتا ہے کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں اور اس حالت میں اگر موت واقع ہوئی تو قبر میں سب سے پہلے سید الرسول ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت ہو گی تو کس منہ سے چہرہ انور کا سامنا کریں گے ؟ اس کے ساتھ ہی بار بار یہ خیال بھی آتا ہے کہ گناہ کبیرہ زنا، لواطت، شراب نوشی، سود خوری وغیرہ تو بہت سے ہیں مگر سب وقتی ہیں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ لایزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن (الحدیث) یعنی کوئی زنا نہیں کرتا اس حالت میں کہ وہ مؤمن ہو۔ مشائخ نے اس حدیث کا مطلب یہ لکھا ہے کہ زنا کے وقت ایمان کا نور اس سے جدا ہو جاتا ہے لیکن زنا کے بعد وہ نور ایمانی جو ہر وقت اسکے ساتھ رہتا ہے نماز پڑھتا ہے تو بھی یہ گناہ ساتھ ہے روزہ کی حالت میں، حج کی حالت میں غرضیکہ ہر عبادت کے وقت یہ گناہ اس کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ (داڑھی کا وجوب)

گناہ بے لذت

یہ اتنا عظیم گناہ ہونے کے باوجود بالکل بے لذت ہے۔ شراب وغیرہ میں تو وقتی لذت ہے، لیکن داڑھی منڈانے کے گناہِ کبیرہ میں کوئی لذت بھی نہیں ہے، اس میں وقت کا ضیاع ہے حالانکہ مسلمان کا وقت بہت قیمتی ہوتا ہے مسلمان وقت کا کوئی حصہ بیکار ضائع نہیں کرتا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے وقت کا جو حصہ بغیر یاد الٰہی کے گزر جائے وہ قیامت کے روز حسرت وندامت کا سبب بنے گا کیونکہ داڑھی منڈانے میں جو وقت ضائع ہو رہا ہے وہ خالص گناہ کے کام میں ضائع ہو رہا ہے۔

اور اس میں مال کو ضائع کرنا ہے اس لئے داڑھی خود مونڈے یا منڈوائے بہر حال مال کا بہت بڑا حصہ اس میں خرچ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اپنے آپ کو تکلیف پہنچاتا ہے، کبھی چمڑا چھیل گیا کبھی کھال کٹ گئی اور طرح طرح کی اپنے جسم کو بھی بلاضرورت تکلیف پہنچانا یہ ایک مستقل گناہ ہے۔

لہٰذا عقل مندی کا تقاضہ یہ ہے کہ اس قبیح فعل کو چھوڑ دیا جائے۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ انھکوا الشوارب واعفوا اللحی۔

(شعب الایمان، ج۵، ص۲۱۹، رقم: ۶۴۳۰، دار الکتب العلمیہ بیروت، صحیح بخاری، ج۲، ص۸۷۵، نور محمد کراچی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مونچھیں منڈاؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ جزوا الشوارب وارخوا اللحی خالفوا المجوس۔

(شعب الایمان، ج۵، ص۲۱۹، رقم: ۶۴۳۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ، ج۱، ص۱۲۹، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، مسند احمد بن حنبل، ج۲، ص۳۶۲، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مونچھیں منڈاؤ اور داڑھیاں بڑھنے دو، آتش پرستوں کا خلاف کرو۔

ان روایات کے مثل اور بہت سی روایات کتب حدیث میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں مشرکین اور مجوس داڑھی منڈاتے تھے اور مونچھیں بڑھاتے تھے جیسا کہ آجکل عیسائی اور ہندو قوم کر رہی ہے۔ تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنے شعار کی حفاظت کریں، ایک مٹھی کی مقدار داڑھی رکھے، اسکو ہرگز کم نہ کرے اور مونچھوں کو کٹوائے۔ در مختار کتاب الصوم میں ہے کہ

وَأَمَّا الْأَخْذُ مِنْهَا وَهِيَ دُونَ ذٰلِکَ کَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ، وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ أَحَدٌ اھـ مُلَخَّصًا۔

داڑھی کو مٹھی سے کم کرنا جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہیجڑے کرتے ہیں اس کو کسی نے بھی جائز نہیں کہا اور ان کے ساتھ تشبہ حرام ہے۔

(درمختار کتاب الصوم، ج ۲ ص ۴۱۸ وفتح القدیر) والتشبہ بھم حرام۔(الطحطاوی)

عن عبداللہ عمر قال: ذکر رسول اللہ ﷺ المجوس فقال: انھم یوفون سبالھم ویحلقون لحاھم فخالفوھم۔ قال: فکان ابن عمر یستعرض سبلتہ فیجزھا کماتجز الشاۃ اویجز البعیر۔ (رواہ الطبرانی، فی الاوسط ،رقم: ۱۰۵۱ ،وابن حبان ،رقم: ۵۴۷۶ ،وابونعیم فی الحلیۃ ،ج، ۳،ص، ۹۴ ،السنن الکبریٰ للبیھقی ،کتا ب الطھارۃ ،ج، ۱،ص، ۳۱۹ ،رقم: ۶۹۲ ،دارالحدیث القاھرۃ،و شعب الایمان ،ج، ۵،ص، ۲۲۲ ،رقم :۶۴۴۸ ،دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجوسیوں کا ذکر کیا اور فرمایا: وہ لوگ اپنی مونچھیں بڑھاتے ہیں ،اور داڑھیاں منڈواتے ہیں ،تم لوگ ان کی مخالفت کرو، لہٰذا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی مونچھوں کے کناروں کو پکڑتے تھے اور ان کو ایسے مونڈتے تھے جیسے بکری کو مونڈتے ہیں یا اونٹ کو مونڈتے ہیں۔

ایک مشت سے زائد داڑھی کو کتروانا:

مٹھی سے زیادہ داڑھی کو کتروانا جائز ہے۔

والقصر سنۃ فیھا وھو ان یقبض الرجل لحیتہ فان زاد منھا علی قبضۃ قطعہ کذا ذکر محمد رحمہ اللہ۔ (عالمگیری ص ۲۳۹ ج ۴)

جب کوئی شخص اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے لے اور وہ مٹھی سے زائد (لمبی) ہو تو اس زائد حصے کو کاٹنا جائز ہے اور یہ سنت ہے۔

داڑھی تینوں جانب سے ایک مٹھی ہو:

ہر جانب سے ایک مٹھی ہونا ضروری ہے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے مٹھی پکڑ کر زائد کو کاٹے اسی طرح دونوں جانب سے بھی مٹھی بھر ہونا ضروری ہے۔

داڑھی کہاں سے شروع ہوتی ہے:۔

کنپٹی کے نیچے جو ہڈی ابھری ہوئی ہے یہاں سے داڑھی شروع ہے اس سے اوپر سر کا حصہ ہے۔ پس سر کی حد تک منڈانا درست ہے۔ داڑھی کی حد سے درست نہیں۔

داڑھی کے نام کی تحقیق اور چہرہ پر داڑھی کی حدود اربعہ:

داڑھی کو عربی میں "اللحیة" اور پشتو میں گیرہ کہتے ہیں جس کی جمع عربی میں "اللحیٰ" آتی ہے۔ قرآن وسنت میں داڑھی کے بارے میں "اللحیة" اور جمع کیلئے "اللحیٰ" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، یہ احادیث پہلے ذکر کی جاچکی ہیں۔(اور "اللحیٰ" لام پر پیش اور زیر دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي (طه ۹۴)

(کہااے میرے ماں جائے نہ میری داڑھی پکڑو اور نہ میرے سر کے بال مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم کہو گے تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور تم نے میری بات کا انتظار نہ کیا۔)،عن عائشة قالت قال رسول اللہ ﷺ عشر من الفطرة قص الشارب و اعفاء اللحية اھ۔) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دس چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں:(۱) مونچھیں (جڑ سے) کاٹنا،(۲) داڑھی بڑھانا،(۳) مسواک کرنا،(۴) ناک میں پانی ڈالنا،(۵) ناخن کاٹنا،(۶) جوڑوں کو دھونا،(۷) بغلوں کے بال نوچنا،(۸) زیرِ ناف بال مونڈنا،(۹) اور پانی سے استنجاء کرنا،(۱۰) مصعب فرماتے ہیں دسویں چیز میں بھول گیا، الا یہ کہ وہ کلی کرنا ہو۔

اور عربی لغت میں "لَحی" اور "لِحی" (یعنی لام کے زبر اور زیر کے ساتھ) منہ کی اس ہڈی یا جبڑے کو کہا جاتا ہے، جس پر دانت اگتے ہیں۔

(اللحیان :العظمان فیهمامنابت الاسنان(المحیط فی اللغة،مادة "لحی" حرف الحاء)قال اللیث:اللحیان العظمان اللذان فیهماالاسنان من کل ذی لحی(تهذیب اللغة،مادة"لحی" باب الحاء و اللام)اللحیان:العظمان اللذان فیهمامنابت الأسنان من کل ذی لحی، و الجمیع:ألحٍ و اللحامقصور۔و اللحاءممدود:

اللحیان: ان دونوں ہڈیوں (جبڑوں) کو کہتے ہیں جن پر دانت نکلتے ہیں۔لیث نے کہا، اللحیان: وہ دوہڈیاں (جبڑے) ہیں جن پر ہر جبڑے والے کے دانت نکلتے ہیں لحیة کی جمع الح، لحیٰ اور لحآء ہے۔

(کتاب العین لخلیل بن احمد، ج۳ص۲۹۷، ۲۹۶، مادة"لحی" باب الحاء و اللام)

اور جس ہڈی پر دانت اگتے ہیں، وہ انسانی چہرے میں دو قسم کی ہڈیاں ہیں، ایک اوپر کی ہڈی، جس کو اوپر کا جبڑا بھی کہا جاتا ہے، اور ایک نیچے کی ہڈی، جس کو نیچے کا جبڑا بھی کہا جاتا ہے۔نیچے کی ہڈی یا جبڑے کو عربی زبان میں "الفک الاسفل" یا "الفک السفلیٰ" اور انگریزی میں MANDIBLE کہا جاتا ہے، اور اس کے مقابلے میں اوپر کی ہڈی یا جبڑے کو عربی زبان میں "الفک الاعلیٰ" یا "الفک العلوی" اور انگریزی زبان میں MAXILLA کہا جاتا ہے۔(کمپوزر ڈاکٹر محمد افضل احمدی سیفی)

کئی احادیث میں منہ کے دونوں جبڑوں یا دانت اگنے والی دونوں ہڈیوں کیلئے "لحیین" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

چنانچہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الجَنَّةَ۔ (بخاری، باب حفظ اللسان، ج۸ص ۱۰۰)

ترجمہ: جو میرے لئے دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (یعنی زبان) اور دونوں پاؤں (رانوں) کے درمیان کی چیز (یعنی شرمگاہ کی حفاظت) کی ضمانت دے، تو میں اس کیلئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

اس طرح کی احادیث میں "لحیین" یا "لحییه" کے الفاظ سے منہ میں اوپر نیچے کے دونوں جبڑے یا وہ دونوں ہڈیاں مراد ہیں، جن پر دانت اگتے ہیں۔

(لَحْيَيْهِ): بِفَتْحِ اللَّامِ مَنْبَتُ الْأَسْنَانِ، أَيْ: مَنْ يَكْفُلُ لِي مُحَافَظَةَ مَا بَيْنَهُمَا مِنَ اللِّسَانِ وَالْفَمِ عَنْ تَقْبِيحِ الْكَلَامِ وَأَكْلِ الْحَرَامِ۔

ترجمہ: لام کے زبر کے ساتھ لحییه کا معنی ہے دانت اگنے کی جگہ (داڑھ) مراد یہ کہ جو مجھے زبان اور منہ کی قبیح کلام اور حرام خوری سے بچانے کی ضمانت دے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح، ج۷ باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم)

اوراوپر، نیچے کے ان دونوں جبڑوں یا دانت اگنے والی دونوں ہڈیوں کو عربی میں "لحیین،، کے علاوہ "فکّین،، بھی کہا جاتا ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

(الفکّان): اللحیان۔ (المعرب فی ترتیب المعرب، ص ۳۶۵، باب الفاء مع الکاف)

اوراسی مناسبت سے اس ہڈی پر اگنے والے بالوں کو عربی زبان میں "لحیۃ،، اور اردو زبان میں "داڑھی،، کہا جاتا ہے۔

(وَاللَّحْيُ مَنْبِتُ اللِّحْيَةِ مِنْ الْإِنْسَانِ وَغَيْرِهِ وَالنِّسْبَةُ إلَيْهِ لَحَوِيٌّ، وَهُمَا لِحْيَانَ وَثَلَاثَةُ أَلْحٍ عَلَى أَفْعِلٍ إلَّا إنَّهُمْ كَسَرُوا الْحَاءَ لِتَسْلَمَ الْيَاءُ وَالْكَثِيرُ لُحِيٌّ عَلَى فُعُولٍ وَفِي الْمُغْرِبِ اللَّحْيُ الْعَظْمُ الَّذِي عَلَيْهِ الْأَسْنَانُ. اه

اللحیٰ، انسان وغیرہ کی داڑھی کے اگنے (نکلنے) کی جگہ کو کہتے ہیں۔ جب اس لفظ کی طرف نسبت کریں گے تو "لحوی" (داڑھی والا) کہا جائے گا۔ اس کی تثنیہ "لحیان" اور جمع "الح" بروزن "افعل" آتی ہے؟ لیکن علماء نے "حا" کو کسرہ دیا تا کہ "یاء" کے ساتھ مناسبت آجائے۔ لفظ "لحیة" کی جمع کثرت "لحیي" بروزن "فعول" آتی ہے۔ "مغرب" (لغت کی کتاب میں ہے کہ "اللحی" اس کو ہڈی کو کہتے ہیں جس پر دانت نکلتے ہیں۔) (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، باب ارکان الطھارۃ)

داڑھی اور اس کی مقدار اطباء و حکماء کی نظر میں

اب تک داڑھی کے شرعی پہلو کے اعتبار سے بحث کی گئی ہے، اور اگر طبی پہلو سے غور کیا جائے تو طبی اعتبار سے بھی داڑھی کی افادیت اور اس کے منڈانے کا ضرر اور نقصان طے شدہ ہے۔

چنانچہ قدیم طب میں تو یہ بات پہلے ہی طے شدہ تھی کہ داڑھی مرد کے لئے زینت اور گردن وسینہ کے لئے بڑھی محافظ ہے، مگر بعد کے تحقیق دانوں کی تحقیق سے بھی معلوم ہوا کہ داڑھی صحت کے لئے انتہائی مفید چیز ہے، اور اس کو منڈانے سے صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

چنانچہ ماہرین کی رائے ہے کہ:

داڑھی کے موجود ہونے سے مضر جراثیم حلق اور سینے میں پہنچنے سے رکے رہتے ہیں۔

اور اس کے برعکس متعدد ماہرین کی رائے کے مطابق داڑھی منڈانے سے مردانہ قوت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

اور اسی وجہ سے ان کا کہنا ہے کہ اگر سات نسلوں تک داڑھی منڈانے کی عادت قائم رہے تو آٹھویں نسل بغیر ڈاڑھی کے پیدا ہوتی ہے۔

داڑھی مونڈنے سے دماغ پر برا اثر پڑتا ہے اور دماغ کمزور ہو جاتا ہے اور دیگر کئی دماغی بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔

داڑھی منڈانے سے پھیپھڑوں کی متعدد بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

داڑھی کو بار بار مونڈنے سے آنکھوں کی رگوں پر برا اثر پڑتا ہے اور نظر کمزور ہو جاتی ہے۔

اور اگر داڑھی کو ایک مٹھی ہونے کے بعد بھی نہ کاٹا جائے اور اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو داڑھی کے بالوں کا اوپر والا حصہ پتلا ہوتا چلا جاتا ہے جس کے نتیجے میں سر میں اثر پیدا ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے عقل اور دماغ میں فتور اور کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔

حکماء وعقلاء نے بھی داڑھی کے متعلق شریعت کی معتدل تعلیم کو عقل و نظر میں انتہائی اہمیت کا حامل قرار دیا ہے۔

حافظ جمال الدین ابو لفرج عبد الرحمٰن بن جوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "اخبار الحمقٰی و المغفلین" میں غیر معتدل، طویل داڑھی کو جو شرعی مقدار سے زائد ہو، حماقت کی علامت میں شمار کیا ہے اور اس سلسلے میں حکماء و اہل بصیرت کے اقوال اور احوال پیش فرمائے ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

ومن العلامات التی لا تخطیء طول اللحیۃ فان صاحبھا لا یخلو من الحمق وقد روی انہ مکتوب فی التوراۃ ان اللحیۃ مخرجھا من الدماغ فمن افرط علیہ طولھا قل دماغہ ومن قل دماغہ قل عقلہ ومن قل عقلہ کان احمق۔

قال بعض الحکماء سماد اللحیۃ فمن طالت لحیتہ کثر حمقہ۔

(اخبار الحمقی والمغفلین لابن الجوزی، ص ۳۱، الباب الخامس فی ذکر صفات الاحمق)

ترجمہ: اور حماقت کی ان علامات میں سے جو کبھی غلط ثابت نہیں ہو سکتیں، ایک علامت داڑھی کا غیر ضروری لمبا ہونا ہے، اس لئے کہ داڑھی کا مخرج دماغ ہے تو جو شخص اس کی لمبائی میں افراط و غلو کرے گا، تو اس کا دماغ کم ہو جائے گا، اور جس کا دماغ کم ہو گا، اس کی عقل کم ہو جائے گی۔ اور جس کی عقل کم ہو گی تو وہ احمق ہو گا۔ بعض حکماء کا قول ہے کہ داڑھی کا لمبا ہونا حماقت ہے، پس جس کی داڑھی جتنی لمبی ہو گی اس کی حماقت اتنی ہی زیادہ ہو گی۔

نیز فرماتے ہیں: وقال اصحاب الفراسۃ اذا کان الرجل طویل القامۃ واللحیۃ فاحکم علیہ بالحمق واذا انصاف الی ذلک ان یکون رأسہ صغیرا فلا تشک فیہ۔

وقال بعض الحکماء موضع العقل الدماغ وطریق الروح الانف ومعضع الرعونۃ طویل اللحیۃ۔

وعن سعد بن منصور انہ قال قلت لابن ادریس أرأیت سلام بن ابی حفصۃ قال نعم رأیتہ طویل اللحیۃ وکان احمق۔

وعن ابن سیرین انہ قال اذا رأیت الرجل طویل اللحیۃ لم فاعلم ذالک فی عقلہ۔

قال زیاد ابن ربیۃ مازادت لحیۃ رجل علی قبضتہ الا کان مازاد فیھا نقصا من عقلہ۔

ترجمہ: اور اصحاب فراست کا قول ہے کہ جب آدمی کا قد لمبا ہو اور اس کی داڑھی بھی لمبی ہو تو اس پر احمق ہونے کا حکم لگادو، اور اگر اس کے ساتھ اس کا سر بھی چھوٹا ہو تو اس کی حماقت میں کوئی شک نہیں۔

اور بعض حکماء کا قول ہے کہ عقل کی جگہ دماغ ہے اور روح کا راستہ ناک ہے، اور بے وقوفی کی جگہ لمبی داڑھی ہے۔

اور سعد بن منصور سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابن ادریس کو کہا کیا تم نے سلام بن ابی حفصہ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں میں نے اس کو لمبی داڑھی والا دیکھا تھا اور وہ احمق تھا۔

اور حضرت ابن سیرین سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب تم کسی لمبی داڑھی والے کو دیکھو تو آپ یہ بات جان لو کہ اس کی عقل میں کچھ کمی ہے۔

اور زیاد بن ربیہ نے فرمایا کہ جس آدمی کی بھی داڑھی ایک مٹھی سے زیادہ ہو جائے وہ جتنی بھی زیادہ ہوتی جاتی ہے اتنا ہی اس کی عقل کو کم کرتی جاتی ہے۔

اس بحث کا خلاصہ

مذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ شریعت نے داڑھی رکھنے کا جو حکم دیا ہے اور اس میں کم از کم ایک مٹھی کی مقدار کو مقرر کر دیا ہے اور اس سے زیادہ کو ضروری یا سنت قرار نہیں دیا۔ یہ شریعت کا معتدل حکم ہر قسم کی افراط تفریط سے پاک اور طب و حکمت کے اصولوں کے بھی عین مطابق ہے۔ اور جس طرح داڑھی منڈانا طب و حکمت کے اعتبار سے نقصان دہ اور مضر ہے اسی طرح اسے ایک مٹھی کے بعد لمبا چھوڑے رکھنا بھی عقلی و طبی اصولوں کے خلاف ہے۔

اور اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اعتدال ہر چیز میں مفید اور نفع بخش ہوتا ہے اور افراط و تفریط مضر و نقصان دہ ہوتی ہے۔ بحمد اللہ یہی حکم داڑھی کے بارے میں بھی کار فرما ہے۔

رخسار کے بالوں کا حکم:

جبڑے کی ہڈی پر جو بال ہوں وہ داڑھی میں شامل ہیں ان کو چھوڑ کر جبڑے کی ہڈی کے اوپر جہاں سے رخسار شروع ہوتا ہے ان کو برابر کر دینا خط بنوانا درست ہے۔ کیونکہ رخسار کے بال داڑھی کے حکم میں نہیں ہیں۔

کمافی بحر الرائق :قال:وَظَاهِرُ كَلَامِهِمْ أَنَّ الْمُرَادَ بِاللِّحْيَةِ الشَّعْرُ النَّابِتُ عَلَى الْخَدَّيْنِ مِنْ عِذَارٍ وَعَارِضٍ وَالذَّقَنِ وَفِي شَرْحِ الْإِرْشَادِ اللِّحْيَةُ الشَّعْرُ النَّابِتُ بِمُجْتَمَعِ اللَّحْيَيْنِ وَالْعَارِضِ مَا بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ الْعِذَارِ وَهُوَ الْقَدْرُ الْمُحَاذِي لِلْأُذُنِ يَتَّصِلُ مِنْ الْأَعْلَى بِالصُّدْغِ وَمِنْ الْأَسْفَلِ بِالْعَارِضِ. (ص۱٦ ج۱)

قال ابن منظور فی لسان العرب قال ابن سیداللحیة اسم یجمع من الشعر ما نبت علی الخدین والذقن وقال فی تاج العروس والقاموس اللحیة مانبت علی الخدین والذقن وھی اسم لمانبت من شعر العارضین والذقن۔الخدھو مایبدأ من انف الانسان من الیمین والشمال الی جانب العارضی الوجہ۔(العارض قال فی مجمع البحار وفی النھایة العارض من اللحیة ماینبت علی عرض اللحیة فوق الذقن وقال فی مجمع البحار ایضاً جانبی الوجہ فوق الذقن الی ماتحت الاذن تسمیٰ العارضین)(الذقن قال فی القاموس وفی لسان العرب الذقن مجمع اللحیین من اسفلھما وقال ابوعبیدة الذقن مجمع اطراف اللحیة وقال فی تاج العروس الذقن ماینبت علی مجمع اللحیین من الشعر)(الحنک قال فی تاج العروس الحنک ھو الاسفل من طرف مقدم اللحیین من اسفلھما وقال النووی رحمہ اللہ تعالیٰ اماشعر العارضین ففیہ وجھان الصحیح الذی قطع بہ الجمھوران لہ حکم اللحیة)(وقال الشیخ احمدالدھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ حد اللحیة طولا من الانفقة ائ من الشعر النابت علی الشفة السفلیٰ مع شعر الذقن الی

اشعر النابت تحت الذقن وعرضاًمن شعر الخدين وهماالعارضان ای من جانبه الوجه مع شعر الصدغين الى ماتحت الحنک الاسفل من الشعر هذا كله لحية۔

ابن منظور نے لسان العرب میں کہا ہے کہ ابن سیدنے کہا کہ "لحية" ان بالوں کے مجموعے کو کہتے ہیں کہ رخسار اور ٹھوڑی پر اگتے ہیں۔ تاج العروس اور قاموس میں ہے کہ "لحية" رخسار اور ٹھوڑی کے بالوں کو کہتے ہیں۔ رخسار سے مراد چہرے کا وہ حصہ ہے جو ناک کے دائیں بائیں سے لے ٹھوڑی سے اوپر تک ہوتا ہے اور ٹھوڑی کے بارے میں قاموس اور لسان العرب میں ہے کہ جہاں پر دونوں جبڑے نیچے کی طرف ملتے ہیں ابو عبیدہ نے کہا کہ ٹھوڑی، داڑھی کے اطراف کے جمع ہونے کی جگہ ہے تاج العروس میں ہے کہ ٹھوڑی اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں پر دونوں جبڑوں کے بال مل کر اگتے ہیں اسی کو حنک بھی کہتے ہیں۔ (شمس الضحیٰ فی احکام الشعر واللحیٰ ص ۹۰)

حلق کے بالوں کا حکم:

حلق کے بالوں کو کاٹنا یا منڈانا مکروہ ہے۔

وفی الشامية: قال: وَلَا يَحْلِقُ شَعْرَ حَلْقِهِ, وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ لَا بَأْسَ بِهِ ط

حلق کے بالوں کو نہیں منڈوایا جائے گا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس کے دور کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(شامی ص ۲۸۸ ج۵ کتاب الحضر والاباحة)

ریش بچہ کا حکم:

ریش بچہ تو داڑھی کا حصہ ہے اس کا حکم داڑھی کا حکم ہے۔ بچی کے دونوں جانب لب زیریں کے بال منڈوانے کو فقہاء نے بدعت لکھا ہے۔

وفی الشامية قال: نَتْفُ الْفَنْبَكَيْنِ بِدْعَةٌ وَهُمَا جَانِبَا الْعَنْفَقَةِ وَهِيَ شَعْرُ الشَّفَةِ السُّفْلَى كَذَا فِي الْغَرَائِبِ۔

فنبكين یعنی بچی کے ارد گرد کے حصے کے بال اکھاڑنا بدعت ہے۔

(شامی ص ۴۰۷ ج ۶ کتاب الحضر والاباحة)

سفید بال اکھاڑنے کا حکم:

ایک دو سفید بال بغیر نیت زینت اکھاڑنے کی گنجائش ہے، یعنی اسکی عادت نہ بنائے کہ جب بھی کوئی بال سفید نظر آئے اسکو اکھاڑ دیا جائے۔ کیونکہ حدیث میں سفید بال کو مومن کیلئے نور قرار دیا ہے۔

عَن عَمْرو بن شُعَيْب عَن أَبِيه عَن جده قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لَا تنتفوا الشيب فَإِنَّهُ مَا من مُسلم يشيب شيبَة فِي الْإِسْلَام إِلَّا كَانَت لَهُ نورا يَوْم الْقِيَامَة۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ سفید بال نہ اکھاڑو کیونکہ جو بندہ حالت اسلام میں سفید ریش ہو جائے تو وہ سفیدی اس کے لئے قیامت کے دن نور ہو گا۔ (الترغیب والترھیب ص ۱۸۳ ج ۴)

لا تنتفوا الشیب فإنه نور المسلم یوم القیامة۔

سفید بال نہ اکھاڑو کیونکہ یہ قیامت کے دن مسلمان کا نور ہو گا۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، باب جمعة ج ۱ ص ۵۲۶)

وفی الشامیة قال: وَلَا بَأْسَ بِنَتْفِ الشَّيْبِ، سفید بال اکھاڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(شامی ص ۴۰۷ ج ۶ کتاب الحضر والاباحة)

کٹے ہوئے بالوں کا حکم:

کٹے ہوئے بال ہوں یا ناخن یا جسم کا کوئی اور حصہ ان کو دفن کر دینا چاہئے۔ اور اگر دفن نہ کرے بلکہ کسی محفوظ جگہ ڈال دے تو یہ بھی جائز ہے مگر نجس اور گندی جگہ نہ ڈالے۔ اس سے بیماری کا اندیشہ ہے۔ اور انسانی اعضاء کے احترام کے بھی خلاف ہے۔

وفی الشامیة قال: فَإِذَا قَلَّمَ أَظْفَارَهُ أَوْ جَزَّ شَعْرَهُ يَنْبَغِي أَنْ يَدْفِنَهُ فَإِنْ رَمَى بِهِ فَلَا بَأْسَ وَإِنْ أَلْقَاهُ فِي الْكَنِيفِ أَوْ فِي الْمُغْتَسَلِ كُرِهَ لِأَنَّهُ يُورِثُ دَاءً۔

کٹے ہوئے سر کے بال ہوں یا کسی اور جگہ کے اور ناخن وغیرہ مرد وعورت دونوں کے لئے مناسب اور بہتر یہی ہے کہ ان کو گھر یا دوسری جگہ کے ایک کونے میں دفن کر دے اور اگر ایسی جگہ پھینک دے کہ جہاں لوگوں کی آمد ورفت نہ ہو تو بھی کوئی حرج نہیں لیکن بالوں اور ناخنوں کو غسل خانے، گندگی کے ڈھیر یا نالے یا ویسے ادھر ادھر پھینکنا اعضائے انسانی کی توہین ہے جو کہ شرعاً جائز نہیں نیز فقہ کی کتابوں میں اسے بیماری پیدا ہونے کا سبب اور مکروہ کہا گیا۔ (ص ۲۸۷ ج ۱ مکتبہ ماجدیة)

داڑھی کو برا سمجھنا:

کسی ادنیٰ سے ادنیٰ سنت اور مستحب کو برا سمجھنا یا اس کا مذاق اڑانا در حقیقت اسلام اور حضور ﷺ کے ساتھ استہزاء ہے، جس کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اس وجہ سے صاحب عصام نے فرمایا:

وَاستقباح ماجعل اللہ مندو باایضاً کفر۔ یعنی جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے مندوب ﴿جائز و مستحب﴾ قرار دیا ہو اس کو برا کہنا بھی کفر ہے۔

(حاشیہ بیضاوی ص ۴۸ ج ۱، مفتاح السلوک ص ۴۳۱)

جب سنت اور مستحب کا مذاق اڑانا کفر ہے تو داڑھی تو واجب ہے، اور شعار اسلام ہے ایک مشت سے کم کرنا بالاجماع حرام ہے اسکا مذاق اڑانا بطریق اولیٰ کفر ہے۔

شرح عقائد میں ہے کہ

الاستھانۃ والاستھزاء علی الشریعۃ کفر۔ (ص ۱۲۰)

شرح مواقف میں ہے کہ شریعت کی اہانت اور مذاق اڑانا کفر ہے۔

(وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي) أَيِ: الْمُعْرِضُ عَنْهَا بِالْكُلِّيَّةِ، أَوْ بَعْضِهَا اسْتِخْفَافًا وَقِلَّةَ مُبَالَاةٍ كَافِرٌ وَمَلْعُونٌ، وَتَارِكُهَا تَهَاوُنًا، وَتَكَاسُلًا لَا عَنِ اسْتِخْفَافٍ عَاصٍ۔

میری سنت کا تارک یعنی اس سے مکمل یا بعض سنتوں سے اعراض کرنے والا بنیت اہانت وبے حیثیت سمجھنے والا کافر اور ملعون ہے اور بغیر اہانت کے سستی سے سنت کو ترک کرنے والا گناہگار ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح باب الایمان بالقدر، ج ۱ ص ۱۸۴)

فی العلانیۃ قال: وَأَمَّا الْأَخْذُ مِنْهَا وَهِيَ دُونَ ذَلِكَ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ، وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ أَحَدٌ اھ مُلَخَّصًا۔

داڑھی کو مٹھی سے کم کرنا جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہیجڑے کرتے ہیں اس کو کسی نے بھی جائز نہیں کہا اور ان کے ساتھ تشبہ حرام ہے۔
(درمختار کتاب الصوم، ج ۲ ص ۴۱۸ وفتح القدیر)

اسے دوبارہ مسلمان کر کے نکاح بھی دوبارہ کیا جائے۔

داڑھی منڈانے کی تاریخ:

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے یہ عمل قوم لوط سے شروع ہوا۔ اغلب یہی ہے کہ وہ امر د پرست تھے۔ غالباً جب ان کے مردوں کی داڑھیاں آجاتی تھیں تو امر دہی رہنے کی غرض سے وہ داڑھی منڈوایا کرتے تھے۔ چنانچہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "دس برے کاموں کی وجہ سے قوم لوط ہلاک کی گئی ہے جن میں سے ایک لواطت ہے اور شراب پینا اور داڑھی منڈوانا اور مونچھیں بڑھانا بھی ہے۔
(درمنثور ص ۳۲۴ ج ۳، روح المعانی ص ۲۴ ج ۱۷)

اس آیہ کریمہ سے نیچے

وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبَائِثَ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ (الانبیاء ۷۴)

اور لوط کو ہم نے حکمت، فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور علم دیا اور اسے اس بستی سے نجات بخشی جو گندے کام کرتی تھی بیشک وہ بُرے لوگ بے حکم تھے۔

تاریخ میں داڑھی منڈانے کا ابتدائی ثبوت تو شیطان لعین کے اس چیلنج سے ملتا ہے جو لعین نے اللہ تعالیٰ کو دیا تھا۔

لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِکَ نَصِیبًا مَّفْرُوضًا ﴿۱۱۸﴾ وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعٰمِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ۔ ﴿النساء ۱۱۹﴾

جس پر اللہ نے لعنت کی اور بولا قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھرایا ہوا حصہ لوں گا قسم ہے میں ضرور بہکادوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔

مفسرین کرام نے فلیغیرن خلق اللہ کی تفسیر میں لکھاہے کہ داڑھی منڈوانا بھی تغییر خلق اللہ ہے، یعنی اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں ﴿شکلوں﴾ کو بگاڑنا ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ شیطان کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور شیطان ان کو اپنے بندے اور اپنا حصہٗ مقررہ سمجھتا ہے شیطان لعین کے اس چیلنج کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے بھی اعلان فرمادیا کہ اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ صریح ٹوٹے میں پڑا۔

پس کتنے افسوس کی بات ہے کہ کوئی مسلمان داڑھی منڈا کر خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے شیطان کے حکم کی تعمیل کرکے اس کے حصے میں چلا جائے اور خسران مبین اٹھائے۔ (پناہ بخدا)

داڑھی میں گرہ لگانا:

عن رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رُوَيْفِعُ لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ بَعْدِي، فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ، أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا، أَوِ اسْتَنْجَى بِرَجِيعِ دَابَّةٍ، أَوْ عَظْمٍ فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ بَرِيءٌ۔

روایت ہے حضرت رویفع بن ثابت سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے رویفع شاید میرے بعد تمہاری زندگی لمبی ہو گی تو لوگوں کو خبر دے دینا کہ جو اپنی داڑھی میں گرہ لگائے یا تانت ﴿دھاگہ﴾ باندھے یا کسی جانور کی پلیدی یا ہڈی سے استنجاء کرے تو حضور انور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔ (ابوداؤد)

تو معلوم ہوا کہ داڑھی لٹکانے کے بجائے اوپر چڑھانا یا اس پر گرہ لگانا بڑا گناہ ہے اس کو اپنی اصلی حالت پر چھوڑنا چاہیئے۔

ملازمت کی خاطر داڑھی منڈانا:

ملازمت کرنا یا کسی اور ذریعہ معاش کو اختیار کرنا شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ شریعت مطہرہ نے اسکا حکم دیا ہے کہ انسان فرائض کی ادائیگی کے بعد کوئی بھی حلال ذریعہ معاش اختیار کرے۔لیکن معاش کی خاطر شریعت مطہرہ کے کسی حکم کو چھوڑنا، حرام کا ارتکاب کرنا شرعاً اسکی قطعاً اجازت نہیں۔داڑھی رکھنا شرعاً واجب اسکا منڈانا، مٹھی سے کم کرنا حرام ہے۔لہٰذا ملازمت کی خاطر داڑھی منڈانے یا کٹانے کی شرعاً ہرگز اجازت نہیں۔اگر اسکے بغیر ملازمت نہ مل رہی ہو تو تب بھی داڑھی منڈانے کے جرم عظیم کا ارتکاب نہ کریں۔بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے اسی سے دعا مانگتے رہیں اور فراخیٔ رزق کا انتظار کریں۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (۲) وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق ۲-۳)

اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا۔اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

وَلَا يَحْمِلُكُمُ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ عَلَى أَنْ تَطْلُبُوهُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ج۷ص ۷۹)

یعنی تمہیں رزق دیر سے ملنا اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ذریعہ رزق طلب کرنے لگو۔

ہدایت الابرار میں ہے کہ **فاخذ الاجرۃ لحلق اللحیۃ اولقصھا دون القبضۃ حرام وخبث۔(ص ۴۴)**

وفی تنویر الایمان فی اتباع مذہب نعمان قال ﷺ من قصر او حلق لحیتہ فھو ملعون ومردود فی الدنیا والآخرۃ واذا کانت زائدۃ عن القبضۃ فلابأس بتقصیرھا وعن الطحاوی من شرب الخمر ثم تاب ولکن حلق اللحیتہ اوقصھا دون القبضۃ یقال لہ تارک ولا یقال لہ تائب وتوبتہ ناقصۃ واخذ الاجرۃ لحلق اللحیۃ او لقصھا دون القبضۃ حرام وخبیث وحلق اللحیۃ وقصھا دون القبضۃ وحلق المرأۃ رأسھا کلھا حرام۔

ترجمہ: ایک مٹھی سے کم داڑھی کاٹنے یا بالکل منڈوانے کی اجرت حرام اور ناپاک ہے۔

تنویر الایمان نامی کتاب میں ہے کہ جو شخص داڑھی منڈوائے یا ایک مٹھی سے کم کرے تو دنیا اور آخرت میں ملعون ومردود ہے اور اگر داڑھی مٹھی سے زیادہ ہو تو اس اضافی بال کے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں۔طحاوی میں ہے کہ جو شخص شراب پیتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو اس کو توبہ

کرنے والا کہا جاتا ہے لیکن جو داڑھی منڈواتا ہے یا مشت سے کم کرتا ہے اور پھر اس سے رک جاتا ہے تو اس کو چھوڑنے والا کہا جاتا ہے مگر توبہ کرنے والا نہیں کہا جاتا اور اس کی توبہ ناقص ہے۔ داڑھی منڈوانے یا مشت سے کم کرنے کی اجرت حرام و ناپاک ہے، داڑھی منڈوانا یا مشت سے کم کرنا یا عورت کا اپنے سر کو منڈوانا حرام ہے۔ (ص۳۴۶)

لہٰذا داڑھی کی کٹائی پر اجرت لینے اور دینے والا دونوں گناہگار ہیں۔ اور مسرفین میں داخل ہیں اللہ جل شانہ شیطان کو کہتا ہے۔

وَشَارِكْهُمْ فِي الاَمْوٰلِ (الاسرىٰ) اور ان کا ساتھی ہو مالوں میں۔

حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ھو امرھم بہ من انفاق الاموال فی معاص اللّٰہ تعالیٰ۔ ابن کثیر (ص۶۹ ج۳)

یعنی شیطان اسے حکم کرتا ہے کہ ناجائز کاموں میں پیسہ خرچ کر دو۔

داڑھی کٹانے والا شفاعت سے محروم ہے:

مَنْ تَرَکَ سُنَّتِي لَمْ يَنَلْ شَفَاعَتِي (الشامیہ ج۶ ص۳۳۷)

ترجمہ: دوسری حدیث میں ہے

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى) قِيلَ: وَمَنْ أَبَى؟ قَالَ: (مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى. رَوَاهُ الْبُخَارِيّ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منکر کے سوا میری ساری امت جنت میں جائے گی عرض کیا گیا منکر کون ہے؟ فرمایا جس نے میری فرمانبرداری کی بہشت میں گیا اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً وہ منکر ہوا۔ (بخاری)

داڑھی منڈوانے والے پر سلام کرنا:

قال العلامة علاؤ الدين صاحب الخازن المسألة الرابعة في الأحوال التي يكره السلام فيها: فمن ذلک الذي يبول أو يتغوط أو يجامع ونحو ذلک لا يسلم عليه فلو سلم فلا يستحق المسلّم جوابا لما روي عن ابن عمر: «أن رجلا مر ورسول الله صلّى الله عليه وسلّم يبول فسلم عليه فلم يرد عليه» أخرجه مسلم قال الترمذي إنما يكره إذا كان على الغائط أو البول ويكره التسليم على من في الحمام وقيل إن كانوا متزرين بالميآزر سلم عليهم وإلّا فلا، ويكره التسليم على النائم والناعس والمصلي والمؤذن والتالي في حال الصلاة والأذان والتلاوة ويكره الابتداء بالسلام في حال الخطبة لأن الجالسين مأمورون بالإنصات للخطبة ويكره أن يبدأ المبتدع بالتسليم عليه وكذلک المعلن بفسق وكذلک الظلمة ونحوهم فلا يسلم على هؤلاء.

(تفسیر خازن سورۃ النساء آیت ۸۸، ج ا ص ۴۰۶)

ترجمہ: علامہ خازن چوتھے مسئلے میں ان حالات کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جن میں سلام کرنا مکروہ ہے۔ وہ یہ ہیں جو شخص بول وبراز (پیشاب وپاخانہ کرنے) میں مشغول ہو یا ہمبستری کر رہا ہو تو اس پر سلام نہ کرے، اگر کوئی سلام کرے گا تو جواب کا مستحق نہیں ہے جیسے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس سے گزرا اور سلام کیا جبکہ آپ ﷺ مبارک پیشاب فرما رہے تھے تو آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو شخص بول وبراز میں مصروف ہو تو اس پر سلام کرنا مکروہ ہے اس طرح جو شخص نہا رہا ہو تو بھی اس پر سلام کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر اس نے ستر عورت کیا ہو تو پھر جائز ہے۔ سوتے ہوئے شخص کو، اونگھنے والے، نمازی، مؤذن اور تلاوت کرنے والے پر ان ہی حالات میں مصروف ہوتے وقت سلام کرنا مکروہ ہے، خطبہ سننے والے پر سلام کرنا مکروہ ہے کیونکہ وہ لوگ خطبہ سننے پر مامور ہیں، بدعتی پر سلام میں پہل کرنا مکروہ ہے اسی طرح علی الاعلان فسق وفجور کرنے والے اور ظالموں پر سلام نہیں کیا جائے گا۔

عن ام عاش قالت کان رسول اللہ ﷺ یحفی شاربہ۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب اللباس باب ماجاء فی الشارب واللحیۃ، ج ۵، ص، ۱۶۹، مؤسسۃ المعارف بیروت)

حضرت ام عاش رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مونچھوں کو مونڈتے تھے۔

عن عثمان بن عبیداللہ بن ابی رافع انہ رای اباسعید الخدری و جابر بن عبداللہ و عبداللہ بن عمر و سلمۃ بن الاکوع و ابا اسید البدری ورافع بن خدیج و انس بن مالک :یاخذون من الشوارب کاخذ الحلق ویعفون اللحی وینتفون الآباط، و فی روایۃ: ویقصون الاظفار۔

(رواہ الطبرانی فی معجم الکبیر، ج، ا، ص ۲۸۹، رقم: ۶۲۸، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب اللباس باب ماجاء فی الشارب واللحیۃ، ج ۵، ص، ۱۶۹، مؤسسۃ المعارف بیروت)

حضرت عثمان بن عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوسعید خدری، جابر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن عمر، سلمہ بن اکوع، ابو اسید بدری، رافع بن خدیج اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ: مونچھیں مونڈنے کی طرح جڑ سے ختم کرتے تھے اور داڑھی بڑھاتے تھے اور بغلوں کے بال صاف کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ: ناخنوں کو کاٹتے تھے۔

عن عبداللہ بن بسر قال رایت رسول اللہ ﷺ یطرّ شاربہ طرّا۔

(رواہ الطبرانی فی مسند الشامیین، رقم: ۱۰۲۶، الاحادیث المختارہ، رقم: ۲۹۲۹، فوائد تمام، ج، ۳، ص، ۷۴، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب اللباس باب ماجاء فی الشارب واللحیۃ، ج، ۵، ص، ۱۷۰، مؤسسۃ المعارف بیروت،)

حضرت عبد اللہ بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا: آپ اپنی مونچھوں کو خوب کاٹتے تھے۔

قال رسول اللہ ﷺ: طرّوا الشوارب طرّا۔

(قوت القلوب ،الفصل السادس و الثلاثون فی فضائل اهل السنت و الطریقة، ج، ۲، ص، ۲۴۱ ،دار الکتبالعلمیه بیروت، اتحاف السادة المتقین بشرح احیاء العلوم الدین، کتاب اسرار الطهارة، القسم الثالث، ج، ۲، ص، ۶۵۱ ،دار الکتب العلمیةبیروت)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مونچھوں کو خوب کاٹو۔

عن رجل من بنی غفار ان النبی ﷺ قال: من لم یحلق عانته و یقلم اظفاره و یجز شاربه فلیس منا۔

(رواه احمدفی المسند، ج،۵، ص، ۴۱۰، وزوائد المسند ،رقم: ۴۳۰۳، مجمع الزوائد و منبع الفوائد ،کتاب اللباس باب ماجاء فی الشارب و اللحیة، ج، ۵، ص، ۱۷۰ ،مؤسسةالمعارف بیروت)

بنی غفار کے ایک شخص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے زیر ناف بال نہ مونڈے اور اپنے ناخن نہ کاٹے اور اپنی مونچھیں نہ مونڈے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

عن ابن عمر عن النبی ﷺ انه امر باحفاء الشوارب و اعفاء اللحیة۔

(صحیح مسلم ،ج، ۱، ص، ۱۲۹، نور محمد کراچی ،سنن ابو داؤد ،کتاب الترجل ،باب فی اخذ الشارب ج، ۲، ص، ۵۷۷، میر محمد کتب خانه کراچی ،صحیح مسلم ،کتاب الطهارة باب خصال الفطرة ،ج، ۱، ص، ۱۲۹ ،قدیمی کتب خانه کراچی ،جامع ترمذی ،ابواب الاد ،باب ماجاء فی اعفاء اللحیة ،۲، ص، ۱۰۰ ،آفتاب عالم پریس لاهور، و، ص، ۳۹۴، نور محمد کراچی، مؤطاامام مالک، ص، ۷۲۱، مجتبائی لاهور)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مونچھوں کو مونڈنے اور داڑھی کے بڑھانے کا حکم دیا۔

لمبی مونچھیں رکھنا مجوسیوں کا دین ہے

عن عبیداللہ بن عتبة قال: جاء رجل من المجوس الی رسول اللہ ﷺ و حلق لحیته و اطال شاربه فقال له النبی ﷺ ما ھٰذا؟ قال: ھٰذا فی دیننا ،قال: فی دیننا ان نجز الشارب و ان نعفی اللحیة۔ (مصنف ابن ابی شیبه، ج، ۸، ص، ۳۷۹، ادارةالقرآن کراچی)

حضرت عبید اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مجوسی آیا اس حال میں کہ اس نے داڑھی منڈائی ہوئی تھی اور مونچھیں لمبی رکھی ہوئی تھیں، نبی کریم ﷺ اس سے ارشاد فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ ہمارے دین میں ہے! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہمارے دین میں یہ ہے کہ ہم مونچھیں منڈائیں اور داڑھی بڑھائیں۔

عن ابن عباس قال: اخذ الشارب من الدین۔

(شعب الایمان، ج، ۵، ص، ۲۲۴، رقم: ۶۴۵۲، دار الکتب العلمیه بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مونچھیں کٹوانا دین میں سے ہے۔

عن مغیرة شعبة ان رسول الله ﷺ رأی رجلا طویل الشارب فدعا بسواک و شفرة فقص شارب علی عود السواک۔

(شرح معانی الآثار، کتاب الکراھة، ج، ۲، ص، ۳۰۷، مکتبه حقانیه ملتان)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لمبی مونچھوں والے ایک شخص کو دیکھا تو آپ نے ایک مسواک اور چھری منگوائی پھر مسواک کی لکڑی پر (رکھ کر) مونچھوں کو کاٹا۔

محمد بن عبید الله عن المغیرة بن شعبة ان رجلا اتی النبی ﷺ طویل الشارب فدعا النبی ﷺ بسواک ثم دعا بشفرة فقص شارب الرجل علی سواک۔

(شعب الایمان، ج، ۲۲۲، ۵، رقم: ۶۴۴۶، دار الکتب العلمیه بیروت، شرح معانی الآثار، کتاب الکراھة، ج، ۲، ص، ۳۰۷، مکتبه حقانیه ملتان)

حضرت محمد بن عبید اللہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک لمبی مونچھوں والا آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے مسواک منگوائی پھر چھری منگوا کر اس آدمی کی مونچھوں کو مسواک پر رکھ کر کاٹا۔

عن المغیرة بن شعبة قال اخذ رسول الله ﷺ من شاربی علی سواک۔

(شعب الایمان، ج، ۵، ص، ۲۲۰، رقم: ۶۴۴۷، شرح معانی الآثار، کتاب الکراھة، ج، ۲، ص، ۳۰۷، مکتبه حقانیه ملتان)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے میری مونچھوں کو مسواک پر رکھ کر کاٹا۔

مشرکین مونچھیں بڑھاتے ہیں

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ: ان اهل الشرک یعفون شواربهم ویحفون لحاهم فخالفوهم فاعفوا اللحی واحفوا الشوارب۔

(رواه الطبرانی ،کشف الاستار ،کتاب الزینة ،رقم :۲۷۹۸ ،مجمع الزوائد ،کتاب اللباس ،باب ماجاء فی الشارب واللحیة، ج،۵ ،ص،۱۶۹ ، موسسة المعارف بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مشرکین مونچھیں بڑھاتے ہیں اور داڑھیاں منڈواتے ہیں، سو تم ان کی مخالفت کرو، داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں منڈاؤ۔

عن ابن عباس قال لما فتح رسول الله ﷺ مکة قال: ان الله ورسوله حرم شرب الخمر و ثمنها وقال و قصوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تمشوا فی الاسواق الا وعلیکم الازر انه لیس منا من عمل بسنة غیرنا۔

(طبرانی فی الاوسط، رقم: ۹۴۲۴، مجمع الزوائد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الشارب واللحیة، ج ۵، ص ۱۷۰، ۱۶۹، موسسة المعارف بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو ارشاد فرمایا: اللہ اور اس کے رسول نے شراب پینے اور اس کی قیمت لینے کو حرام کر دیا اور ارشاد فرمایا: مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور بغیر تہبند پہنے بازاروں میں مت چلو، کیونکہ جو شخص ہمارے غیر کے طریقہ پر عمل کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

فائدہ: یہ حدیث حسن درجے میں داخل ہو کر معتبر ہے۔ کیونکہ مونچھیں بڑھانا اور داڑھی منڈوانا غیروں کا طریقہ ہے۔ جیسا کہ آگے احادیث میں تفصیل کے ساتھ آئے گا۔ اس لئے جو شخص مونچھیں بڑھائے یا داڑھی کٹائے تو اس کے لئے وعید ہے کہ نبی کرم ﷺ نے اس کو اپنی جماعت سے باہر کا شخص قرار فرمایا جو کہ ان دونوں گناہوں پر بہت سخت وعید ہے۔

عن یحییٰ ابن کثیر قال اتی رجل من العجم المسجد وقد وفر شاربه وجزّ لحیته، فقال له رسول الله ﷺ ما حملک علی هذا؟ فقال ان ربی امرنی بهذا، فقال له رسول الله ﷺ: ان الله تعالیٰ امرنی ان اوفر لحیتی واحفی شاربی۔

حضرت یحییٰ ابن کثیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عجمی شخص مسجد میں آیا اور اس نے اپنی مونچھیں بہت زیادہ بڑھا رکھی تھیں اور داڑھی کٹوائی ہوئی تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تمہیں ایسا کرنے کا کس نے کہا ہے؟ تو اس نے کہا کہ میرے آقا نے مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی داڑھی کو بڑھاؤں اور اپنی مونچھوں کو منڈاؤں۔

(مسند الحارث، کتاب اللباس والزینة، باب ماجاء فی الاخذ من الشعر، رقم الحدیث: ۵۸۳، المطالب العالیه: رقم: ۲۳۰۸)

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ انا آل محمد نعفی لحانا ونحفی شاربنا وان آل کسریٰ یحلقون لحاهم ویعفون شواربهم هدینا مخالف لهدیهم۔

(مسند الفردوس، ج ۱، ص ۵۴، رقم: ۱۴۸، جامع الاحادیث، ج ۹، ص ۲۱۴، رقم: ۸۷۰۶)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم آلِ محمد اپنی داڑھیوں کو بڑھاتے ہیں اور اپنی مونچھوں کو منڈواتے ہیں۔ اور آلِ کسریٰ اپنی داڑھیوں کو منڈواتے ہیں اور اپنی مونچھوں کو چھوڑ دیتے ہیں، ہمارا طریقہ ان کے طریقے کے مخالف ہے۔

عن عبدالله بن عبدالله مرسلاً قال قال رسول الله ﷺ: لکن ربی أمرنی أن أحفی شاربی وأعفی لحیتی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر اخذ رسول الله ﷺ من شاربه، ج ۱، ص ۴۴۹، دار صادر بیروت، کنز العمال، ج ۶، ص ۶۵۷، رقم: ۱۷۲۴۸، مؤسسة الرسالة، بیروت)

حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مگر مجھے میرے رب نے حکم فرمایا کہ اپنی مونچھیں منڈاؤں اور اپنی داڑھی بڑھاؤں۔

نحن نحت الشوارب ونعفی اللحی وھی الفطرۃ۔

(لغات الحدیث، کتاب "ف"، ج،۳، ص، ۹۳، میر محمد کتب خانہ کراچی)

ہم لوگ (یعنی اہل بیت) مونچھوں کو کاٹتے ہیں اور داڑھیوں کو چھوڑ دیتے ہیں یہی فطرت ہے۔ (یعنی دین اور سنت)

مونچھوں کے کناروں کو یہود، نصاریٰ اور مجوسی بڑھاتے ہیں

عن ابی امامۃ باھلی قال: خرج رسول اللہ ﷺ علی قوم من الانصار بیض لحاھم فقال: یا معشر الانصار حمروا وصفروا وخالفوا أھل الکتاب، قال: قلنا یارسول ﷺ ان اھل الکتاب یتسرولون ولا یأتزرون، فقال رسول اللہ ﷺ: تسرولوا واتزروا وخالفوا اھل الکتاب، قال قلنا یارسول اللہ ﷺ ان اھل الکتاب یتخففون ولا ینتعلون، قال: فقال النبی ﷺ: تخففوا وانتعلوا وخالفوا اھل الکتاب، قال یارسول اللہ ﷺ ان اھل الکتاب یقصون عثانینھم ویوفّرون سبالھم، قال فقال النبی ﷺ: قصوا اسبالکم ووفروا اعثانینکم وخالفوا اھل الکتاب۔

(طبرانی فی الکبیر، ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء، مسند احمد بن حنبل، ج،۵، ص،۲۶۵، بیروت، وشعب الایمان، ج،۵، ص،۲۱۴، رقم: ۶۴۰۵، دار الکتب العلمیہ بیروت، اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء العلوم الدین کتاب اسرار الطہارۃ، القسم الثالث،، ج،۲، ص، ۱۵۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت، کنز العمال، ج،۶، ص،۶۵۸، رقم: ۱۷۲۵۷، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انصار کی ایک قوم کے پاس تشریف لائے جن کی داڑھیاں سفید تھیں، ارشاد فرمایا: اے انصار کے گروہ! (اپنے سفید بالوں کو) سرخ کرو اور زرد کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو، ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اہل کتاب شلواریں پہنتے ہیں اور تہبند نہیں باندھتے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم شلواریں بھی پہنو اور تہبند بھی باندھو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اہل کتاب موزے پہنتے ہیں اور جوتے نہیں پہنتے؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم موزے بھی پہنو اور جوتے بھی پہنو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اہل کتاب اپنی داڑھیوں کو کاٹتے ہیں اور اپنی مونچھوں کے کنارے بڑھاتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی مونچھوں کے کناروں کو (بھی جڑ سے) کاٹو اور اپنی داڑھیوں کو بڑھاؤ اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی مخالفت کرو۔

عن عبد اللہ ابن عمر قال: ذکر لرسول اللہ ﷺ المجوس فقال: انھم یوفرون سبالھم ویحلقون لحاھم فخالفوھم۔

(الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان، ج، ۸، ص، ۴۰۸، طبرانی، السنن الکبریٰ کتاب الطھارۃ باب کیف الاخذ من الشارب، ج، ۱، ص، ۱۵۱، مطبوعہ دار صادر بیروت)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے مجوس کا ذکر کیا گیا تو فرمایا: وہ اپنی مونچھوں کے کنارے بڑھاتے ہیں اور داڑھیاں مونڈتے ہیں تم ان کی مخالفت کرو۔

عن الحکیم بن عمیر الیمانی قال قال رسول اللہ ﷺ قصوا الشارب مع الشفاہ۔

(رواہ احمد فی المسند، ج،۲،ص، ۲۲۹،و الطبرانی فی الکبیر، ج،۱۱،ص، ۱۵۲،والاوسط، ج،۹،ص، ۱۶۲ و کشف الخفاء، ج،۱۱۳،۲،مکتبۃ العلم الحدیث دمشق ،کنزالعمال ،ج،۶،ص،۶۵۳،رقم :۱۷۲۲۷،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت،مجمع الزوائد ،کتاب اللباس باب ما جاء فی الشارب واللحیۃ،ج،۵،ص، ۱۷۰،مؤسسۃ المعارف بیروت)

حضرت حکیم بن عمیر یمانی رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مونچھوں کو اس کے کناروں سمیت کاٹو۔

قربانی کی طاقت نہ ہونے کی صورت میں مونچھیں کاٹنے پر قربانی کا ثواب

عن عبداللہ بن عمرو بن العاص ان النبی ﷺ قال امرت بیوم الاضحی عیدا جعلہ اللہ لھذہ الامۃ ۔قال رجل یارسول اللہ ﷺ ارأیت ان لم اجد الا منحیۃ انثی افاضحی بھا قال لا ولکن تاخذ من شعرک واظفارک وتقص شاربک وتحلق عانتک فتلک تمام اضحیتک عنداللہ۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے یوم اضحی کا حکم دیا گیا کیونکہ اس دن کو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے عید بنایا۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ! یہ بتائیے اگر میرے پاس منحیہ (دودھ دینے والے جانور) کے سوا کوئی جانور نہ ہو تو کیا اس کی قربانی کروں فرمایا: نہیں، ہاں تم اپنے بال اور ناخن ترشواؤ اور مونچھیں کٹاؤ اور زیرناف بال مونڈو اسی میں تمہاری قربانی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری ہو جائے گی۔ (یعنی جس کو قربانی کی توفیق نہ ہو اسے ان چیزوں کے کرنے سے قربانی کا ثواب حاصل ہو جائے گا)۔

(سنن النسائی، وسنن ابی داؤد، کتاب الضحایا، ص، ۳۸۵، میر محمد کتب خانہ کراچی، ومشکوٰۃ ص، باب الاعتیرۃ، ص، ۱۲۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

روی عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی علیہ السلام انہ قال من اراد ان یدرک فضل الاضحیۃ وھو لا یستطیع فلیصل صلٰوۃ العید ثم یرجع الی بیتہ ولیقلم اظفارہ ولیحلق عانتہ ولیقصر شاربہ فانک یدرک فضل الاضحیۃ فلیصل رکعتین فی تلک الیوم بعد صلٰوۃ العید فلیقراء فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ و انا اعطیناک الکوثر خمس مراۃ فاذا سلم فلیسجد و لیقل اللھم اعطنی ثواب القربان فان اللہ تعالیٰ یعطی لہ ثواب الاضحیۃ فی تلک الیوم و قبلھا الی آدم صلٰوۃ اللہ علیہ السلام و بعدھا الی یوم القیامۃ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ارشاد فرمایا: جو شخص قربانی کی فضیلت کو پانا چاہتا ہے اور اس کی طاقت نہیں رکھتا، تو اس کو عید کی نماز پڑھنی چاہئیے پھر اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے اور اس کو اپنے ناخن کاٹنے چاہئیں اور اس کو اپنے زیرناف بال

مونڈنے چاہئیے اور اپنی مونچھیں کاٹنی چاہئیے تو بے شک اس نے قربانی کی فضیلت کو پالیا، تو پھر نماز عید کے بعد اس دن میں دو رکعتیں پڑھنی چاہئیے، پس ہر رکعت میں سورت فاتحہ ایک بار اور إِنَّآ أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۔ پانچ بار پڑھنی چاہئیے تو جب سلام پھیرے تو سجدہ کرنا چاہئیے اور یہ دعا پڑھنی چاہئیے: اے اللہ مجھے قربانی کا ثواب عطاء فرما تو اللہ تعالیٰ اس دن میں اس کو قربانی کا ثواب عطاء فرمائے گا اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک اور اس کے بعد قیامت تک اس کو قبول فرمائے گا۔

(صلوٰۃ مسعودی، باب ہشتم در بیان طہارت، ج، ۱، ص، ۸۰، درطبع محمدی تاجران کتب بمبئی)

جس نے مونچھوں کو کاٹا اللہ تعالیٰ اسے چار نور عطاء فرمائے گا

قال علیہ السلام: من قصّ شاربہ اعطاء اللہ تعالیٰ اربعۃ انوار: نوراً فی وجھہ و نوراً فی قلبہ و نوراً فی قبرہ و نوراً فی یوم القیامۃ۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنی مونچھوں کو (جڑ سے) کاٹا اللہ تعالیٰ اسے چار نور عطاء فرمائے گا: (۱) اس کے چہرے میں نور، (۲) اور اس کے دل میں نور، (۳) اور اس کی قبر میں نور، (۴) اور قیامت کے دن میں نور۔

(صلوٰۃ مسعودی، باب ہشتم در بیان طہارت، ج، ۱، ص، ۸۰، درطبع محمدی تاجران کتب بمبئی، تذکرۃ الابرار والاشرار ص، ۲۴۵، ۲۴۴، اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور، ھدایۃ الابرار الیٰ طریقۃ الاخیار، الفصل الثانی فی حرمۃ البقاء الشوارب ولزوم اخذھا، ص، ۱۹، اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

مونچھیں کاٹنے پر ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے

وفی بعض الرویات: ان من قص شاربہ یعطی بکل شعرہ حسنۃ۔

اور بعض روایات میں ہے: بے شک جس شخص نے اپنی مونچھوں کو کاٹا اس کے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی عطاء کی جائے گی۔

(فتاویٰ ابراھیم شاھی، ھدایۃ الابرار الیٰ طریقۃ الاخیار، الفصل الثانی فی حرمۃ البقاء الشوارب ولزوم اخذھا، ص، ۲۱، اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

مونچھوں کو نوچنا اللہ کی راہ میں ہزار غلام آزاد کرنے کی طرح ہے

قال علیہ السلام: من نتف (شفت) شاربہ فکانما اعتق الف رقبۃ فی سبیل اللہ۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنی مونچھوں کو نوچا (اکھیڑا) تو گویا کہ اس نے اللہ کی راہ میں ایک ہزار غلام آزاد کیا۔

(صلوٰۃ مسعودی، باب ہشتم در بیان طہارت، ج، ۱، ص، ۸۰، درطبع محمدی تاجران کتب بمبئی، ھدایۃ الابرار الیٰ طریقۃ الاخیار، الفصل الثانی فی حرمۃ البقاء الشوارب ولزوم اخذھا، ص، ۱۹، اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

وازروے ثواب چنان بود کہ از اشتر موئ سرخ خریدہ و در راہِ خدا اشتر وجل صدقہ دادہ۔

اور ثواب میں ایسے ہوتا ہے کہ سرخ بالوں والا اونٹ خریدہ اور خدا کی راہ میں اونٹ اور زین کو صدقہ کر دیا۔

(تذکرۃ الابرار والاشرار ص،۲۴۵، ۲۴۴، اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

"من أخذ من أظفاره وشاربه كل جمعة، وقال حين يأخذ: بسم الله وبالله وعلى سنة محمد وآل محمد۔ لم يسقط منه حصة ولا جزازة الا كتب الله بها عتق نسمة ولم يمرض الا مرضه الذی يموت"۔

جو شخص ہر جمعہ کو اپنے ناخن اور اپنی مونچھیں کاٹے اور کاٹتے وقت یہ دعا پڑھے: بسم اللہ و باللہ و علی سنۃ محمد و آل محمد۔ تو جو ٹکڑا یا کٹا ہوا بال گرے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ایک جان آزاد کرنے کا ثواب لکھے گا اور وہ کبھی بیمار نہ ہو گا مگر اسی بیماری سے جس میں موت لکھی ہو گی۔

(لغات الحدیث کتاب الجیم، ج، ۱، ص، ۵۱، میر محمد کتب خانہ کراچی)

جمعہ کے دن مونچھیں کاٹنے پر ہر بال کے بدلہ دس نیکیاں ملیں گی

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ: من أخذ شاربه يوم الجمعة كان له بكل شعرة تسقط منه عشر حسنات۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن اپنی مونچھیں کاٹے گا، ہر بال جو گرے گا اس کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی۔

(الدیلمی، مسند الفردوس ،ج،۳، ص،۵۸۳، رقم:۵۸۲۷، دارالکتب العلمیہ بیروت، کنز العمال ،ج،۶، ص،۶۵۷، رقم:۱۷۲۵۰، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، و موسوعۃ اطراف الحدیث النبوی الشریف، ج، ۹، ص، ۴۵، دار الکتب العلمیہ بیروت)

جمعہ کو مونچھیں کاٹنے پر ہزار فرشتوں کی شفاعت و دعائے مغفرت

عن انس بن مالک عن النبی ﷺ قال: من قلم اظفاره يوم الجمعة واخذ من شاربه واستاک وافرغ علی نفسه من الماء وتوجه الی المسجد يتبعه الف ملک کلهم يشفعون ويستغفرون له۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن اپنے ناخن کاٹے اور اپنی مونچھیں کاٹے اور مسواک کرے اور اچھی طرح غسل کرے اور مسجد کی طرف جائے اس کے پیچھے ہزار فرشتے چلتے ہیں، سب کے سب اللہ تعالیٰ سے اس کی شفاعت اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

(تذکرۃ الواعظین، ص، ۱۰۱، ۱۰۰، مکتبہ حبیبیہ، کانسی روڈ، کوئٹہ)

جمعہ کو مونچھیں کاٹنے سے اللہ تعالیٰ مرض کو نکال کر شفاء داخل کرے گا

ابن مسعود: من اخذ من شاربه و اظفاره فی کل جمعة ادخل الله فیه شفاء و اخرج منه داء۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے ہر جمعہ میں اپنے ناخن اور اپنی مونچھوں کو کاٹا اللہ تعالیٰ اس میں شفاء کو داخل فرمائے گا اور اس بیماری کو نکال دے گا۔

(العلل المتناهيه ، ج، ۱ ،ص، ۴۶۴،وموسوعة اطراف الحديث النبوی الشريف، ج، ۹ ،ص، ۴۸۲،دارالكتب العلميه بيروت ،الديلمی،مسند الفردوس ،ج، ۳،ص، ۵۸۴،رقم: ۵۸۲۶،دارالكتب العلميه بيروت)

روی ابن شهاب عن رسول الله ﷺ انه قال: من قلّم اظفاره يوم الجمعة كان اماناً من الجذام و من قصّ شاربه و استاك فيه اخرج الله منه الدّاء و ادخل فيه الشفاء۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن ناخن کاٹے وہ مرضِ جذام سے امن میں رہے گا اور جو اسی روز مونچھیں کاٹے اور مسواک کرے اللہ تعالیٰ اس کے اندر سے مرض کو نکال دے گا اور اس میں شفاء داخل کرے گا۔

(تذکرۃالواعظین،ص، ۱۰۱ ،مکتبہ حبیبیہ، کانسی روڈ، کوئٹہ)

عن محمد بن حاطب كان النبی ﷺ يأخذ من شاربه و ظفره يوم الجمعة۔

محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہسے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کے دن اپنی مونچھیں اور اپنے ناخن کاٹتے تھے۔

(ابو نعيم، كنزالعمال، ج، ٦ ،ص، ٦٨١ ،رقم: ١٧٣٧٩ ،مؤسسة الرسالة، بيروت)

عن انس، قال: وقت لنا فی قص الشارب و تقليم الأظفار و نتف الابط و حلق العانة أن لا نترك أكثر من أربعين ليلة۔ وقال مرة اخرى: اربعين يوما۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے مونچھیں کاٹنے اور ناخن کاٹنے اور بغل کے بال نوچنے اور زیر ناف بال مونڈنے کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن مقرر فرمائی ہے۔

(صحيح مسلم كتاب الطهارة باب خصال الفطرة، ج، ۱ ،ص، ۲۲۲ ،رقم: ۲۵۸ ،۵، والترمذی فی السنن ،ج، ۵ ،ص، ۸٦ ،رقم: ۲۷۵۹ ،والنسائی فی السنن، ج، ۱ ،ص، ۱۵ ،رقم: ۱۴ ،وابن ماجه ،ج، ۱ ،ص، ۱۰۸ ،رقم: ۲۹۵ ،واحمد فی المسند، ج، ۳ ،ص، ۲۵۰۵ ،ومشكوٰة، كتاب اللباس باب الترجل ،ص، ۳۸۰ ،قدیمی کتب خانہ کراچی، سنن الكبرىٰ للنسائی، كتاب الطهارة، ابواب الفطرة، ج، ۱ ،ص، ٦٦ ،رقم: ۱۵ ،دارالكتب العلميه بيروت)

عن ابن عمر و أبی عبدالله الأغر رضی الله عنهما: "ان رسول الله ﷺ کان یقص شاربه ویأخذ من أظفاره کل جمعة قبل ان یخرج الی صلاۃ الجمعة"۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبد اللہ الاغر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: بے شک رسول اللہ ﷺ ہر جمعہ کو نمازِ جمعہ سے پہلے اپنی مونچھیں کاٹتے تھے اور اپنے ناخن کاٹتے تھے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ،ج،۱ ،ص،۳۰۱،شرح السنۃ للبغوی،ج،۱۲ ،ص،۱۱۳ ،المکتب الاسلامی ، فتح الباری شرح صحیح البخای ،ج،۱۰ ،ص،۳۴۷،دارالفکر بیروت ،تھذیب تاریخ دمشق ،لابن عساکر "ج،۲ ،ص،۱۴۹ ،بیروت ،اخلاق النبوۃ ،ص،۲۵۶ ،النھضۃ المصریۃ ،مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب اللباس، باب الترجل، ج،۸، ص،۲۷۵ ،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

أخرج البیھقی من مرسل أبی جعفر الباقر قال: "کان رسول الله ﷺ یستحب أن یأخذ من أظفاره و شاربه یوم الجمعة"۔

حضرت امام ابوجعفر باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن اپنی مونچھیں کاٹنے اور اپنے ناخن کاٹنے کو مستحب سمجھتے (یعنی پسند فرمایا کرتے) تھے"۔

(بیھقی، شعب الایمان، شرح الزرقانی علی موطأ الامام مالک ، کتاب صفۃ النبی ﷺ، باب ماجاء فی سنۃ فی الفطرۃ ، ج،۴، ص، ۳۷۸، دار الحدیث القاھرۃ ،فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب قص الشارب ، ج،۲۹۳ ، ۱۱ ،دار الکتب العلمیہ بیروت)

عن أبی ھریرۃ قال: أن رسول الله ﷺ کان یقلم أظفاره و یقص شاربه یوم الجمعة قبل أن یروح الی الصلاۃ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن نماز کی طرف جانے سے پہلے اپنے ناخن تراشتے تھے اور اپنی مونچھیں کاٹتے تھے۔

(الطبرانی فی المعجم الاوسط، ج، ۱ ،ص،۲۵۷ ،رقم: ۸۴۲، السنن الکبریٰ للبیھقی، ج، ۳، ص، ۲۴۴ ،رقم: ۵۷۵۸، شرح الزرقانی علی موطأ الامام مالک ،کتاب صفۃ النبی ﷺ،باب ماجاء فی سنۃ فی الفطرۃ ،ج،۴،ص، ۳۷۸، دارالحدیث القاھرۃ،ردالمحتار ،کتاب الحظر والاباحۃ ،باب الاستبراء، ج، ۹، ص، ۵۸۱، دار الکتب العلمیہ بیروت، شرعۃ الاسلام، ص، ۱۵۰ ،دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت)

عن ابن عمر رضی الله عنهما: "أن النبی ﷺ کان یأخذ أظفاره و یحفی شاربه فی کل جمعة، ویحلق العانة عشرین یوماً، وینتف الابط فی کل أربعین یوماً۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ ہر جمعہ کو ناخن کاٹتے تھے، اور مونچھوں کو جڑ سے ختم کرتے تھے اور زیر ناف بالوں کو بیس دنوں میں مونڈتے تھے اور بغلوں کے بال چالیس دن میں نوچتے تھے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب اللباس، باب الترجل، ج، ۸، ص، ۲۷۴ ،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

حدیث علی: "خذ من الشارب فان الملائکة اذا تلا العبد القرآن أدنت أفواهها منه فاذا کان طویل الشارب لم تدن منه"۔

حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: مونچھوں کو کاٹو جب بندہ قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو فرشتے اپنے منہ اس کے قریب کر دیتے ہیں اگر لمبی مونچھوں والا ہوتا ہے تو منہ اس کے قریب نہیں کرتے۔

(الدیلمی،مسندالفردوس،۲۶۶۴،ومیزان الاعتدال،ج،۵۹۸،۱،تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ،ج،۲،ص،۳۰۷،الکمتبۃ التوفیقیۃ القاھرۃ،مصر)

وفی الخبر أن ابراھیم أول من قص الشارب ،و اول من اختتن ،و اول من قلم الاظافیر، و اول من رأی الشیب ،فلما راہ قال یارب ماھذا؟قال:الوقار۔قال:یارب زدنی وقارا۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے: بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے وہ شخص ہیں جس نے مونچھوں کو کاٹا،اور پہلے جس نے ختنہ کیا،اور پہلے جس نے ناخنوں کو کاٹا،اور پہلے جن کے بال سفید ہوئے،پس جب دیکھا ان کو تو عرض کیا اے میرے رب یہ کیا ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:(یہ) وقار ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا:اے میرے رب میرے وقار میں اضافہ فرما۔

(حاشیہ الجمل علی الجلالین ،ج،۱،ص،۱۵۳،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ،حاشیہ العلامۃ الصاوی علی تفسیر الجلالین ،ج،۱،ص،۱۰۸،قاسم ببلی کیشنز کراتشی)

مونچھیں کاٹنے پر ہر بال کے بدلہ میں ایک ہزار شہر کا ثواب ہے

”ومن قص شاربہ فلہ عنداللہ بکل شعرۃ من الثواب ألف مدینۃ من درویاقوت فی کل مدینۃ ألف قصر فی کل قصر ألف دار من الرحمۃ فی کل دار ألف حجرۃ من الزعفران فی کل حجرۃ ألف صفۃ من الزبرجد فی کل صفۃ ألف بیت من المسک فی کل بیت ألف سریر فوق کل سریر جاریۃ من الحور العین علی رأسھا تاج من النور مکلل بالدرویاقوت وھی تنادی کل یوم ألف مرۃ أنت طالبی وقرۃ عینی وأنت صاحبی وینظر اللہ الیہ فی کل یوم نظرۃ من فوق عرشہ ویقول لملائکتہ:ألاتنظرون الی عبدی قص شاربہ من مخافتی وعزتی وجلالی لأضعن علیہ من نور کرامتی ولأزیننہ بین الناس ولأدخلنہ جنتی“

”اور جس شخص نے اپنی مونچھوں کو کاٹا تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر بال کے بدلہ میں موتی اور یاقوت کے بنے ہوئے ایک ہزار شہر بطور ثواب ملیں گے اور ہر شہر میں ایک ہزار محل ہیں،ہر محل میں رحمت کے ایک ہزار گھر ہیں،ہر گھر میں زعفران کے ایک ہزار حجرے ہیں،ہر حجرے میں زبرجد کا ایک ہزار صفہ (چبوترہ) ہے،ہر صفہ (چبوترہ) میں مشک کا ایک ہزار کمرے ہیں،ہر کمرے میں ایک ہزار تخت ہے ،ہر تخت پر ایک حور عین میں لونڈی ہے اس سر پر موتی اور یاقوت سے آراستہ کیا ہوا تاج ہے اور وہ اپنے عرش سے پکارتی ہے کہ تم میرے طلبگار اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو تم میرے ساتھی (رفیق) ہو اور اللہ تعالیٰ روزانہ عرش کے اوپر سے اپنے اس بندے کی طرف دیکھتا ہے اور اپنے فرشتوں کو فرماتا ہے: کیا میرے بندے کی طرف نہیں دیکھتے کہ میرے جلال اور میری عزت اور میرے خوف کی وجہ سے اپنی مونچھوں کو کاٹا،اپنی کرامت کا نور اس پر رکھوں گا اور لوگوں کے درمیان اس کو زینت دوں گا اور اس کو اپنی جنت میں داخل کروں گا۔

(الموضوعات ،ابن الجوزی،ج،۳،ص،۵۳،تنزیه الشریعة المرفوعة عن الأخبار الشنیعة الموضوعة ،کتاب اللباس والزینة والطب،الفصل الاول،ج،۲،ص،۲۹۳،رقم:۱۶۴۴،المکتبةالتوفیقیة،القاھرةمصر،الفوائدالمجموعة،باب الخضاب والطب وقص الظفر والشارب،ص،۱۶۷، رقم: ۱۱،المکتبةالعصریةبیروت،میزان الاعتدال،ج،۲،ص،۵۸۴،الرسالةالعالمیةبیروت)

بنی اسرائیل مونچھیں نہ کاٹتے تھے تو ان کی عورتیں زناکار ہو گئیں

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ:قصوا شاربکم فان بنی اسرائیل لم یفعلوا ذلک فزنت نساؤھم۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی مونچھیں کاٹو، کیونکہ بنی اسرائیل ایسا نہ کرتے تھے پس ان کی عورتیں زناکاری میں مبتلا ہو گئیں۔

(الدیلمی،مسند الفردوس،ج،۳،۲۰۵،رقم:۴۵۷۸،دارالکتب العلمیه بیروت،الجامع الکبیر،ج،۱،ص،۲۰۷، کنزالعمال ،ج،۶،ص،۶۵۶ ، رقم: ۱۷۲۴۷،مؤسسةالرسالة،بیروت)

لمبی مونچھوں والے کو حضور اکرم ﷺ نے ڈانٹا

وروی ان رجلا دخل فی مسجد رسول اللہ ﷺ وشاربه طویل فزجره عن ذلک فذھب الرجل وقص نصف شاربه ثم دخل المسجدفقال علیه السلام وجدت نصف الایمان او کلاما ھٰذا معناه۔

روایت کیا گیا ہے کہ بے شک ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں داخل ہوا، اس حال میں کہ اس کی مونچھیں لمبی تھیں، تو اس سے ان کو ڈانٹا، تو وہ شخص گیا اور اپنی آدھی مونچھوں کو کاٹ دیا، پھر مسجد میں داخل ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو نے آدھا ایمان پا لیا یا فرمایا: کلام کو۔ یہ اس کا معنی ہے۔

(ابراھیم شاھی،ھدایةالابرار الیٰ طریقةالاخیار،الفصل الثانی فی حرمةالبقاءالشوارب ولزوم اخذھا،ص،۲۱،اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

مونچھیں نہ کاٹنے پر جبریل علیہ السلام کی ناپسندیدگی

عن ابن عباس عن النبی ﷺ انه قیل یارسول اللہ أبطأ علیک خبر جبریل قال ولم لا تبطیء عنی وأنتم حولی لا تستنون (أی لاتستاکون) ولا تقلمون أظافرکم ولا تقصون شواربکم ولا تنقون رواجبکم (ھی مابین عقد لأصابع من داخل)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نبی کریم ﷺ سے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ تحقیق جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے پاس خبر لانے میں دیر کر دی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ میرے پاس آنے میں کیوں دیر نہ کرتے، اور جب کہ تم میرے

ارد گرد رہنے والے نہ مسواک کرتے ہو، اور نہ تم اپنے ناخن کاٹتے ہو، اور نہ تم اپنی مونچھیں کاٹتے ہو اور نہ تم اپنے ہاتھوں کے جوڑ اندر سے صاف کرتے ہو۔

(رواہ احمد ،و الطبرانی فی معجم الکبیر ،ج،۱۱،ص،۲۳۴،رقم:۱۲۲۲۴،وفی زوائد المسند ،رقم:۴۳۰۲،والسیوطی فی الدرالمثور ،ج،۱،ص،۱۱۲،والمغنی عن حمل الاسفار ،ج،۱،ص،۱۳۷، مجمع الزوائد ،کتاب اللباس باب فی تقلیم الاظفار ،ج،۵،ص،۱۷۰، مؤسسة المعارف بیروت،کنزالعمال،ج،۶،ص،۶۵۹،رقم:۱۷۲۶۱،مؤسسةالرسالةبیروت)

وروی الاعمش عن مجاهد قال : ابطاء جبرائیل علیه السلام علی رسول الله ﷺ ثم اتاه فقال علیه السلام ماجئتنا یا ملک(حبسک،عن الاتیان،یاجبریل)قال کیف أتیکم وانتم لاتقصون اظفارکم ولاتأخذون من شواربکم ولاتنقون براجمکم ولاتستاکون،ثم قرأ،ومانتنزل الابامر ربک عزوجل۔

حضرت اعمش رضی اللہ عنہ نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک بار حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے میں دیر کی، پھر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبریل علیہ السلام آپ کو کس چیز نے (آنے سے) روکا ہے؟ عرض کیا: میں کیسے آتا، اس حال میں کہ تم (یعنی تمہارے ساتھ رہنے والے) نہ اپنے ناخن کاٹتے ہو اور نہ اپنی مونچھیں کاٹتے ہو اور نہ تم اپنے ہاتھوں کے جوڑ اندر سے صاف کرتے ہو۔ اور نہ مسواک کرتے ہو۔ پھر یہ آیت پڑھی: **وَمَانَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ۔ (سورة مریم:۶۴)**

یعنی ہم اسی وقت زمین پر اترتے ہیں جب ہمیں رب تعالیٰ حکم دیتا ہے۔

(تفسیر روح البیان،البقرہ:آیت:۱۲۴،کےتحت،وتذکرةالواعظین،ص،۱۰۱،مکتبہ حبیبیہ،کانسی روڈ،کوئٹہ،وھدایةالابرار الی طریقةالاخیار،الفصل الثانی فی حرمةالبقاءالشوارب ولزوم اخذھا،ص،۲۱،اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

جو مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں

عن زیدبن ارقم ان رسول الله ﷺ قال:من لم یاخذ من شاربه فلیس منا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اپنی مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں۔ (یعنی اس کی موت غیر ملت اسلامیہ پر بھی آسکتی ہے)۔

(سنن ترمذی ،ج،۵،ص،۸۷،رقم:۲۷۶۱،سنن نسائی ،ج،۱،ص،۱۵،رقم:۱۳،مسند امام احمد بن حنبل ،ج،۴،ص،۳۶۶،شعب الایمان ، ج،۵،ص،۲۲۲،رقم:۶۴۳۵،دارالکتب العلمیه بیروت،مشکوٰة المصابیح،کتاب اللباس،باب الترجل،ص،۳۸۱،قدیمی کتب خانہ کراچی)

البتہ، میدانِ جہاد میں بر سرِ پیکار مجاہدین کے لئے فقہاء نے لبوں کے برابر کر کے لمبی مونچھیں رکھنے کی اجازت دی ہے۔ علماء نے کہا کہ مجاہدین کیلئے لمبی مونچھیں ضروری ہیں تاکہ دشمن مرعوب ہو جائیں۔

قالو الابدعن طول الشارب للغزاة ليکون اهیب فی عین العدو، کذافی الغیاثیة۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مبارک نے بھی دشمنوں پر رعب ڈالنے کے لئے مونچھیں چھوڑ دی تھیں۔

عن عامر بن عبداللہ الزبیر ان عمر رضی اللہ عنہ کان اذا غضب فطل شاربه و نفخ، رواہ الطبرانی فی الکبیر (جلد ۱ صفحہ ۴)۔

اسی طرح اگر محلہ کے بااثر، دیندار شخصیات فساق و فجار بدمذہب لوگوں پر رعب قائم رکھنے کے لئے شریعت کی حدود کے اندر رہتے ہوئے معاشرے میں برائی کے سدِباب کے لئے لمبی مونچھیں رکھیں تو ان کو بھی اجازت معلوم ہوتی ہے۔

قلت واللہ اعلم لان العلة التی ذکروھاتوجدھٰھنا ایضاً وفی الھندیة وکان بعض السلف یترک سبالیه وھما اطراف الشوارب۔

جو علت علماء نے ذکر کی ہے وہ یہاں بھی پائی جاتی ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے بعض سلف صالحین مونچھوں کے دونوں کناروں کو چھوڑتے تھے اور یہ جواز صرف مجاہدین کے لئے دشمنوں پر رعب ڈالنے کے لئے ہے، ورنہ مونچھیں حلق کرنا ہی افضل ہے۔

فتاویٰ حمادیہ میں ہے :غازیوں کو مونچھیں بڑھانا جائز و مستحب ہے۔

واما الغازی فی دار الحرب یندب الی تطویل الشارب لیکون اھیب فی عین العدو۔

مجاہدین کیلئے دارالحرب میں لمبی مونچھیں مستحب ہیں تاکہ دشمنوں کی نظر میں ہیبت ناک نظر آئیں۔

(کذافی الغیاثیة، عالمگیری، ج۵ ص ۳۸)

مونچھیں لمبی رکھنے والے کے لئے چار سزائیں

قال النبی ﷺ:من طوّل شاربه عوقب بأربعة أشياء: لايجد شفاعتي و لايشرب من حوضي ويعذب في قبره ويبعث الله اليه المنكر والنكير في غضب۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنی مونچھیں لمبی رکھیں اسے چار سزائیں ملیں گی:(۱)میری شفاعت سے محروم رہے گا ،(۲)میرے حوض سے نہیں پیئے گا،(۳)قبر میں عذاب دیا جائے گا،(۴)منکر اور نکیر نہایت غصہ میں اس کے پاس آئیں گے۔

(تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس، کتاب النبی ﷺ الی الکسریٰ، ج ۲، ص ۳۹۵، دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث: "من طول شاربه في دار الدُّنْيَا طَوَّلَ اللّٰهُ نَدَامَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَسَلَّطَ عَلَيْهِ بِكُلِّ شَعْرَةٍ عَلَى شَارِبِهِ شَيْطَانَانِ فَإِنْ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ الْحَالِ لاتُسْتَجَابُ لَهُ دَعْوَةٌ وَلا تَنْزِلُ عَلَيْهِ رَحْمَةٌ _إلخ.

جس شخص نے اپنی مونچھیں دنیا میں لمبی رکھیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ندامت کو لمبا کرے گا اور اس کی مونچھوں کے ہر بال کے بدلے میں اس پر دو شیطان مسلط کرے گا پس اگر اسی حالت پر مر گیا تو اس کی دعا قبول نہیں کی جائے گی اور نہ اس پر رحمت نازل کی جائے گی۔ (مرویات السیرۃ المسفر الدمینی، ج، ۱، ص، ۳۱، الفوائد المجموعۃ، رقم، ۱۱)

قال علیہ السلام: من طوّل شاربہ عوقب بالثلاث لم ینل شفاعتی و لم یشرب من حوضی و سلطہ اللہ تعالی منکرا و نکیرا بالغضب۔

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنی مونچھیں لمبی رکھیں اسے تین سزائیں ملیں گی: (۱) میری شفاعت نہیں پائے گا، (۲) اور میرے حوض سے نہیں پیئے گا، (۳) اور اس پر اللہ تعالیٰ منکر اور نکیر کو غصہ کے ساتھ مسلط کرے گا۔

(صلوٰۃ مسعودی، باب ہشتم در بیان طہارت، ج، ۱، ص، ۸۰، درطبع محمدی تاجران کتب بمبئی، تذکرۃ الابرار و الاشرار ص، ۲۴۵، اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور، ھدایۃ الابرار الیٰ طریقۃ الاخیار، الفصل الثانی فی حرمۃ البقاء الشوارب و لزوم اخذھا، ص، ۱۹، اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

"من طول شاربہ فی دار الدنیا طول اللہ ندامتہ یوم القیامۃ و سلط علیہ بکل شعرۃ علی شاربہ شیطانان فان مات علی الحال لایستجاب لہ دعوۃ و لا تنزل علیہ رحمۃ و لا ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ۔

"جس شخص نے دنیا میں اپنی مونچھوں کو لمبا رکھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ندامت کو لمبا کر دے گا اور اس کی مونچھوں کے ہر بال کے بدلے دو شیطان مسلط کر دے گا تو اگر اسی حالت پر مر گیا تو اس کی دعا قبول نہیں کی جائے گی اور نہ اس پر رحمت نازل کی جائے گی اور نہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت فرمائے گا۔

(الالی المصنوعہ، ج، ۲، ص، ۱۴۳، الموضوعات، ابن الجوزی، ج، ۳، ص، ۵۳، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الأخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، کتاب اللباس والزینۃ والطب، الفصل الاول، ج، ۲، ص، ۲۹۳، رقم: ۱۶۴۴، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاھرۃ مصر، الفوائد المجموعۃ، باب الخضاب والطب وقص الظفر والشارب، ص، ۱۶۷، رقم: ۱۱، المکتبۃ العصریۃ بیروت، میزان الاعتدال، ج، ۲، ص، ۵۸۴، الرسالۃ العالمیۃ بیروت، وموسوعۃ اطراف الحدیث النبوی الشریف، ج، ۹، ص، ۴۸۸، دار الکتب العلمیہ بیروت)

و من أطال شاربہ تسمیہ الملائکۃ نجساً و ان مات مات عاصیاً و قام من قبرہ مکتوباً بین عینیہ آیس من رحمۃ اللہ و لا یطول شاربہ الا ملعون علی لسان الملائکۃ و النبیین و یمشی علی الأرض تلعنہ من تحتہ۔

اور جس شخص نے اپنی مونچھوں کو لمبا رکھا فرشتے اس کا نام ناپاک رکھتے ہیں اور اگر مر گیا تو نافرمان مرا اور جب اپنی قبر سے کھڑا ہو گا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا اللہ کی رحمت سے مایوس ہے اور انبیاء اور فرشتوں کی زبان سے اس پر لعنت کی گئی اور جب زمین پر چلتا ہے زمین اس کے نیچے سے اس پر لعنت کرتی ہے۔

(الالی المصنوعہ، ج، ۲، ص، ۱۴۳، الموضوعات، ابن الجوزی، ج، ۳، ص، ۵۳، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الأخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، کتاب اللباس والزینۃ والطب، الفصل الاول، ج، ۲، ص، ۲۹۳، رقم: ۱۶۴۴، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاھرۃ مصر، الفوائد المجموعۃ، باب الخضاب والطب وقص الظفر

والشارب،ص، ۱٦۷ ، رقم: ۱۱ ،المکتبة العصرية بيروت،ميزان الاعتدال،ج،۲،ص، ۵۸۴ ،الرسالة العالميةبيروت،وموسوعة اطراف الحديث النبوی الشريف،ج، ۹،ص، ۴۸۸،دارالکتب العلميه بيروت)

ومن طول شاربه فلايصيب شفاعتی ولا يشرب من حوضی وضيق الله عليه قبره وتنزل عليه ملک الموت وهو غضبان"۔

اور جس شخص نے اپنی مونچھوں کو لمبا کیا تو اس کو میری شفاعت نصیب نہیں ہو گی اور نہ میرے حوض سے پیئے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو اس پر تنگ کر دے گا اور اس پر ملک الموت کو نازل کرے گا اس حال میں کہ وہ غضبناک ہو گا۔

(الالی المصنوعه ،ج،۲،ص،۱۴۳ ،الموضوعات ،ابن الجوزی،ج،۳،ص،۵۳،تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة ،كتاب اللباس والزينة والطب،الفصل الاول،ج،۲،ص،۲۹۳،رقم:۱٦۴۴ ،المکتبةالتوفيقية،القاهرةمصر،الفوائدالمجموعة،باب الخضاب والطب وقص الظفر والشارب،ص، ۱٦۷ ، رقم: ۱۱ ،المکتبة العصرية بيروت،ميزان الاعتدال،ج،۲،ص، ۵۸۴ ،الرسالة العالميةبيروت،وموسوعة اطراف الحديث النبوی الشريف،ج، ۹،ص، ۴۸۸،دارالکتب العلميه بيروت)

ابن مسعود: من طول شاربه لم يستجب الله دعائه۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے اپنی مونچھیں لمبی رکھیں اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہیں فرمائے گا۔

(مسندالفردوس،الديلمی،ج،۳،ص،۵۲۷،رقم:۵٦۴۷،دارالکتب العلميه بيروت)

لمبی مونچھیں نزع کے وقت کلمہ شہادت سے رکاوٹ ہیں

قال رسول الله ﷺ خمسة نفر لم يروا وجهی يوم القيامة: الاول من طال شاربه منع الله تعالٰی لسانه عن كلمة الشهادة عند النزع والثانی من جلس باهل البدعة لعنه الله والملائكة والانبياء عليهم السلام والثالث عاق الوالدين لا يريح رائحة الجنة والرابع من نام قبل العشاء منع الله تعالٰی لسانه من كلمة الشهادة عند الموت والخامس من لم يزک عن امواله لا يخفف عنه عذاب القبر الی يوم القيامة۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ قسم کے لوگ قیامت کے دن میرا چہرہ نہیں دیکھ سکیں گے: (۱) جس شخص نے اپنی مونچھوں کو لمبا رکھا اللہ تعالیٰ نزع کے وقت اس کی زبان کو کلمہ شہادت سے روک دے گا۔ (۲) جو شخص بد مذہب کے ساتھ بیٹھا اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام کی لعنت ہے۔ (۳) والدین کا عاق (نافرمان) جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔ (۴) جو شخص عشاء سے پہلے سو گیا یہاں تک کہ عشاء کی نماز قضاء ہو گئی اللہ تعالیٰ موت کے وقت اس کی زبان کو کلمہ شہادت پڑھنے سے روک دے گا۔ (۵) جس شخص نے اپنے اموال سے زکوٰۃ ادا نہ کی، قیامت کے دن تک اس سے عذابِ قبر کی کمی نہیں کی جائے گی۔

(دليل الاحسان ،ص، ۲۱ ،هداية الابرار الیٰ طريقة الاخيار ،الفصل الثانی فی حرمة البقاء الشوارب ولزوم اخذها،ص، ۱۹ ،اسلامی کتب خانه قصه خوانی پشاور)

نبی ﷺ کو لمبی مونچھوں والے کی طرف نظر کرنے سے کراہت آئی

جب حضور پرنور سید یوم النشور ﷺ نے ہدایت اسلام کے فرامین بنام سلاطین جہاں نافذ فرمائے، قیصر ملک روم نے تصدیقِ نبوت کی مگر بجہت دنیا اسلام نہ لایا، مقوقس بادشاہِ مصر نے خط مبارک کی کمال تعظیم کی اور ہدایا حاضر بارگاہِ رسالت کیا سگِ ایران خسرو پرویز قتلہ اللہ نے فرمانِ اقدس چاک کر دیا اور باذان صوبۂ یمن کو لکھا، دو مضبوط آدمی بھیج کر انہیں یہاں بلائے، باذان نے اپنے داروغہ بانویہ اور ایک پارسی خرخسرہ نامی کو مدینہ طیبہ روانہ کیا:

أنهما حين دخلا على رسول الله ﷺ كانا قد حلق لحاهما و أعفيا شواربهما حتى وارت شفاههما فكره النظر اليهما وقال: ويلكما من أمر كما بهذا۔ قال: أمر بهذا ربنا يعنيان كسرىٰ فقال رسول الله ﷺ لكن ربي امرني باعفاء لحيتي وقص شواربي۔

یہ دونوں جب بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں اتنی بڑھائے ہوئے تھے کہ دونوں کے ہونٹوں کو چھپائے ہوئے تھیں تو سید عالم ﷺ کو ان کی طرف نظر فرمانے میں کراہت آئی اور فرمایا خرابی ہو تمہارے لئے کس نے تمہیں اس کا حکم دیا، وہ بولے ہمارے رب یعنی کسریٰ (خسرو پرویز خبیث) نے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: مگر مجھے میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں (جڑ سے) کاٹنے کا حکم فرمایا ہے۔

(تاريخ الخميس في أحوال أنفس نفيس، كتاب النبي ﷺ الى الكسرىٰ، ج ۲، ص ۳۹۵، دار الكتب العلميه بيروت)

اس حدیث کے تحت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی ۱۳۴۰ھ، لکھتے:

مسلمان اس حدیث کو یاد رکھیں کہ بانویہ و خرخسرو اس وقت تک نہ اسلام لائے تھے نہ احکامِ اسلام سے آگاہ تھے ان کی یہ وضع دیکھ کر حضور اقدس ﷺ نے ان کی صورت دیکھنے سے کراہت کی تو جو مسلمان احکامِ حضور جان بوجھ کر مصطفی ﷺ کے خلاف مجوسیوں کے موافق ایسی گندی صورت بنائے وہ کس قدر حضور اعلیٰ ﷺ کی کراہت وبیزاری کا باعث ہوگا، آدمی جس حال پر مرتا ہے اسی حال پر اٹھتا ہے، اگر روزِ قیامت رسول اللہ ﷺ نے یہ مجوسیوں کی صورت دیکھ کر نگاہ فرمانے سے کراہت فرمائی تو یقین جان کہ تیر اٹھکانا کہیں نہ رہا۔ مسلمان کی پناہ، امان، نجات، رستگاری جو کچھ ہے ان کی نظر رحمت ہے، اللہ کی پناہ اس بری گھڑی سے کہ وہ نظر فرماتے کراہت لائیں، **والعیاذ باللہ ارحم الراحمین۔** اس کے بعد حدیث میں معجزۂ مصطفی ﷺ کا ظہور خسرو پرویز مردود کا ہلاک، باذان و بانویہ و خسرہ وغیرہم بہت اہلِ یمن کا مشرف باسلام ہونا مذکور ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲، ص ۶۴۸، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

لمبی مونچھیں قیامت کو سجدہ کرنے میں رکاوٹ ہوں گی

روی النبیﷺقال یومر الناس یوم القیامۃ بالسجود فمن کان فی الدنیا شاربہ طویلا صارت شعورہ کاوتاد الحدید لا یستطیع ان یسجد۔

ومثلہ فی الغرائب وزادفیہ وروی:ان من کان شاربہ طویلا لا یصعد لہ عمل صالح الی السماء۔

بے شک نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:لوگوں کو قیامت کے دن سجدہ کا حکم دیا جائے گا تو جس شخص کی دنیا میں مونچھیں لمبی تھیں اس کے بال لوہے کے کیلوں کی طرح ہو جائیں گے جس کی وجہ سے وہ سجدہ نہیں کر سکے گا۔

اور غرائب میں اس کی مثل ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے اور روایت کیا گیا ہے کہ:جو شخص لمبی مونچھوں والا ہوتا ہے اس کا نیک عمل آسمان تک نہیں چڑھتا ہے۔

(فتاویٰ الحجۃ،فتاویٰ مجمع الغرائب،ھدایۃ الابرار الیٰ طریقۃ الاخیار،الفصل الثانی فی حرمۃ البقاء الشوارب ولزوم اخذھا،ص،۲۰،اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

رسول علیہ السلام فرمودہ کہ فردای قیامت اہل عرصات سجدہ آرند پروردگار را سجدۂ تحیت مگر کافران کہ موئے لب ایشان چون سرون گاوی راست ماندہ باشند وکسانیکہ موی سبلت دراز داشتہ باشند موہائ لبہائے ایشان درزمین رسد ہمچون تیرہا وایشان رامانع باشد از آوردن سجدہ۔

رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ کل قیامت کو اہلِ قیامت پروردگار کو سجدۂ تحیت کریں گے مگر کافر کہ ان کی مونچھوں کے بال بیل کے سینگوں کی طرح ہوں گے،اور وہ شخص کہ جس نے مونچھوں کے کناروں کے بال لمبے رکھے ہوں گے ان کی مونچھوں کے بال تیروں کی طرح زمین تک پہنچے ہوں گے،ان کو سجدہ کرنے سے رکاوٹ ہو گی۔

(حجۃ الھند،تذکرۃ الابرار والاشرار ص،۲۴۵،اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

بڑی مونچھیں کلمہ شہادت کے لیے عرش تک پہنچنے میں رکاوٹ

رسول اللہ ﷺ فرمودہ کہ چون بندۂ مومن موئے لب پست دارد وکلمۂ شہادت گوید آن کلمۂ شہادت ہفت اسمانہا را حجاب نکند وہمچنان میرود تا بساقِ عرش رسد چنانکہ ز نبور عسل غَرِندہ می غرد تا خطاب حضرت رب العزت آید کہ چرا ساکن نباشی کلمہ گوید(مناجات کند)ای پروردگار من چگونہ ساکن باشم تا گویندۂ مرا نیامرزی امر آید از خدای عزوجل کہ گویندۂ تورا امرزیدم آن گاہ ساکن شود کہ اگر موئے لب دراز دارد کلمۂ شہادت گوید آن کلمہ گِردِ دہانِ او میگردد و بیرون نیاید تا کاتبانِ اعمال آن را گونید کہ چرا بیرون نمے آئی(نیائی)تا ثوابِ ترا بنو سیم کلمہ گوید چگونہ بیرون آیم کہ چون این پردہ پلید درراہ است۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب مومن بندہ مونچھوں کے بال پست رکھتا ہے اور کلمہ شہادت پڑھتا ہے، اس کلمہ شہادت کو سات آسمان پردہ نہیں کرتے (یعنی روکاوٹ نہیں بنتے) اور اسی طرح ساقِ عرش تک پہنچ جاتا ہے، جیسا کہ شہد کی مکھی ترنم کرتی ہے ترنم کرتا ہے یہاں تک کہ رب العزت کا خطاب آتا ہے کہ تو کیوں نہیں ٹھہرتا (خاموش کیوں نہیں ہوتا؟)، کلمہ عرض کرتا ہے اے پروردگار میں کس طرح ٹھہر جاؤں (خاموش ہو جاؤں) جب تک کہ آپ میرے پڑھنے والے کو بخش نہ دیں، خدا عزوجل کی طرف سے حکم آتا ہے تجھے پڑھنے والے کو میں نے بخش دیا، اس وقت وہ ٹھہر جاتا ہے (خاموش ہو جاتا ہے)، اگر لمبی مونچھوں والا شخص کلمہ شہادت پڑھتا ہے، وہ کلمہ اس کے منہ میں پھرتا رہتا ہے، باہر نہیں آتا، یہاں تک کہ اعمال کے لکھنے والے اس کو کہتے ہیں تو باہر کیوں نہیں آتا؟ تاکہ ہم تیرا ثواب لکھیں، کلمہ کہتا ہے میں باہر کس طرح آؤں کہ جو یہ پلید پردہ راہ میں ہے۔

(صلوٰۃ مسعودی، باب ھشتم در بیان طھارت ، ج ۱، ص ۸۱، ۸۰، درطبع محمدی تاجران کتب بمبئی، حجۃ الھند ، تذکرۃ الابرار والاشرار، ص ۲۴۵، اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور ، ھدایۃ الابرار الیٰ طریقۃ الاخیار ، الفصل الثانی فی حرمۃ البقاء الشوارب ولزوم اخذھا، ص ۲۰، اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

دلیری دل میں ہوتی ہے نہ کہ مونچھوں کو بڑھانے میں

در حجۃ الھند آوردہ است دیگر نشانۂ بد بختیٔ اہل کفر آنکہ سببِ زشتیٔ وجودِ ایشان و وجودِ دیگران است مقرر میدارند یعنی موئے سبلت نگاہ میدارند مانند خرس کہ ہمہ دہانِ وی بزیر موئے ماندہ است وبعضے ازین مسلمانِ گمراہان نیز رسم بجامی آرند بنابر آن کہ غازیانیم تا خصم را مہابت باشد این نوع یکے از جہل است زیرا کہ دلیری در دل است نہ در سبلت۔

حجۃ الھند میں آیا ہے کہ دوسری اہلِ کفر کی بد بختی کی نشانی وہ ہے کہ ان کے وجود کی برائی وبد شکلی کا سبب ہے اور دوسروں میں پائی جاتی ہے کہ بر قرار رکھتے ہیں یعنی مونچھوں کے کناروں کو محفوظ رکھتے ہیں ریچھ کی طرح کہ اس کا پورا منہ بالوں کے نیچے رہتا ہے۔ اور بعض گمراہ مسلمان بھی اس رسم کو بجالاتے ہے، اس بنا پر کہ ہم غازی (مجاہدین) ہیں تاکہ دشمن کو ہیبت ہو، یہ جہالت میں سے ایک قسم ہے، اس لیے کہ دلیری دل میں ہے نہ کہ مونچھوں کے کنارے بڑھانے میں۔

(حجۃ الھند ، تذکرۃ الابرار والاشرار ص ۲۴۴، اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور، ھدایۃ الابرار الیٰ طریقۃ الاخیار ، الفصل الثانی فی حرمۃ البقاء الشوارب ولزوم اخذھا، ص ۲۰، ۱۹، اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

وبعض ازیں مسلمانان عقل جوے باریک موئے لب مے ستانند بگمانِ آنکہ من سنت بجا آوردہ ام این نوع نیز جہل است زیرا کہ سنتِ رسول ﷺ راتمام بجامی باید آورد تا حکمِ اسلامِ او بتمام باشد و معلوم عاقلان است کہ اصحابِ رسول کریم ﷺ شجاع ترینِ مردمان بودند و بجہتِ

آشکارا کردنِ دینِ اسلام تا بچہ حد کوشش نمودہ اند واگر دراز داشتن سبلت چیزے بودی ایشاں نگاہ میداشتند چون نکو نبود (اے دراز کردن) اعراض کردند وسنتِ رسول ﷺ راباتمام وکمال بجا آوردند۔

اوران میں سے بعض مسلمان عقل جوی مونچھوں کے بال باریک لیتاہے، اس گمان پر کہ میں سنت بجالایاہوں، یہ بھی جہالت کی ایک قسم ہے ،اس لیے کہ سنتِ رسول ﷺ تمام بجالانی چاہیے تاکہ اس کے اسلام کا حکم پوراہو جائے، اور عقلمندوں کو معلوم ہے کہ اصحابِ رسول کریم ﷺ شجاع ترین لوگ تھے اور دینِ اسلام کو اشکارا (ظاہر) کرنے کی جہت سے انہوں نے کس حد تک کوشش کی۔ اور اگر مونچھوں کے کناروں کو لمبا رکھنا کوئی چیز ہوتی تو وہ ان کو محفوظ رکھتے جب اچھی نہ تھی (یعنی لمبی مونچھیں رکھنا) تو انہوں نے اعراض کیا، سنتِ رسول ﷺ کو تمام اور کمال طور پر بجالائے۔

(تذکرۃ الابرار والاشرار ص،۲۴۵،اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور ،ھدایۃ الابرار الیٰ طریقۃ الاخیار ،الفصل الثانی فی حرمۃ البقاء الشوارب ولزوم اخذھا،ص،۲۰،اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

علامہ نظام رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

وکان بعض السلف یترک سبالیہ وھما اطراف الشوارب کذافی الغرائب۔

اور بعض پہلے بزرگ لوگ مونچھوں کے کنارے چھوڑ دیتے تھے، جیسا کہ غرائب میں ہے۔

(عالمگیری کتاب الکراھیۃ،ج،۵،ص،۴۳۸،قدیمی کتب خانہ کراچی)

شیخ داؤد ابن یوسف حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ، اور علامہ نظام حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۱۶۱ھ لکھتے ہیں:

قالوا ولا باس بطول الشارب للغزاۃ لیکون اھیب فی عین العدو۔

اور مشائخ نے فرمایا کہ غازیوں کے لیے مونچھیں بڑھانے میں حرج نہیں ہے تاکہ دشمنوں کی آنکھوں میں ہیبت ناک معلوم ہوں۔

(الفتاوی الغیاثیۃ ،کتاب الاستحسان والکراھیۃ ،ص،۱۰۹ ،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ ،فتاویٰ عالمگیری ،کتاب الکراھیۃ ،الباب التاسع عشر ، ج ، ۵ ، ص ،۴۳۸،قدیمی کتب خانہ کراچی)

امام محمد غزالی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی،۵۰۵ اور علامہ زبیدی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی،۱۲۰۵، لکھتے ہیں:

(ولا بأس بترک سبالیہ وھما طرفا الشارب) عن یمین وعن شمال (فعل ذلک عمر) بن الخطاب رضی اللہ عنہ (وغیرہ) من الصحابۃ والتابعین منھم الحسن بن سالم کما فی القوت (لأن ذلک لایستر الفم) لبعدھما عنہ (ولا یبقی فیہ غمر الطعام) ای زفرہ (اذلا یصل الیہ) وقت الاکل۔

سبالیہ: چھوڑنے میں حرج نہیں اور وہ مونچھوں کے دونوں کنارے ہیں دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے،(بعض سلف کا یہ طریقہ تھا کہ وہ مونچھوں کا درمیانی حصہ خوب کٹوا دیتے اور مونچھوں کے آخری دونوں کنارے چھوڑ دیتے۔"قوت القلوب") حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ صحابہ اور تابعین یونہی کیا کرتے تھے، ان میں ابوالحسن بن سالم ہیں جیسا کہ قوت القلوب میں ہے، کیونکہ یہ سبالیہ نہ تو منہ کو ڈھانپتا ہے، دونوں کناروں کا منہ سے دور ہونے وجہ سے اور نہ ہی اس میں کھانے کی کوئی چیز رہ سکتی ہے، بلکہ کھاتے وقت وہاں تک پہنچتی ہی نہیں۔

(قوت القلوب، الفصل السادس والثواثون، ج، ۲، ص ۲۴۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء العلوم الدین، کتاب اسرار الطھارۃ ،القسم الثالث، ج، ۲، ص، ۶۵۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

مونچھوں کے دونوں کناروں کو باقی رکھنا مکروہ ہے

علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

واختلفوا اهل يقص طرفاه ايضا وهما المسميان بالسبالين ام يتركهما كما يفعله كثير من الناس ؟ قيل لا باس بترك سباليه فعل ذلک عمر وغيره ،وقيل كره بقاء السبال لما فيه من التشبه بالاعاجم بل بالمجوس واهل الكتاب۔(قال العراقی فی شرح التقريب)وهذا اولى بالصواب لما رواه ابن حبان فی صحيحه من حديث ابن عمر قال: ذكر رسول الله ﷺ المجوس فقال انهم يوفرون سبالهم ويحلقون لحاهم فخالفوهم۔

کیا مونچھوں کے دونوں کناروں کو بھی کاٹا جائے یا مونچھوں کے دونوں کناروں کو چھوڑ دیا جائے جیسا کہ اس کو بہت سے لوگ کرتے ہیں؟ ایک قول ہے کہ مونچھوں کے دونوں کناروں کو چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ نے کیا، اور ایک قول ہے کہ مونچھوں کے کناروں کو باقی رکھنا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں پارسیوں بلکہ مجوسیوں اور اہل کتاب (یہود، نصاریٰ) سے مشابہت ہے۔(علامہ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح التقریب میں فرمایا) اور یہ درستگی کے زیادہ قریب ہے، اس واسطے کہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو روایت کیا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجوس کا ذکر فرمایا: وہ اپنی مونچھوں کے کنارے بڑھاتے ہیں اور داڑھیاں مونڈتے ہیں تم ان کی مخالفت کرو۔

(منحة الخالق على البحر الرائق، ج،۳، ص، ۱۹ ،مكتبه رشيديه كوئٹه ،اتحاف السادة المتقين بشرح احياء العلوم الدين كتاب اسرار الطهارة ،القسم الثالث، ج، ۲، ص، ۶۵۱،۶۵۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

قال فكان ابن عمر يستقرض سبلته فيجزها كما تجز الشاة او البعير۔

فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی مونچھوں کے کناروں کو پکڑتے اور اس طرح مونڈتے تھے جیسا کہ بکری یا اونٹ کو مونڈا جاتا ہے۔

(شعب الایمان، ج،۵،ص، ۲۲۰،رقم:۶۴۴۸،فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب اللباس،باب قص الشارب،ج،۱۰، ۲۹۳،دار المعرفۃ بیروت)

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۲ھ،لکھتے ہیں:

واما الشارب فھو الشعر النابت علی الشفة العليا، واختلف فی جانبیه وھما السبالان فقیل ھما من الشارب فیشرع قصھما معه، وقیل من جملة شعر اللحية۔

اور شارب (مونچھیں) تو وہ اوپر والے ہونٹ پر اگنے والے بال ہیں، اور اس کے دونوں کناروں میں اختلاف ہے اور وہ "سبالان" ہیں تو ایک قول ہے کہ یہ دونوں مونچھوں میں داخل ہیں تو مونچھوں کے ساتھ ان دونوں کا کاٹنا مشروع ہے، ایک قول ہے کہ یہ دونوں منجملہ داڑھی کے بال ہیں۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب اللباس باب قص الشارب، ج،۱۰،ص،۲۹۳،دار المعرفۃ بیروت،منحة الخالق علی البحر الرائق کتاب الحج باب الجنایات،ج،۳،ص،۱۹،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

فعلی ھذا یحمل ما روی عن عمر ان ثبت انه یذھب الی الثانی۔

اسی بات پر وہ محمول ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو داڑھی کے زمرے میں لا کر چھوڑ دیا ہے۔

(منحة الخالق علی البحر الرائق،ج،۳،ص،۱۹،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

ولہٰذا مجاہدین کو لبیں بڑھانے کی اجازت ہوئی حالانکہ اوروں کو بالاتفاق مکروہ۔

(فتاویٰ رضویہ،ج،۲۲،ص،۵۹۲،رضا فاؤنڈیشن لاہور)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مونچھیں منڈواتے تھے

امام ابو جعفر طحاوی حنفی متوفی ۳۲۱ھ فرماتے ہیں:

وقدروی عن جماعۃ من المتقدمین ماحدثنا ابن ابی عقیل قال ثنا ابن وھب قال اخبرنی اسمٰعیل بن عیاش قال حدثنی اسمٰعیل بن ابی خالد قال رایت انس بن مالک و واثلۃ بن اسقع: یحفیان شواربھما ویعفیان لحھما ویصفّرانھا۔

متقدمین کی ایک جماعت سے مروی ہے حضرت اسمٰعیل بن ابی خالد فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ دیکھا کہ: وہ اپنی مونچھوں کو منڈواتے اور داڑھیوں کو بڑھاتے، اور انہیں (مہندی کے ذریعے) زرد کرتے تھے۔

(شرح معانی الآثار، کتاب الکراھۃ، ج، ۲، ص، ۳۰۸، مکتبہ حقانیہ ملتان)

قال اسمٰعیل وحدثنی عثمان بن عبید اللہ بن رافع المدنی قال رایت عبداللہ بن عمر وابا ھریرۃ وابا سعید الخدری وابااسید الساعدی ورافع بن خدیج وجابر بن عبداللہ وانس بن مالک وسلمۃ بن الاکواع: یفعلون ذلک۔

حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عثمان بن عبید اللہ بن رافع المدنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابواسید ساعدی، حضرت رافع بن خدیج، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت انس بن مالک اور حضرت سلمہ بن اکواع رضی اللہ عنہ کو دیکھا: وہ اسی طرح کرتے تھے۔

(شرح معانی الآثار، کتاب الکراھۃ، ج، ۲، ص، ۳۰۸، مکتبہ حقانیہ ملتان)

حدثنا محمد بن النعمان قال ثنا ابو ثابت قال ثنا عبدالعزیز بن محمد ان عثمان بن عبیداللہ بن ابی رافع قال رایت اباسعید الخدری وابااسید ورافع بن خدیج وسھل بن سعد وعبداللہ بن عمرو جابر بن عبداللہ واباھریرۃ: یحفون شواربھم۔

حضرت عثمان بن عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت ابوسعید خدری، ابواسید، رافع بن خدیج، سہل بن سعد، عبد اللہ بن عمر، جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا: وہ مونچھوں کو منڈواتے تھے۔

(شرح معانی الآثار، کتاب الکراھۃ، ج، ۲، ص، ۳۰۸، مکتبہ حقانیہ ملتان)

حدثنا بن ابی داؤد قال ثنا احمد بن عبداللہ بن یونس قال ثنا عاصم بن محمد عن ابیہ عن ابن عمر انہ: کان یحفی شاربہ حتی یری (فی روایۃ: ینظر) بیاض الجلد۔

حضرت عاصم بن محمد رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: وہ اپنی مونچھوں کو منڈواتے تھے حتیٰ کہ جلد کی سفیدی نظر آتی۔

(شرح معانی الآثار، کتاب الکراھۃ، ج، ۲، ص، ۳۰۷، مکتبہ حقانیہ ملتان، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب اللباس، باب قص الشارب، ج، ۲۲ ص، ۴۳، دارالفکر بیروت)

حدثنا بن ابی داؤد قال ثنا حامد بن یحی قال ثنا سفیان ان ابراھیم بن محمد بن حاطب قال رایت بن عمر: یحفی شاربہ۔

حضرت ابراہیم بن محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ: وہ اپنی مونچھوں منڈواتے تھے۔

(شرح معانی الآثار، کتاب الکراھۃ، ج، ۲، ص، ۳۰۸، مکتبہ حقانیہ ملتان)

حدثنا فهد قال ثنا محمد بن سعيد الاصبهانی قال شريک ان عثمان بن ابراهيم الحاطبی قال رايت ابن عمر: يحفی شاربه وانه ينتفه۔

حضرت عثمان بن ابراہیم حاطبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ: آپ مونچھوں کو منڈواتے تھے، گویا ان کو اکھیڑتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الادب، ج، ۸، ص، ۳۷۷، ادارۃ القران والعلوم الاسلامیۃ کراتشی، شرح معانی الآثار، کتاب الکراھۃ، ج، ۲، ص، ۳۰۸، مکتبہ حقانیہ ملتان)

عن عثمان بن ابراهيم بن ابراهيم بن محمد بن حاطب قال رأيت عبدالله بن عمر: قد احفی شاربه حتی كانه نتفه۔

عثمان بن ابراہیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا: انہوں نے اپنی مونچھوں اتنا مونڈا ہوا تھا کہ جیسے نوچا ہو۔

(ابن عساکر، شعب الایمان، ج، ۱۳، ص، ۵۸۷، رقم: ۲۱۷۶، طبقات ابن سعد، ج، ۴، ص، ۱۷۶، زادالمعاد، ج، ۱، ص، ۱۷۱، تاریخ دمشق، ج، ۳۸، ص، ۳۱۵، رقم: ۴۵۷۳)

حدثنا ابن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا شعبة ان عبدالله بن دينار عن ابن عمر: انه كان يحفی شاربه۔

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ: مونچھوں کو منڈواتے تھے۔

(شرح معانی الآثار، کتاب الکراھۃ، ج، ۲، ص، ۳۰۸، مکتبہ حقانیہ ملتان)

حدثنا يونس قال ثنا عبدالله بن يوسف ان ابن لهيعة ان عقبة بن مسلم قال: ما رايت احدا اشد احفاء شاربه من ابن عمر كان يحفيه حتی ان الجلد ليری۔

حضرت عقبہ بن مسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو مونچھیں صاف کرنے والا نہیں دیکھا، آپ منڈواتے حتیٰ کہ چمڑے کی سفیدی دیکھائی دیتی۔

(شرح معانی الآثار، کتاب الکراھۃ، ج، ۲، ص، ۳۰۸، مکتبہ حقانیہ ملتان)

حدثنا كثير بن هشام عن جعفر بن برقان عن حبيب قال: رايت ابن عمر: قد جزّ شاربه كانه قد حلقه۔

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اپنی مونچھوں کو صاف کیا ہوا ہے گویا کہ ان کو مونڈوایا ہوا ہو۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الادب، ج، ۸، ص، ۳۷۷، ادارۃ القران والعلوم الاسلامیۃ کراتشی)

ابو بکر الاثرم من طریق عمر بن ابی سلمة عن ابیه قال رأیت ابن عمر: یحفی شاربه حتی لا یترک منه شیأ۔

امام ابو بکر بن اثرم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بطریق عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن ابیہ روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیکھا کہ: وہ اپنی مونچھوں کو اتنا مونڈتے، یہاں تک کہ اس میں سے کچھ نہ چھوڑتے تھے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب اللباس، باب قص الشارب، ج، ۱۰، ۲۸۱، دار المعرفة بیروت)

عن عبداللہ بن عمر قال: أمرنا أن نبشر الشوارب بشرا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: ہمیں مونچھیں مونڈ کر کھال ظاہر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبه، ج، ۸، ص، ۳۷۸، رقم: ۱۵۵۵، ادارة القرآن و العلوم الاسلامية کراتشی)

عن نافع قال قیل لابن عمر انک تحفی شاربک قال رأیت رسول اللہ ﷺ یفعله۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ اپنی مونچھیں مونڈتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

(دار قطنی فی الافراد، ومعجم کبیر طبرانی، ج، ۱۱ ص، ۳۱۵، رقم: ۲۹۱، واطراف الغرائب ولافراد، ج، ۳، ص، ۴۷۲، رقم: ۳۳۱۳، طبقات الکبریٰ، ابن سعد: رقم: ۱۱۵۲)

أخبرنا عبیداللہ بن عمر عن سعید المقبری عن ابن جریج: أنه قال لابن عمر: رأتک تحفی شاربک؟ قال: رأیت النبی ﷺ یحفی شاربه۔

حضرت جریج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں نے آپ کو اپنی مونچھیں مونڈتے دیکھا ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی مونچھیں مونڈتے دیکھا ہے۔

(طبقات ابن سعد، ج، ۱، ص، ۳۳۹، سلسلة الاحادیث الضعیفة و الموضوعة، ج، ۱۱، ص، ۳۹۸، مکتبة المعارف الریاض)

حدثنا سفیان عن محمد بن عجلان عن عبیداللہ بن ابی رافع قال رایت اباسعید و رافع بن خدیج و سلمة ابن الاکوع و ابن عمر و جابر بن عبداللہ و ابا اسید: ینهکون شواربهم کالحلق۔

حضرت عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ابو سعید اور رافع بن خدیج اور سلمہ بن اکوع اور ابو اسید رضی اللہ عنہ کو دیکھا: وہ اپنی مونچھوں کو مونڈنے کی طرح کاٹنے میں مبالغہ کرتے تھے۔

(العلل لابن ابی حاتم ،ج،۱،ص،۲۲۷۶،رقم:۲۲۲۳،سنن الکبریٰ للبیھقی ،ج،۱،ص،۱۵۱،رقم:۷۱۷،معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم ،ج،۴،ص،۲۱۴،رقم:۱۳۸۸،مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الادب،ج،۸،ص،۳۷۷،ادارۃ القران والعلوم الاسلامیۃ کراتشی،فتح الباری،کتاب اللباس،باب قص الشارب،ج،۱۰،ص،۲۹۴،المکتبۃ الاسلامیۃ،دار المعرفۃ بیروت)

عبدا الاعلی عن ھشام عن الحسن و محمد: انھما کانا یحفیان شواربھما۔

عبد الاعلیٰ از ہشام از حسن اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ: وہ دونوں اپنی مونچھوں کو مونڈتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الادب،ج،۸،ص،۳۷۷،ادارۃ القران والعلوم الاسلامیۃ کراتشی)

اخرجہ الطبری من طرق عن عروۃ و سالم و القاسم و ابی سلمۃ: انھم یحلقون شواربھم۔

طبری نے عروہ، سالم، قاسم اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی اسناد سے لکھا ہے: وہ اپنی مونچھوں کو مونڈتے تھے۔

(فتح الباری،کتاب اللباس،باب قص الشارب،ج،۱۰،ص،۲۹۴،المکتبۃ الاسلامیۃ،دار المعرفۃ بیروت)

امام محمد بن محمد غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

نقل عن الصحابۃ: نظر بعض التابعین الی رجل احفی شاربہ فقال: ذکرتنی اصحاب رسول اللہ ﷺ۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ کسی تابعی نے کسی کو دیکھا کہ اپنی مونچھوں کو مونڈا ہوا ہے، فرمایا کہ تو نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی یاد دلائی۔

(اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء العلوم الدین،کتاب اسرار الطھارۃ،القسم الثالث،ج،۲،ص،۶۵۰،دار الکتب العلمیۃ بیروت)

شیخ ابوطالب محمد بن عطیہ حارثی المکی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۸۶ھ لکھتے ہیں:

وقد کان کثیر من أصحاب رسول اللہ ﷺ یحفی شاربہ۔ونظر بعض التابعین الی رجل أحفی شاربہ۔فقال: ذکرتنی أصحاب رسول اللہ ﷺ قال: فقلت ھکذا کانوا یحفون شواربھم؟ فقال نعم و أشد من ھذا کالحلق۔

جناب رسول اللہ ﷺ کے بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مونچھوں کو خوب طرح کٹوادیتے۔ایک تابعی نے ایک آدمی کو جس کی مونچھیں خوب اچھی طرح کٹی ہوئی تھیں، فرمایا: تو نے مجھے جناب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یاد تازہ کرادی۔راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: کیا وہ اپنی مونچھوں کو خوب صاف کرا لیتے تھے؟ فرمایا: ہاں، اور اس سے بھی خوب تر جیسے مونڈ رکھی ہوں۔

(قوت القلوب،الفصل السادس والثلاثون،ج،۲،ص،۲۴۱،دار الکتب العلمیہ بیروت)

مونچھیں منڈانے میں جو فضیلت ہے وہ کاٹنے میں نہیں ہے

امام ابو جعفر طحاوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۲۱ھ فرماتے ہیں:

فھولاء اصحاب رسول اللہ ﷺ قد کانوا یحفون شواربھم وفیھم ابوھریرۃ وھو ممن روینا عنہ عن رسول اللہ ﷺ انہ قال: من فطرۃ قص الشارب فدل ذلک ان قص الشارب من الفطرۃ وھو مما لا بد منہ وان ما بعد ذلک من الاحفاء ھو افضل وفیہ من اصابۃ الخیر لیس فی القص۔

تو یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو مونچھوں کو منڈواتے تھے اور ان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں جو ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا تو آپ نے فرمایا: مونچھوں کو کٹوانا فطرت سے ہے، تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ مونچھوں کا کاٹنا فطرت سے ہے اور یہ ضروری بات ہے اور اس کے بعد منڈوانا افضل ہے، اور اس میں وہ فضلیت ہے جو کاٹنے میں نہیں ہے۔

(شرح معانی الآثار، کتاب الکراھۃ، ج، ۲، ص، ۳۰۸، مکتبہ حقانیہ ملتان)

حضرت امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۲۱ھ فرماتے ہیں:

فذھب قوم من اھل المدینۃ الی ھذا الاثار واختاروا لھا قص الشارب علی احفائہ وخالفھم فی ذلک آخرون فقالوا بل تستحب احفاء الشوارب ونراہ افضل من قصھا واحتجوا فی ذلک بما حدثنا محمد بن علی بن محرز قال ثنا یحی بن ابی بکر قال ثنا الحسن بن صالح عن سماک بن حرب عن عکرمۃ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ ﷺ یجز شاربہ وکان ابراھیم ﷺ یجز شاربہ۔

اہل مدینہ میں سے ایک جماعت ان روایات کی طرف گئی ہے اور انہوں نے مونچھوں بالکل صاف کرنے پر کاٹنے کو ترجیح دی ہے لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ مونچھوں کو منڈوانا مستحب ہے اور ہمارے خیال میں یہ کٹوانے سے افضل ہے انہوں نے اس سلسلے میں اس طرح استدلال کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ اپنی مونچھوں کو منڈواتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اپنی مونچھوں کو منڈواتے تھے۔

(شرح معانی الآثار، کتاب الکراھۃ، ج، ۲، ص، ۳۰۷، مکتبہ حقانیہ ملتان)

علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

فقال الطحاوی ذھب قوم من اھل المدینۃ الی ان قص الشارب ھو المختار علی احفاء قلت اراد بالقوم ھؤلاء سالم او سعید بن المسیب وعروہ بن الزبیر وجعفر بن الزبیر وعبداللہ بن عبداللہ بن عتبۃ وابابکر بن عبدالرحمن بن الحارث فانھم قالوا المستحب ھو ان یختار قص الشارب علی احفائہ والیہ ذھب حمید بن ھلال والحسن البصری ومحمد بن سیرین وعطاء بن ابی رباح وھو

مذهب مالک ایضا وقال عیاض ذهب کثیر من السلف الی منع الحلق والاستئصال فی الشارب وهو مذهب مالک ایضا وکان یری حلقه مثلة ویامر بادب فاعله وکان یکره ان یاخذ من اعلاه والمستحب ان یاخذ منه حتی یبدو الاطار وهو طرف الشفة وقال الطحاوی وخالفهم فی ذلک آخرون فقالوا ابل یستحب احفاء الشوارب ونراه افضل من قصها قلت اراد بقوله الآخرون جمهور السلف منهم اهل الکوفة ومکحول ومحمد بن عجلان ونافع مولی ابن عمر وابو حنیفة وابو یوسف ومحمد رضی اللہ عنہم فانهم قالوا االمستحب احفاء الشارب وهو افضل من قصها وروی ذلک عن فعل ابن عمر وابی سعید الخدری ورافع بن خدیج وسلمة بن اکوع وجابر بن عبداللہ وابی اسید وعبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وذکر ذلک کله ابن ابی شیبة باسنادهم الیهم۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے کہ بعض اہل مدینہ کے نزدیک مونچھیں ترشوانا"احفاء"(بہت زیادہ کاٹنے)سے زیادہ پسندیدہ ہے۔میں (علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ)کہتاہوں ان لوگوں سے مراد سالم،سعید بن المسیب،عروہ بن زبیر،جعفر بن زبیر،عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ اور ابو بکر بن عبدالرحمن بن حارث رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ مونچھوں کے مونڈنے پر مونچھوں کے کاٹنے کو اختیار کرنا مستحب ہے،اور وہ حمید بن ہلال،حسن بصری،محمد بن سرین،عطاء بن ابی رباح اور امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی مذہب ہے۔اور عیاض نے فرمایا سلف میں سے کثیر لوگوں کا مذہب مونچھوں کو مونڈنے اور جڑ سے ختم کرنے سے منع کا ہے اور امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے اورامام مالک مونچھیں منڈوانے کو مثلہ قرار دیتے تھے،اور مونچھیں مونڈنے والے کو سزا دینے کا حکم دیتے تھے اوراس کے اوپر سے کاٹنے کو مکروہ قرار دیتے تھے۔اور مونچھیں کاٹنا مستحب ہے حتی کہ ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہو جائے۔اور امام طحاوی نے فرمایا:اور دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے فرمایا کہ مونچھوں کو منڈوانا مستحب ہے اور ہمارے خیال میں یہ کٹوانے سے افضل ہے۔میں کہتا ہوں کہ طحاوی کے قول الآخرون سے مراد جمہور سلف ہیں،جن میں اہل کوفہ،مکحول،محمد بن عجلان،حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نافع،امام ابو حنیفہ،امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ پس انہوں نے فرمایا:مونچھوں کو مونڈنا مستحب(یعنی سنت)ہے اور یہ کاٹنے سے افضل ہے۔یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے فعل سے،ابو سعید خدری،حضرت رافع بن خدیج،حضرت سلمہ بن اکوع،حضرت جابر بن عبد اللہ ،حضرت ابو اسید اور حضرت عبد اللہ بن عمر رحمہم اللہ تعالیٰ سے مروی ہے،اس تمام کو ابن ابی شیبہ نے اپنی سند کے ساتھ ان کے عمل کو روایت کیاہے۔

(عمدۃالقاری،کتاب اللباس،باب قص الشارب،الجزء الثانی والعشرون،ج،۲۲،ص،۴۴،دارالفکر بیروت)

حلق کی لغوی تحقیق

الحلق:الازالة،یقال:حلق رأسه حلقاوتحلاقااذاأزال شعره۔

حلق:کا معنی ہے،زائل کرنا،اس نے اپنے سر کا حلق کیا،اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ اپنے بالوں کوزائل کر دے۔یعنی مونڈ کر ختم کر دے۔

(القاموس المحیط)

احفاء، کے معنی کی لغوی تحقیق

علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

احفاء:أحفیت الشارب أخذتہ أخذاً متناھیاً۔

احفاء:احفیت الشارب۔ کا معنی ہے، میں نے مونچھوں کو انتہا سے کاٹا۔یعنی مونڈ دیا۔

(معجم مفردات الفاظ القرآن، ص، ۱۲۴، میر محمد کتب خانہ کراچی)

علامہ زبیدی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

حفا(شاربہ)حفوا:(بالغ فی أخذہ)و الزق جزّہ،(کأحفاہ)،ومنہ الحدیث:"أمر أن تحفی الشوارب وتعفی اللحی"أی یبالغ فی قصھا۔وفی بعض الآثار:"من أحفی شاربیہ نظر اللہ الیہ"۔وبہ تمسک الصوفیۃ فی احفاء الشوارب۔

حفا شاربہ حفوا: کا معنی ہے اس نے اپنی مونچھیں کاٹنے میں مبالغہ کیا۔اور حدیث شریف میں ہے:ان تحفی الشوارب۔یعنی مونچھیں کاٹنے میں مبالغہ کرنا۔اور آثار میں ہے:جس شخص نے اپنی مونچھوں کو کاٹنے میں مبالغہ کیا یعنی مونڈ دیا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر فرمائے گا ۔اور اس سے صوفیاء نے مونچھیں مونڈانے کے بارے میں استدلال کیا۔

(تاج العروس،ج۳۷،ص،۲۲۶،دار الکتب العلمیہ بیروت)

الاحفاء:الاستئصال،یقال:أحفی الرجل شاربہ اذا بالغ فی أخذہ وقصہ۔

احفاء: کا معنی ہے، استئصال کرنا یعنی جڑ سے اکھاڑ کر ختم کرنا، مرد نے اپنی مونچھوں کا احفاء کیا،اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ مونچھوں کے کاٹنے میں مبالغہ کرے۔

(لسان العرب،المصباح المنیر)

استیصال: کا معنی ہے، بیخ کنی کرنا۔جڑ سے اکھیڑنا۔

(جامع حسن اللغات،فارسی اردو،ص،۴۲،اورینٹل بک سوسائٹی گنپت روڈ لاھور،لغات کشوری،ص،۲۲،میر محمد کتب خانہ کراچی،فیروز اللغات، اردو،جامع،۹۵،فیروز سنز،لاھور،راولپنڈی،کراچی)

استیصال: کا معنی ہے، جڑ سے اکھاڑنا،تباہ کرنا۔

(فیروز اللغات،فارسی اردو،۴۸،فیروز سنز،لاھور،راولپنڈی،کراچی)

احفاء: بروت رابسیار گرفتن۔

احفاء: کا معنی ہے، مونچھوں کو بہت زیادہ دور کرنا۔ یعنی مونچھوں کو کاٹنے میں خوب مبالغہ کرنا۔

(منتخب اللغات، ص،۸، میر محمد کتب خانہ کراچی)

امام جلال الدین سیوطی، شافعی، رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی،۹۱۱ھ، اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، رحمہ اللہ تعالیٰ، حنفی متوفی،۱۲۵۲ھ، لکھتے ہیں:

قال فی النهایة: احفاء الشوارب أن یبالغ فی قصها۔

"النہایہ" میں ہے: احفاء الشوارب کا مطلب ہے کہ مونچھوں کو کاٹنے میں خوب مبالغہ کیا جائے۔

(مجموعه رسائل سیوطی، بلوغ المآرب فی قص الشوارب، ج، ۱، ص، ۱۲۴، دار الاخلاص لاهور، الفتاویٰ تنقیح الحامدیة، ج، ۲، ص، ۳۶۳، المکتبة الحبیبیة، کوئٹه)

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ "واحفوا الشوارب" کے تحت لکھتے ہیں:

ای بالغ فی جزه۔ قیل: الاحفاء قریب من الحلق۔

یعنی اس کے کاٹنے میں خوب مبالغہ سے کام لینا۔ بعض نے کہا ہے کہ "احفاء" حلق (مونڈنے) کے قریب ہے۔ (یعنی اتنا کاٹنا کہ وہ حلق معلوم ہو)۔

(مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح، ج،۸، ص، ۲۷۳، مطبوعه المکتبه الرشیدیه کوئٹه)

علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

یقال احفیٰ شعره اذا استاصله حتی یصیر کالحلق۔

اس نے اپنے بالوں کا احفاء کیا، اس وقت کہا جاتا ہے جب ان کو جڑ سے ختم کر دیا جائے یہاں تک کہ مونڈنے کی طرح ہو جائے۔

(عینی عمدة القاری شرح البخاری، کتاب اللباس، باب قص الشارب، ج، ۱ الجزء الثانی والعشرون، ۲۲، ص، ۴۳، دار الفکر بیروت)

امام محمد بن محمد غزالی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

وفی لفظ آخر: "احفوا" وهذا یشعر بالاستئصال۔

ایک روایت میں "احفوا" ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (مونچھوں کو) جڑ سے اکھاڑنا مقصود ہے۔

(اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء العلوم الدین، ج، ۲، ص، ۶۴۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

امام محمد بن محمد غزالی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

الاحفاء القریب من الحلق۔

احفاء مونڈنے کے قریب ہے۔

(اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء العلوم الدین، ج، ۲، ص، ۶۵۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

شیخ ابو طالب محمد بن عطیہ حارثی المکی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۸۶ھ **"احفوا الشوارب"** کے تحت لکھتے ہیں:

والاحفاء: ھو الاستئصال۔

"احفاء" کا معنی یہ ہے کہ انہیں جڑ سے ختم کرنا ہے۔

(قوت القلوب، ج، ۲، ص، ۲۴۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

الاحفاء: الاستقصاء۔

احفاء: کا معنی ہے۔ **استقصاء۔**

(الصحاح، ج، ۵، ص، ۱۳۷۴، دار الاحیاء التراث العربی بیروت، فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب اللباس، ج، ۱۱، ص، ۲۹۴، دار الکتب العلمیہ بیروت)

احفاء و احفی شاربہ، ای استقصی فی اخذہ و الزق جزہ۔

احفاء و احفی شاربہ، اس نے اپنی مونچھوں کا احفاء کیا، یعنی وہ اپنی مونچھوں کے کاٹنے میں انتہا کو پہنچ گیا۔

(الصحاح، ج، ۵، ص، ۱۳۷۵، ۱۳۷۴، دار الاحیاء التراث العربی بیروت)

استقصاء: کا معنی ہے، انتہائی کوشش کرنا۔ پوری کوشش کرنا۔

(فیروز اللغات، اردو، جامع، ۹۴، فیروز سنز، لاھور، راولپنڈی، کراچی)

استقصاء: کا معنی ہے، کوشش تمام کرنا۔ اور کسی چیز کی انتہا کو پہنچنا۔

(لغات کشوری، ص، ۲۰، میر محمد کتب خانہ کراچی)

استقصاء: کا معنی ہے، بہت کوشش کرنا۔ کسی چیز کی انتہا کو پہنچنا۔

(جامع حسن اللغات،فارسی اردو،ص، ۱۰۴،اورینٹل بک سوسائٹی گنپت روڈ لاہور)

نھک، کے معنی کی لغوی تحقیق

علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

النھک: المبالغۃ۔"أنھکوا"أی: بالغوا فی القص، والنھک: المبالغۃ۔

نھک: کا معنی ہے، مبالغہ کرنا۔"انھکوا"یعنی: (مونچھیں) کاٹنے میں مبالغہ کرو۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ،کتاب اللباس ،ج،۲۲،ص،۷۳،دارالکتب العلمیہ بیروت،بریقۃ محمودیۃ فی شرح طریقۃ محمدیۃ ،ج،۴،ص،۱۷۴،مکتبۃ العلوم الدینیۃ کوئٹہ،الوسیلۃ الاحمدیۃ والذریعۃ السرمدیۃ فی شرح الطریقۃ المحمدیۃ علی ھامش بریقہ،ج،۴،ص،۱۷۴،مکتبۃ العلوم الدینیۃ کوئٹہ)

علامہ زبیدی حنفی، رحمہ اللہ تعالیٰ، لکھتے ہیں:

النھک: المبالغۃ فی کل شیء۔

نھک: کا معنی ہے کہ ہر چیز میں مبالغہ کرنا۔

(تاج العروس،۲۷،ص،۲۲۷،دار الکتب العلمیہ بیروت)

نھک: کا معنی ہے فنا کرنا۔

(لغات الحدیث، کتاب"ن"،ج، ۱۷۱، ۴،میر محمد کتب خانہ کراچی)

انھکوا الشوارب: مونچھوں کو خوب کاٹو۔

(لغات الحدیث، کتاب"ن"،ج، ۱۷۲، ۴،میر محمد کتب خانہ کراچی)

حافظ الحدیث علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی، رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

والنھک: المبالغۃ فی الازالۃ۔

نھک: (مونچھوں کے بالوں کو) دور کرنے، زائل کرنے، مٹانے میں مبالغہ کرنا۔

(فتح الباری شرح صحیح البخای، کتاب اللباس،ج، ۱۱،ص، ۲۹۴،دار الکتب العلمیہ بیروت)

جز:کے لغوی معنی کی تحقیق

حافظ الحدیث علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی، رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

الجزّ: وھو قص الشعر والصوف الی ان یبلغ الجلد

"**الجز**" وہ بالوں اور اون کو اس حد تک کاٹنا کہ وہ جلد تک پہنچ جائے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخای، کتاب اللباس، ج، ۱۱، ص، ۲۹۴، دار الکتب العلمیہ بیروت)

قص، کے معنی کی لغوی تحقیق

القص: أصل القص القطع، یقال: قصصت ما بینھما أی: قطعت، و قص الشعر قطعه، و أخذه بالمقص۔

قص: کا معنی ہے، قص کی اصل قطع یعنی کاٹنا ہے، کہا جاتا کہ میں نے ان دونوں کے درمیان کو کاٹ دیا یعنی: میں نے قطع کیا، بالوں کا قص ان کا قطع کرنا ہے، اور ان کو قینچی کے ساتھ کاٹا۔

(القاموس المحیط)

والطرّ کا لغوی معنی

شیخ ابو طالب محمد بن عطیہ حارثی مکی، رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی ۳۸۶ھ، علامہ زبیدی حنفی، رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں:

والطرّ: أن یؤخذ من فوق الشارب و من تحته حتی یستدق۔

مونچھوں کو اوپر اور ان کے نیچے سے کاٹنا یہاں تک کہ باریک ہو جائیں۔

(قوت لقلوب، ج، ۲، ص، ۲۴۱، دار الکتب العلمیہ بیروت، اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء العلوم الدین، کتاب اسرار الطھارۃ، القسم الثالث، ج، ۲، ص، ۶۵۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

سبالتان کا لغوی معنی

السبالتان طرفا الشارب۔ سبالہ کہتے ہیں مونچھ کے کنارے کو۔ (جو لب کے دونوں طرف ہوتا ہے اس کا کتروانا مستحب ہے، اگر نہ کترائے تو بھی کچھ قباحت نہیں ہے کیونکہ وہ منہ کو نہیں چھپاتا نہ کھانے کی چکنائی ان میں لگتی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سبالہ رکھتے تھے اس کو نہیں کترتے تھے)

(لغات الحدیث، کتاب "س"، ج،۲، ص،۳۴، میر محمد کتب خانہ کراچی)

ہروی نے کہا سبالہ وہ بال ہیں: جو نیچے کے جبڑے کے تلے ہوتے ہیں سبلہ داڑھی کے سامنے کے حصے کو اور جو داڑھی سینہ پر لٹکی ہو اس کو بھی کہتے ہیں

(لغات الحدیث، کتاب "س"، ج،۲، ص،۳۳، میر محمد کتب خانہ کراچی)

مونچھیں منڈانے کے متعلق احادیث کی شرح

حافظ الحدیث علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے:

واما القص فھو الذی فی اکثر الاحادیث کما ھنا وفی حدیث عائشۃ وحدیث انس کذلک کلاھما عند مسلم وکذا حدیث حنظلۃ عن ابن عمر فی اول الباب وورد الخبر بلفظ الحلق وھی روایۃ النسائی عن محمد بن عبداللہ بن یزید عن عینیۃ بسند ھذا الباب رواہ جمھور اصحاب بلفظ القص وکذا سائر روایات عن شیخہ الزھری ووقع عندا النسائی من طریق سعید المقبری عن ابی ھریرۃ بلفظ تقصیر الشارب نعم وقع الامر بمایشعر بان روایۃ الحلق محفوظۃ کحدیث العلاء بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن ابی ھریرۃ عند مسلم بلفظ "جزوا الشوارب" وحدیث ابن عمر المذکور فی الباب الذی یلیہ بلفظ "احفوا الشوارب" وفی الباب الذی یلیہ بلفظ "انھکواالشوارب" فکل ھذہ الالفاظ تدل علی ان المطلوب المبالغۃ فی الازالۃ لان الجز وھو بالجیم والزای الثقیلۃ قص الشعر والصوف الی ان یبلغ الجلد والاحفاء بالمھملۃ والفاء الاستقصاء ومنہ حتی احفوہ بالمسئلۃ قال ابو عبید الھروی معناہ الزقوا الجز بالبشرۃ وقال الخطابی ھو بمعنی الاستقصاء والنھک باالنون والکاف المبالغۃ فی الازالۃ۔

لفظ "قص" اکثر احادیث میں مروی ہے جیسا کہ یہاں مذکور ہے، امام مسلم کی دو روایات حضرت عائشہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی "قص" مذکور ہے اس باب کی ابتداء میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں بھی "قص" ہے اور امام نسائی نے حلق (مونڈنا) کی روایت اپنی سند سے ابن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی ہے وہ سند باب کی ابتداء میں محمد بن عبد اللہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دیگر اصحاب، جمہور اصحاب ابن عیینہ نے "قص" ذکر کیا ہے اور اس کے شیخ امام زہری سے جو روایات ہیں ان میں بھی "قص" ہی مذکور ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ "حلق" کی روایت محفوظ ہے، علاء بن عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی طرح، انہوں اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مسلم کے الفاظ ہیں "جزواالشوارب" اور باب کی ابتداء میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ "احفوا الشوارب" اور آئندہ باب میں آرہا ہے اس میں ہے "انھکواالشوارب"۔ اور یہ تمام عبارات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان سے مقصود بالوں کو کاٹنے میں مبالغہ کرنا ہے، کیونکہ اور "الجز" جیم اور زاء ثقیلہ کے ساتھ، بالوں اور اون کو اس حد تک کاٹنا کہ وہ جلد تک پہنچ جائے اور "احفاء" حاء مہملہ اور فاء کے ساتھ، بالوں کو اکھاڑنے میں شدید مبالغہ کو

کہتے ہیں اور امام ابو عبید اللہ الہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اتنا کاٹو کہ چمڑا ظاہر ہو جائے اور امام خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے مراد بالوں کو اکھاڑنے اور صاف کرنے میں مبالغہ کرنا ہے۔ اور "نہک" نون اور کاف کے ساتھ، بالوں کے ازالہ میں مبالغہ کرنا ہے۔

(احفاء، انہاک، تقصیر، حلق، ان تمام الفاظ کا مفہوم بنتا ہے اوپر والے ہونٹ پر اگنے والے بالوں کے ازالہ میں خوب مبالغہ کرے)

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب قص الشارب، ج ۱۰، ص ۲۹۳، دار المعرفۃ بیروت)

علامہ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۲ھ، علامہ شیخ قاری علی بن سلطان محمد القاری النقشبندی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

(وقص الشارب)، وهو الشعر النابت على طرف الشفة العليا، وللنسائي "وحلق الشارب" وله ايضا "تقصير الشارب"۔ وقال النووي: المختار في قص الشارب ان يقصه حتى يبدو طرف الشفة ولا يحفيه، واما رواية احفوا فمعناها ازيلوا ما طال على الشفتين۔ وقال القرطبي: "قص الشارب" ان ياخذ ما طال على الشفة بحيث لا يوذي الآكل، ولا يجتمع فيه الوسخ۔ وقال والجز والاحفاء هو القص المذكور وليس بالاستئصال عند مالك، وذهب الكوفيون اي بعضهم الى انه الاستئصال، وذهب الطبري الى التخيير في ذلك فقال: ذكر السنة على الامرين ولا تعارض، فان القص يدل على اخذ البعض، والاحفاء يدل على اخذ الكل وكلاهما ثابت۔ وقال العسقلاني: ورجح ذلك ثبوت الامرين في الاحاديث المرفوعة۔ كذا حققه السيوطي۔

وقص الشارب: اس سے مراد وہ بال ہیں جو اوپر والے ہونٹ کے کنارے اگتے ہیں۔ نسائی کی روایت میں "حلق الشارب" "مونچھیں مونڈنا" بھی ہے اور ایک روایت "تقصیر الشارب" کے الفاظ بھی ہیں۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ "قص الشارب" کے بارے میں قول مختار یہ ہے کہ مونچھوں کے بال اس طرح کاٹے کہ ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہو جائے۔ لیکن "احفاء" نہ کرے۔ البتہ جو روایت "احفوا" تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ہونٹوں سے آگے بڑھے ہوئے بالوں کو کاٹ ڈالو۔ امام قرطبی فرماتے ہیں "قص الشارب" یہ ہے کہ ہونٹوں سے آگے بڑھے ہوئے بالوں کو تراشا جائے اس طور پر کہ کھانے والے کو تکلیف نہ دیں اور نہ ہی اس میں میل کچیل جمع ہو اور فرمایا کہ "احفاء" سے مراد بھی یہی "قص" مذکور ہے۔ اور امام مالک کے ہاں اس سے مراد "استیصال" (جڑوں سے ختم کرنا) نہیں ہے۔ اور بعض کوفیوں کا مسلک یہ ہے کہ اس سے مراد استئصال (جڑوں سے ختم کرنا) ہے۔ امام طبری اس میں تخیر (دونوں میں اختیار) کے قائل ہیں، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ اہل لغت نے ذکر کیا ہے کہ "احفاء" کا معنیٰ "استئصال (جڑوں سے ختم کرنا) ہے۔ اور "نہک" بھی اسی طرح ہے "نہک" نون اور کاف کے ساتھ ہے۔ اس (بال دور کرنے) میں مبالغہ ہے۔ سنت کی دلالت ان دونوں امور پر ہے اور ان دونوں میں تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ "قص" بعض بالوں کے ختم کرنے پر دلالت کرتا ہے جب کہ "احفاء" سب بالوں کے ختم کرنے پر دلالت کرتا ہے اور دونوں ثابت ہیں اور عسقلانی

فرماتے ہیں کہ احادیث مرفوعہ میں ان دونوں امور کے ثبوت کو ترجیح حاصل ہے۔اسی طرح امام سیوطی نے (اپنے رسالہ،بلوغ المآرب فی قص الشوارب، میں) تحقیق کی ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری ،کتاب اللباس ،باب قص الشارب ،ج،۲۹۳۔۲۹۶۴،۱۰ ملخصاً،دارالمعرفۃ بیروت،مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،کتاب اللباس،باب الترجل،ج،۸،ص،۲۷۲،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ سید محمد بن محمد حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ اس روایت کے تحت لکھتے ہیں:

والیہ ذھب ابن عمر،وبعض التابعین،وھو قول الکوفیین واکثر الصوفیۃ،حتی قال بعضھم من احفی شاربیہ نظر اللہ علیہ۔

اور یہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض تابعین کا مذہب ہے اور کوفیوں اور اکثر صوفیاء کا قول ہے، حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے فرمایا: جس شخص نے اپنی مونچھوں کو مونڈا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر فرمائے گا۔

(اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء العلوم الدین،ج،۲،ص،۶۴۹،دارالکتب العلمیۃ بیروت)

علامہ احمد قسطلانی،رحمہ اللہ تعالیٰ،متوفی،۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

اکثر احادیث میں "قص" ہے،نسائی نے "حلق" اور "تقصیر" روایت کیا ہے مسلم نے "جز" اور "قص" روایت کیا،امام بخاری نے اس باب میں "قص" اور اگلے باب میں "نھک" روایت کیا ہے،جن سے مقصود ازالہ میں مبالغہ ہے "احفاء" کا معنی ازالہ اور استقصاء یعنی بال کاٹنے میں انتہاء کو پہنچنا،انہاک کا معنی ہے مبالغہ فی الازالہ ہے یعنی بال زائل کرنے میں مبالغہ کرنا۔"جز" کا معنی اتنا کم کرنا کہ چمڑا نظر آئے۔

(ارشادالساری،ج،۸،ص،۴۶۲)

امام محمد بن خلیفہ وشتانی ابی مالکی،رحمہ اللہ تعالیٰ،متوفی،۸۲۷،یا،۸۲۸ھ اور امام محمد بن یوسف سنوسی حسینی،رحمہ اللہ تعالیٰ،متوفی لکھتے ہیں:

(قص الشارب)وفی الآخر "واحفاء الشارب" وفی الآخر "جز الشارب" وفی البخاری "انھکوا الشوارب" (ع)قال الکوفیون:وکثیر من السلف یستأصل شعر الشارب لظاھر ھذا الألفاظ،وأباہ مالک وکثیر،وکان مالک رحمہ اللہ یری حلقہ مثلۃ یؤدب فاعلہ۔وفسرت ھذہ الألفاظ بالأخذ منہ حتی یبدو الاطار وھو طرف الشفۃ وخیر بعض العلماء بین الفعلین۔قلت:لیس فی ھذہ الألفاظ ماھو نص فی استئصالہ بالموسی والمشترک بین جمیعھا التخفیف والتخفیف أعم من أن یکون بالأخذ من طول الشعر أو من مساحتہ،والألفاظ ظاھرۃ فی أنہ من الطول۔وروی أن عمر رضی اللہ عنہ کان اذا اھمہ أمر جعل یفتل شاربہ،وھو یقتضی أنہ لم یکن یأخذ طولہ۔واذا کان القصد انما ھو التخفیف لتنظیف مدخل الطعام ومخالفۃ المجوس اذھم یحلقونہ فالأحسن ماعلیہ العرب الیوم من الأخذ من طولہ ومساحتہ حتی یبدو الأطار۔وما یفعلہ بعض المغاربۃ من ترک شعر طرف شاربہ المسمی بالأقفال فمخالف للأمر بالاحفاء،فان الاحفاء ھو أخذ ما طال مع أنہ لازینۃ فیہ،وانما شرع الأخذ منہ للتزین۔وقد قال بعض العلماء:ان الاحفاء واجب للأمر بہ فی قولہ:"احفوا الشوارب"۔واما الشعر النابت علی الخد فکان الشیخ

رحمہ اللہ وھو الشیخ الصالح الفقیہ أبو الحسن المنتصر لایزیلہ وکان غیرہ یزیلہ۔واختارہ الشیخ رحمہ اللہ۔ویزال أیضاً ماعلی الحلق بخلاف (النابت) ماعلی اللحی الأسفل۔

(وقص الشارب ،اور مونچھیں کاٹنا)اور دوسری روایت میں ہے :"واحفاء الشارب"اور مونچھیں جڑ سے اکھاڑنا۔اور دوسری میں ہے "وجز الشارب" مونچھیں جڑ سے ختم کرنا۔اور بخاری کی روایت میں ہے:"انھکوا الشوارب"مونچھوں کو بالکل ختم کرو۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ علماء کوفیین اور سلف میں سے کثیر نے یہ فرمایا ہے کہ مونچھوں کے بال جڑ سے اکھاڑ دیے جائیں جیسا کہ ان احادیث کے ظاہر الفاظ کا تقاضا ہے،اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مونچھیں مونڈنے کو مثلہ قرار دیتے تھے اور مونچھیں مونڈنے والے کو سزا دیتے تھے ،اور ان الفاظ کی یہ تفسیر کی گئی ہے کہ مونچھیں کاٹ کر اتنی کم کرلی جائیں کہ اوپر والے ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہو جائے اور بعض علماء نے دونوں کاموں میں اختیار دیا ہے۔میں (یعنی علامہ ابی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ) کہتا ہوں :ان الفاظ میں یہ نص (تصریح) نہیں ہے کہ مونچھوں کو استرے کے ساتھ جڑ سے مونڈ دیا جائے اور ان تمام الفاظ میں جو معنی مشترک ہے وہ تخفیف ہے یعنی ہلکا کرنا،کم کرنا ہے اور تخفیف عام ہے بالوں کو لمبائی سے یا مساحت کاٹا جائے،اور ظاہری الفاظ لمبائی کی جانب سے (کاٹنے کے بارے میں دلالت کرتے)ہیں،یعنی مونچھوں کے لمبے بالوں کو کاٹ کر کم کیا جائے اور روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی معاملہ پر غور کرتے تو اپنی مونچھوں کو بل دیا کرتے تھے،اس کا تقاضا یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مونچھوں کو طول کی جانب سے کم نہیں کیا کرتے تھے،الغرض مقصد یہ ہے کہ مونچھیں کم کر کے منہ کو صاف رکھا جائے اور مجوس کی مخالفت کی جائے کیونکہ وہ مونچھوں کو مونڈتے تھے ،لہٰذا مستحسن یہ ہے کہ مونچھوں کو طول اور مساحت کی جانب سے کم کیا جائے حتیٰ کہ ہونٹ کے کنارے ظاہر ہو جائیں۔اور وہ جس کو بعض مغاربہ کرتے ہیں اپنی مونچھوں کے بالوں کے کناروں کو چھوڑ دیتے ہیں وہ احفاء کے امر کی مخالفت کرتے ہیں،کیونکہ احفاء کا معنی لمبی مونچھوں کو کاٹ کر کم کیا جائے باوجود اس کے مونچھیں بڑھانے میں کوئی زینت نہیں ہے،اور مونچھوں کو کاٹنا زینت کی وجہ سے ہی مشروع کیا گیا ہے ،اور بعض علماء نے فرمایا:احفاء،مونچھوں کو جڑ سے ختم کرنا واجب ہے کیونکہ اس حدیث شریف میں احفاء کا امر کیا گیا ہے:"احفوا الشوارب"مونچھوں کو جڑ سے ختم کرو۔اور رہے رخسار پر جو بال ہوتے ہیں شیخ صالح فقیہ ابو الحسن المنتصر ان کو زائل نہیں کرتے تھے اور دوسرے علماء ان کو زائل کرتے تھے۔اور شیخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔اور حلق پر جو بال ہیں ان کو بھی زائل کیا جائے اس کے بر خلاف داڑھی کے نچلے بالوں کو زائل نہ کیا جائے۔

(اکمال اکمال المعلم،کتاب الطھارۃ ،باب خصال الفطرۃ ،ج،۲،ص،۶۳،۶۲ ،دار الکتب العلمیہ بیروت،ومکمل اکمال الاکمال ،کتاب الطھارۃ ،باب خصال الفطرۃ،ج،۲،ص،۶۳،۶۲ ،دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ عبد الغنی نابلسی نقشبندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۱۴۳ھ لکھتے ہیں:

وفی شرح المناوی علی الجامع الصغیر فی قوله "احفوا الشوارب" وفی معناه "انهکوا الشوارب" فی الروایة الاخری والمراد بالغوا فی ازالة ماطال منها حتی یتبین الشفة بیانا ظاهرا ندبا وقیل وجوبا۔

اور شرح المناوی علی الجامع الصغیر میں ہے "احفوا الشوارب" کہ اسی معنی میں "انھکوا الشوارب" دوسری روایت ہے اور اس سے مراد جو بال ہونٹ پر ظاہر ہوں ان کو زائل کرنے میں مبالغہ کرو تاکہ ہونٹ بالکل واضح نظر آئے یہ مستحب ہے اور بعض نے کہا واجب ہے۔

(الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیہ، ج،۲،ص،۵۸۴، الکمتبة النوریة الرضویة الجامع البغدادی لائلبور (فیصل آباد) پاکستان)

علامہ ابو بکر احمد بن علی بن علی رازی جصاص حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں

والاحفاء یقتضی ظهور الجلد بازالة الشعر کما یقال رجل حاف اذا لم یکن فی رجله شیء ویقال حفیت رجله۔

اور "احفاء" اس امر کا مقتضی ہے کہ بال دور کرنے میں جلد ظاہر ہو جائے جس طرح ننگے پاؤں والے شخص کو: رجل حاف، جب اس کے پاؤں کوئی چیز نہ ہو۔ کہا جاتا ہے۔ اس لیے "حفیت رجله" اس کا پاؤں ننگا ہے۔ کا فقرہ بھی بولا جاتا ہے۔

(احکام القرآن، ج،۱،ص،۶۸، سہیل اکیڈیمی لاهور)

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۵۴۴ھ، علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۷۶ھ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نقشبندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۵۲ھ، عبد الرحمن مبارک پوری متوفی، ۱۳۲۵ھ، لکھتے ہیں:

ذهب بعضهم بظاهر قوله "احفوا الشوارب" الی استیصاله وحلقه وهو قول الکوفیین واهل الظواهر وکثیر من السلف۔

اور بعض حدیث کے ان الفاظ "احفوا الشوارب" کے ظاہر سے اس کے استیصال (جڑ سے اکھیڑنے) اور حلق (مونڈنے) کی طرف گئے ہیں اور یہ کوفی حضرات اور اہل ظواہر اور سلف میں سے اکثر کا قول ہے۔

(لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰة المصابیح، کتاب الطهارة، باب السواک، ج،۲،ص،۶۷، المکتبة الحقانیة کوئیته، شرح مسلم، کتاب الطهارة باب خصال الفطرة، ج،۲،ص۵۵، مکتبة البشریٰ کراتشی، تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی، کتاب الآداب، باب ماجاء فی قص الشارب، ج،۸،ص،۴۳، دار الضیاء بیروت)

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۹۷۰ھ "احفوا الشوارب" کے تحت لکھتے ہیں:

وهو المبالغة فی القطع، فای شیء حصل حصل المقصود غیر انه بالحلق بالموسی ایسر منه بالقصة فلذا قال الطحاوی: الحلق احسن من القص۔

اوروہ کاٹنے میں مبالغہ کرنا ہے، کسی بھی چیز سے حاصل ہو، مونڈنا مقصود ہے، اس کے علاوہ کہ قینچی سے کاٹنے کی بنسبت استرے سے مونڈنے میں زیادہ آسانی ہے، اس لیے امام طحاوی نے فرمایا: مونڈنا، کاٹنے سے زیادہ اچھا ہے۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الحج، باب الجنایات، ج،۳، ص، ۱۹، ۱۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

متعارضہ احادیث کے درمیان تطبیق

امام ابو جعفر طحاوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۲۱ھ فرماتے ہیں:

فهذا رسول الله ﷺ قد امر باحفاء الشوارب فثبت بذلک الاحفاء علی ما ذکرنا فی حدیث ابن عمر و فی حدیث ابن عباس و ابی هریرة رضی الله عنهم جزوا الشوارب فذاک یحتمل ان یکون جزا معه الاحفاء و یحمل ان یکون علی مادون ذلک فقد ثبت معارضة حدیث ابن عمر بحدیث ابی هریرة و عمار و عائشة الذی ذکرنا فی اول هذا الباب و اما حدیث المغیرة فلیس فیه دلیل علی شیء لانه یجوز ان یکون النبی ﷺ فعل ذلک لم یکن بحضرته مقراض یقدر علی احفاء الشارب و یحتمل ایضاً حدیث عمار و عائشة و ابی هریرة رضی الله عنهم فی ذلک معنی أخر یحتمل ان یکون الفطرة هی التی لابدّ منها و هی قص الشارب و ما سوی ذلک فضل حسن فثبت الأثار کلها التی رویناها فی هذا الباب و لا تضاد و یجب بثبوتها ان الاحفاء افضل من القص و هذا معنی هذاالباب من طریق الأثار۔

تو رسول اکرم ﷺ نے مونچھوں کو منڈوانے کا حکم دیا اس سے منڈوانا ثابت ہو گیا جیسا کہ ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ذکر کیا اور ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایات میں ہے کہ مونچھوں کو کاٹو، تو اس میں احتمال ہے کہ ایسا کاٹنا ہو جس کے ساتھ مونڈنا بھی ہو اور یہ احتمال ہے کہ اس مونڈنے کے بغیر ہو تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی ان روایات سے جنہیں ہم نے باب کے شروع میں ذکر کیا ٹکراؤ لازم ہوا، جہاں تک حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا تعلق ہے تو اس میں کسی بات پر دلیل نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے نبی اکرم ﷺ نے اس لئے ایسا کیا ہو کہ اس وقت آپ کے پاس قینچی نہ ہو جس کے سبب آپ مونچھوں کو مونڈنے پر قادر ہوتے حضرت عمار، حضرت عائشہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات میں ایک دوسرے معنیٰ کا بھی احتمال ہے وہ یہ کہ فطرت وہی بات ہوتی ہے جو لازمی اور ضروری ہے اور مونچھوں کو کاٹنا ہے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ حسن ہے، افضل ہے، بس وہ تمام روایات جو ہم نے اس باب میں ذکر کی ہیں، ثابت ہو جائیگی اور تضاد لازم نہیں آئے گا اور ان کے ثابت ہونے سے لازم آئے گا کہ کاٹنے سے مونڈنا افضل ہے۔ اس باب میں روایات کے طور پر یہ بیان ہے۔

(شرح معانی الآثار، کتاب الکراهة، ج،۲، ص،۳۰۸، مکتبہ حقانیہ ملتان)

علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

وانما قال بعد روایاته الاحادیث المذکورة والتوفیق بینها ان الاحفاء افضل من القص ,ثم قال نعم باب حلق الشارب ـ وانما اراد بذلک الاحفاء حتی یصیر کالحلق ـ وفی المختار حلقه سنة وقصه حسن ,وفی المحیط الحلق سنة وهو احسن من القص ,وهو قول ابی حنیفة وصاحبیه رحمهم الله ـ

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے احادیث مذکورہ بالا کی روایات کے بعد ان احادیث متعارضہ کے درمیان تطبیق یوں ہوگی کہ "احفاء""قص" سے افضل ہے پھر باب "حلق الشارب" (مونچھیں مونڈنا) عنوان دینا بھی اس کی طرف مشیر ہے۔اور "احفاء" اتنا کہ "حلق" (مونڈنے) کی طرح ہو جائے۔اور مختار میں ہے کہ مونچھیں مونڈنا سنت ہے اور مونچھیں باریک کرنا حسن ہے اور محیط میں ہے: مونچھیں مونڈنا سنت ہے اور وہ کاٹنے سے زیادہ اچھا ہے اور یہ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

(بنایه شرح هدایه، کتاب الحج، باب الجنایات، ج، ۴، ص، ۲۵۵، دار الفکر بیروت)

احفاء، والی احادیث کو، قص، والی احادیث پر ترجیح حاصل ہے

شوکانی، متوفی، ۱۲۵۵ھ، اور عبد الرحمن مبارک پوری متوفی، ۱۳۲۵ھ، لکھتے ہیں:

قال ابن قیم: واحتج من لم یر احفاء الشوارب بحدیث عائشة ,وابی هریرة المرفوعین: عشرة من الفطرة ـ فذکر منها قص الشارب ـ وفی حدیث ابی هریرة: ان الفطرة خمس ,وذکر منها قص الشارب ـ واحتج المحفون باحادیث الامر بالاحفاء ,وهی صحیحة ,وبحدیث ابن عباس ,ان رسول الله ﷺ کان یحفی شاربه ـ قال الشوکانی: (النیل ,ج, ۱ ,ص, ۱۱۵) والاحفاء لیس کما ذکر النووی من أن معناه أحفوا ماطال عن الشفتین ,بل الاحفاء الاستئصال کمافی الصحاح (ص, ۱۴۶) والقاموس (,ج, ۱ ,ص, ۲۷۳) والکشاف وسائر کتب اللغة ,قال وروایة القص لا تنافیه لأن القص قد یکون علی جهة الاحفاء وقد لا یکون ,وروایة الاحفاء معینة للمراد وکذلک حدیث "من لم یأخذ من شاربه فلیس منا" لا یعارض روایة الاحفاء فیها زیادة یتعین المصیر الیها ,ولو فرض التعارض من کل وجه لکانت روایة الاحفاء أرجح لأنها فی الصحیحین ـ

ابن قیم نے کہا: جو احفاء الشوارب کے قائل نہیں ہیں انہوں نے حدیث عائشہ وحدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دس چیزیں فطرت سے ہیں۔ تو ان میں قص الشارب کو ذکر کیا۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے: پانچ چیزیں فطرت ہیں اور اس میں قص الشارب کو ذکر کیا۔ سے استدلال کیا۔ اور احفاء کرنے کے قائلین نے ان احادیث سے جن میں احفاء کا حکم دیا گیا ہے سے استدلال کیا ہے اور وہ احادیث صحیحہ ہیں، اور ابن عباس کی حدیث سے، بے شک رسول اللہ ﷺ اپنی مونچھوں کا احفاء کرتے تھے ۔ شوکانی نے کہا: (النیل، ج، ۱، ص، ۱۱۵) اور احفاء اس طرح نہیں ہے جس طرح نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ احفوا کا معنی دونوں

ہونٹوں سے بڑھے ہوئے بال کاٹ دو، بلکہ احفاء، استئصال یعنی مونچھوں کے بالوں کو جڑ سے ختم کرنا ہے، جیسا کہ صحاح (ص،۱۴۶) اور قاموس (،ج،۱، ص،۶۷۳) اور کشاف اور باقی لغت کی کتب میں ہے، فرمایا اور قص کی روایت اس کے منافی نہیں ہے کیونکہ قص کبھی احفاء کے طور پر ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ اور احفاء کی روایت کی مراد معین ہے اور اسی طرح حدیث "جو مونچھیں نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں" احفاء کی روایت کے معارض نہیں ہے کیونکہ اس میں زیادتی ہے اسی کی طرف لوٹنا متعین ہوتا ہے، اور اگر تمام صورتوں میں تعارض کو فرض کر لیا جائے تو احفاء کی روایت کو زیادہ ترجیح دی جائے گی کیونکہ وہ صحیحین (بخاری، مسلم) میں ہے۔

(نیل الاوتار من احادیث سید الاخیار شرح منقی الاخبار ،باب اخذ الشارب و اعفاء اللحیة" ج، ا ،ص ، ۱۱۵ ، دارالکتب العلمیه ،بیروت ،تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی، کتاب الآداب، باب، ماجاءفی ص الشارب، ج،۸، ص، ۴۴، دار الضیاء بیروت)

شیخ شلبی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

قال فخر الاسلام البزدوی فی شرح الجامع الصغیر و من الناس من قال بان الحلق بدعة احتجاجا بحدیث النبی ﷺ عشر من فطرتی و ذکر منها الشارب و احتج اصحابنا رحمهم الله بحدیث ابی هریرة و عبدالله بن عمر رضی الله عنهم عن النبی ﷺ انه قال: احفوا الشوارب و اعفوا اللحی۔ و الاحفاء الاستئصال محتمل فیحمل علی ما روینا لانه محکم۔

حضرت امام فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح الجامع الصغیر میں فرمایا ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ مونڈنا بدعت ہے، اور استدلال نبی کریم ﷺ کی حدیث سے کیا کہ "دس امور میری سنت میں سے ہیں اور اس میں مونچھوں کا ذکر کیا، اور ہمارے اصحاب (احناف) رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مونچھیں مونڈاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ اور **"احفاء" استئصال** (جڑ سے ختم کرنا) ہے اور قص (کاٹنا) محتمل (اس میں احتمال) ہے تو وہ اس پر محمول ہے جس کو ہم نے روایت کیا، اس لیے کہ وہ بے شک محکم ہے۔

(حاشیه شلبی علی تبیین الحقائق، کتاب الحج باب الجنایات، ج، ۲، ص، ۵۵، مکتبه امدادیه ملتان)

احادیث میں قص (کاٹنے) کا ذکر ہے، مراد جڑ سے ختم کرنا ہے

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی، رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی، ۹۷۰ھ، اور محقق احناف شیخ ابن ہمام، رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی، ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

و اما ذکر القص فی بعض الاحادیث فالمراد منه المبالغة فی الاستئصال۔

اور رہا بعض احادیث میں قص (کاٹنے) کا ذکر، تو اس سے مراد جڑ سے ختم کرنے میں مبالغہ کرنا ہے۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الحج، باب الجنایات، ج، ۳، ص، ۱۹، ۱۸، مکتبه رشیدیه کوئٹه، فتح القدیر شرح هدایه، کتاب الحج، باب الجنایات ، ۲، ص، ۴۴۷، مکتبه رشیدیه کوئٹه)

مونچھیں منڈانے میں ائمہ اربعہ کے مذاہب

احناف کے مجتہد فقہاء کا فیصلہ مونچھیں مونڈنا سنت ہے

علامہ سید احمد بن محمد طحطاوی حنفی، رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی، ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں:

وقع فی بعض العبارات بالقص وفی بعضها التعبیر بالحلق ففی الھندیة ذکر الطحاوی فی شرح معانی الآثار ان قص الشارب حسن وتفسیرہ ان یوخذ منه حتی ینقص من الاطار وھو الطرف الاعلی من الشفة العلیا۔ قال والحلق سنة وھو احسن من القص ھذا قوله رحمه الله تعالی وصاحبیه رحمهما الله تعالی کذا فی محیط السرخی وعبارة المجتبی وحلق الشارب بدعة والسنة فیه القص صح حلقه سنة نسبه الی ابی حنیفة وصاحبیه۔

بعض عبارات میں مونچھوں کے کاٹنے کو قص سے تعبیر کیا ہے اور بعض میں حلق (مونڈنے) سے تعبیر کیا گیا ہے، فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری کتاب الکراھیۃ، ج،۵، ص،۴۳۸، قدیمی کتب خانہ کراچی) میں ہے کہ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں (ج،۲، ص،۳۰۸) بیان کیا ہے کہ مونچھوں کے بالوں میں قص (کم) کرنا حسن ہے اور اس کی تفسیر کہ اوپر والے ہونٹ کے بالوں کو اتنا باریک اور کم کیا جائے کہ چمڑا نظر آئے اور ان کا مونڈنا سنت ہے۔ اور یہ کاٹنے سے احسن (بہت اچھا) ہے، یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صاحبین (ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تینوں آئمہ) کا قول ہے اور اسی طرح محیط سرخسی میں ہے۔ اور مجتبیٰ کی عبارت ہے مونچھوں کا مونڈنا بدعت ہے قص (کاٹنا) سنت ہے لیکن مونچھوں کے مونڈنے کا سنت ہونا صحیح ہے یہ قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صاحبین (امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف منسوب ہے۔

(طحطاوی علی درالمختار، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء، فصل فی البیع، ج،۴، ص،۲۰۳، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

درج ذیل عبارت کو کثیر کتب میں ذکر کیا گیا ہے ایک عبارت نقل کر کے کچھ کتب کے حوالہ جات نقل کرتا ہوں:

ان حلق الشارب ھو سنة عند ابی حنیفة وابی یوسف ومحمد رحمهم الله تعالی۔

بے شک مونچھیں مونڈنا وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک سنت ہے۔

(علامہ عثمان بن زیلعی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، کتاب الحج، باب الجنایات، ج،۲، ص،۵۵، مکتبہ امدادیہ ملتان، وعلامہ ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الحج، باب الجنایات، ج،۳، ص، ۱۹،۱۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، وعلامہ ابو جعفر طحاوی، شرح معانی الآثار، کتاب الکراھة، ج،۲، ص،۳۰۸، مکتبہ حقانیہ ملتان، وعلامہ نظا الدین، عالمگیری کتاب الکراھیة، ج،۵، ص،۴۳۸، قدیمی کتب خانہ کراچی، وعلامہ ابن ھمام فتح القدیر، کتاب الحج، باب الجنایات، ج،۱، ص،۴۴۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، وعلامہ ابن عابدین شامی، ردالمختار، ج،۲، ص، ۲۲۱، وکتاب الحظر

والاباحة،ج،۹،ص،۵۸۳،دارالکتب العلمیه بیروت ،وعلامه بدرالدین عینی،البنایة فی شرح الهدایه ،کتاب اکحج ،باب الجنایات،۲۵۵،دارالفکر بیروت،ومحیط،سرخسی،وعلامه احمد بن محمد طحطاوی ،حاشیه الطحطاوی علی درالمختار ،کتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء فصل فی البیع ،ج،۴،ص،۲۰۳،مکتبهرشیدیه کوئٹه،والحدیقةالندیةشرح الطریقةالمحمدیه،ج،۲،ص،۵۸۳،الکمتبةالنوریةالرضویةالجامع البغدادی لائلبور(فیصل آباد) پاکستان،وفتح الباری ،کتاب اللباس ،باب قص الشارب،ج،۱۰،ص،۲۹۳،دارالمرفة بیروت،احکام القرآن ،ج،۱،ص،۶۷،سهیل اکیڈیمی لاهور،وحاشیه جلالین ص،۱۸،حاشیه نمبر ۳۳،قدیمی کتب خانه کراچی)

علامہ شیخ مجد الدین عبداللہ بن محمود بن مودود حنفی، رحمہ اللہ تعالیٰ ،اورامام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی، رحمہ اللہ تعالیٰ ، حنفی ،متوفی،۹۵۶ھ لکھتے ہیں:

والسنةتقلیم الأظفار،ونتف الابط،وحلق العانةوالشارب وقصه حسن۔

اور ناخنوں کو کاٹنا اور بغل کے بالوں کو نوچنا سنت ہے اور زیر ناف بال اور مونچھیں مونڈنا سنت ہے اور مونچھیں کاٹنا اچھا ہے۔

(المختار الفتوی،کتاب الکراهیة،ص،۲۴۶،مکتبةنزارامصطفی البازمکةالمکرمة،الریاض،الاختیار لتعلیل المختار،الجز الرابع،کتاب الکراهیة،فصل ،فیماینبغی للمومن من الآداب،ج،۲،اص،۴۲۳،شرکةدارالارقم بن ابی الارقم،بیروت،ص،مجمع الانهر فی شرح ملتقی الابحر،کتاب الکراهیة،فصل فی المتفرقات،ج،۲۲۶،۲۲۵،۴،مکتبةالمنار کانسی روڈ،کوئٹه)

علامہ عبدالغنی نابلسی نقشبندی حنفی،رحمہ اللہ تعالیٰ،متوفی،۱۱۴۳ھ لکھتے ہیں:

واخذه الحنفیةوالحنابلةبظاهر الحدیث فسنوا حلقه۔

اور احناف اور حنابلہ نے ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے اسے مونڈنا سنت کہا ہے۔

(الحدیقةالندیةشرح طریقةالمحمدیه،ج،۲،ص،۵۸۴،الکمتبةالنوریةالرضویةالجامع البغدادی لائلبور(فیصل آباد)پاکستان)

علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

وفی المختار حلقه سنةوقصه حسن۔

اور مختار میں ہے کہ مونچھیں مونڈنا سنت ہے اور مونچھیں باریک کرنا حسن(اچھا)ہے۔

(بنایه شرح هدایه،کتاب الحج،باب الجنایات،ج،۴،ص،۲۵۵،دارالفکر بیروت)

احناف کے نزدیک مونچھیں کاٹنے سے مونڈنا افضل ہے

علامہ ابو جعفر طحاوی حنفی، رحمہ اللہ تعالیٰ،متوفی،۳۲۱ھ،اور علامہ ابو بکر جصاص حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ،۳۷۰ھ،اور عبدالرحمن مبارک پوری متوفی،۱۳۲۵ھ،ومحمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی،رحمہ اللہ تعالیٰ،مالکی،متوفی ۱۱۲۲ھ،لکھتے ہیں:

وأما أبو حنيفة رضی اللہ عنہ وزفر، وأبو یوسف، ومحمد: فكان مذهبهم فی شعر الرأس والشارب أن الاحفاء افضل من التقصیر۔

اور رہا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور امام زفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مونچھوں اور سر کے بالوں کے بارے میں ان کا مذہب کاٹنے سے مونڈنا افضل ہے۔

(مختصر اختلاف العلماء، کتاب الکراهة، ج، ۴، ص، ۳۸۲، دار البشائر الاسلامیة، بیروت، کشف الغمة، ص، ۲۲۸، احکام المذاهب، ص، ۴۵، هدایة الابرار الی طریقة الاخیار، ص ۲۵، اسلامی کتب خانہ پشاور، شرح الزرقانی علی موطأ الامام مالک، کتاب صفة النبی ﷺ، باب ماجاء فی سنة فی الفطرة، ج، ۴، ص، ۳۸۲، دار الحدیث القاهرة، واحکام القرآن للجصاص، ج، ۱، ص، ۷۶، سہیل اکیڈیمی لاهور، تحفة الاحوذی، ج، ۸، ص، ۴۳، دار الضیاء بیروت)

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، رحمہ اللہ تعالیٰ، حنفی متوفی، ۱۲۵۲ھ، لکھتے ہیں:

وکان ابو حنیفة یقول ان احفاء افضل من القص۔

اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مونڈنا، کاٹنے سے افضل ہے۔

(الفتاویٰ تنقیح الحامدیة، ج، ۲، ص، ۳۶۴، المکتبة الحبیبیة، کوئٹہ)

مولانا ابو سعید خادمی، رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی، ۱۱۶۸، اور شیخ رجب بن احمد، رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی، ۱۰۶۳، لکھتے ہیں:

وسئل عمر بن عبدالعزیز عن السنة فی قص الشارب فقال یقص حتی یبدو الاطار وقیل الافضل حلقه والقص من عجزها استدلا بحدیث انهکوا الشوارب۔

اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مونچھوں کے کاٹنے میں سنت کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کاٹنا یہاں تک کہ اوپر والے ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہو جائے اور کہا گیا کہ مونچھوں کو مونڈنا افضل ہے اور مونچھوں کو جڑ سے کاٹنا اس کی دلیل یہ حدیث ہے: مونچھوں کو کاٹنے میں مبالغہ کرو یعنی مونچھوں کو مونڈو۔

(بریقة محمودیة فی شرح طریقة محمدیة، ج، ۴، ص، ۱۷۴، مکتبة العلوم الدینیة کوئٹه، الوسیلة الاحمدیة والذریعة السرمدیة فی شرح الطریقة المحمدیة علی هامش بریقه، ج، ۴، ص، ۱۷۴، مکتبة العلوم الدینیة کوئٹه)

بعض متاخرین احناف کے نزدیک مونچھوں کا قص (کاٹنا) سنت ہے

علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

واختلف فی المسنون فی الشارب، هل هو القص أو الحلق؟ والمذهب عند بعض المتأخرین من مشائخنا أنه القص۔ قال فی البدائع: وهو الصحیح۔ وقال الطحاوی: القص حسن، والحلق احسن، وهو قول علمائنا الثلاثة۔ نهر۔

اوراس میں مشائخ کا اختلاف ہے کہ مونچھوں کو کاٹنا سنت ہے یا مونڈنا؟ اور ہمارے بعض متاخرین مشائخ کا مذہب کاٹنا ہے۔ اور بدائع الصنائع میں (علامہ کاسانی رحمہ اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں: یہی صحیح ہے۔ اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: کاٹنا اچھا اور مونڈنا بہت اچھا ہے اور یہ ہمارے تینوں ائمہ (امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قول ہے۔ نہر الفائق۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص۵۸۰، دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۶۱ھ، اور علامہ محمد بن محمود بابرتی حنفی، رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں:

والمذهب عند بعض المتاخرين من مشائخنا ان السنة القص۔

اور متاخرین مشائخ میں سے بعض کے نزدیک کاٹنا سنت ہے۔

(فتح القدير شرح هدايه، كتاب الحج، باب الجنايات، ۲، ص۴۴۲، مكتبه رشيديه كوئٹه، عنايه شرح هدايه، على حاشيه فتح القدير، ۲، ص۴۴۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

شیخ داؤد ابن یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

و یاخذ من شاربه حتی یصیر مثل الحاجب۔

اور اپنی مونچھوں کو کاٹو یہاں تک کہ آبرو کی طرح ہو جائیں۔

(الفتاویٰ الغیاثیة، کتاب الاستحسان والکراهية، ۱۰۹، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، فتاویٰ عالمگیری، کتاب الکراهية، ج۵، ص۴۳۸، قدیمی کتب خانہ کراچی، الفتاویٰ البزازية، کتاب الاستحسان، ج۲، ص۴۹۵، قدیمی کتب خانہ کراچی، فتاویٰ قاضی خان کتاب الحظر والاباحة، ج۳، ص۴۱۴، قدیمی کتب خانہ کراچی، الفاویٰ السراجية، کتاب الکراهة والاستحسان، ص۳۳۷، زم زم پبلیشرز کراچی، الفتاویٰ التاتارخانية کتاب الکراهية، الفصل الختان والخضاب، ج۱۸، ص۲۱۰، مکتبہ فاروقیہ کوئٹہ)

علامہ سراج الدین ابی محمد بن عثمان بن محمد التیمی حنفی، رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی ۵۶۹، وعلامہ علاؤالدین محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی، رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی ۱۰۸۸ھ، وغیرہ لکھتے ہیں:

حلق الشارب بدعة، وقيل: سنة۔

مونچھیں منڈانا بدعت ہے اور ایک قول یہ ہے کہ سنت ہے۔

(در مختار علی هامش الردالمحتار، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ج۹، ص۵۸۳، دار الکتب العلمیہ بیروت، فتاویٰ برهنه، ج۱ ص۳۹، مکتبہ عربیہ کوئٹہ، الفتاویٰ السراجية، کتاب اکراهية والاستحسان، ص۳۳۷، زمزم کراچی)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

مشی علیہ فی الملتقی، وعبارۃ المجتبی بعد مارمز للطحاوی: حلقہ سنۃ، ونسبہ الی ابی حنیفۃ وصاحبیہ، والقص منہ حتی توازی الحرف الاعلی من الشفۃ العلیۃ سنۃ بالاجماع۔

ملتقی اور مجتبی میں لکھا ہے امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مونچھوں کو مونڈنا سنت ہے اور یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صاحبین (امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قول ہے اور قص کا بالاتفاق معنی بالوں کو کوتاہ کرنا کہ اوپر والے ہونٹ کا کنارہ نظر آئے اور ظاہر ہو جائے بالاجماع سنت ہے۔

(ردالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء فصل فی البیع، ج، ۹، ص، ۵۸۳، دار الکتب العلمیہ بیروت)

شوافع کے نزدیک مونچھیں مونڈنا مکروہ ہے

علامہ عبد الغنی نابلسی نقشبندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۱۴۳ھ لکھتے ہیں:

واما حلقہ بالکلیۃ فمکروہ علی الاصح عند الشافعیۃ۔

شوافع کے نزدیک بالکل مونڈنا اصح قول کے مطابق مکروہ ہے۔

(الحدیقۃ الندیۃ شرح طریقۃ المحمدیہ، ج، ۲، ص، ۵۸۴، الکمتبۃ النوریۃ الرضویۃ الجامع البغدادی لائلبور (فیصل آباد) پاکستان)

علامہ ابو بکر جصاص حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی، ۳۷۰، علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

وقال الطحاوی لم نجد فی ذلک عن الشافعی شیأ منصوصا واصحابہ الذی رأیناھم المزنی والربیع کانا یحفان شواربھم فدل علی انھما اخذا ذلک عن الشافعی۔

ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امام شافعی سے اس سلسلے میں کوئی منصوص قول منقول نہیں، تاہم امام شافعی کے اصحاب، امام مزنی رحمہ اللہ تعالیٰ (جو کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دستِ راست اور فقہ شافعی کے ائمہ میں سے تھے) اور ربیع کو ہم نے دیکھا ہے کہ وہ اپنی مونچھوں کا "احفاء" (خوب کاٹا) کرتے تھے، یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ ان دونوں حضرات نے امام شافعی سے یہ چیز اخذ کی تھی۔ (یعنی آپ کو دیکھ کر یا آپ کے متعلق پڑھ کر ہی یہ عمل کرتے ہوں گے)۔

(احکام القرآن للجصاص، ج، ۱، ص، ۲۸، سھیل اکیڈیمی لاھور، فتح الباری، کتاب اللباس، باب قص الشارب، ج، ۱۰، ص، ۲۹۳، دار المرفۃ بیروت)

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

واغرب ابن العربی فنقل عن الشافعی انہ یستحب حلق الشارب ولیس ذلک معروفا عند اصحابہ قال الطحاوی الحلق ھو مذھب ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد۔

اور ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عجیب بات کہی کہ انہوں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا: امام شافعی کے نزدیک موںچھوں کا مونڈنا مستحب ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مونڈنا ہے۔

(فتح الباری، کتاب اللباس، باب قص الشارب، ج، ۱۰، ص، ۲۹۳، دار المرفۃ بیروت)

امام مالک کے نزدیک مونچھیں مونڈنا مکروہ اور بدعت ہے

علامہ عبد الغنی نابلسی نقشبندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۱۴۳ھ لکھتے ہیں:

وصرح مالک بانہ بدعۃ۔

اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بدعت ہونے کی تصریح کی ہے۔

(الحدیقۃ الندیۃ شرح طریقۃ المحمدیہ، ج، ۲، ص، ۵۸۴، الکمتبۃ النوریۃ الرضویۃ الجامع البغدادی لائلبور (فیصل آباد) پاکستان)

علامہ ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں:

وقال ابن الھیثم عن مالک احفاء الشارب عندی مثلۃ قال مالک وتفسیر حدیث النبی ﷺ فی احفاء الشارب الاطار وکان یکرہ ان یؤخذ من اعلاہ وانما کان یوسع فی الاطار منہ فقط وذکر عنہ اشھب قال وسألت مالکا عمن احفی شاربہ قال اری ان یوجع ضرباً لیس حدیث النبی ﷺ فی الاحفاء کان یقول لیس یبدی حرف الشفتین الاطار ثم قال لم یحلق شاربہ ھذا بدع تظھر فی الناس کان عمر اذا حزبہ امر نفخ فجعل یفتل شاربہ۔

اور ابن الہیثم نے امام مالک سے ان کا قول نقل کیا ہے کہ موںچھوں کا "احفاء" (صاف کرنا) میرے نزدیک مثلہ ہے۔ امام مالک نے موںچھوں کے "احفاء" کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کے فرمان کی تفسیر "اطار" سے کی ہے، یعنی امام مالک موںچھوں کے بال اوپر کی طرف سے کاٹنے کو مکروہ سمجھتے تھے اور چاروں طرف سے کاٹنے میں توسع کے قائل تھے۔ اشہب نے کہا ہے کہ میں نے امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو اپنی مونچھیں پوری طرح کاٹ دیتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے خیال میں ایسے شخص کی زبردست پٹائی ہونی چاہیے۔ حضور اکرم ﷺ کی حدیث "احفاء" یعنی پوری طرح کاٹ کر پست کرنے کے بارے میں نہیں ہے۔ گویا امام مالک رضی اللہ عنہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ "اطار" یعنی چاروں طرف کترنے کا عمل لبوں کے کنارے ظاہر کر دیتا ہے۔ پھر امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مونچھیں مونڈ دینا ایک بدعت ہے جو لوگوں کے اندر ظہور پذیر ہو گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہو جاتا تو آپ کا چہرہ تمتما جاتا اور آپ اپنی موںچھوں کو تاؤ دینا شروع کر دیتے۔

(احکام القرآن، ج، ۱، ص، ۶۷، سہیل اکیڈمی لاہور)

علامہ ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں:

وقال اللیث: لاأحب أن یحلق احد شاربه، حتی یبدو الجلد وأکرهه، ولکن یقص الذی علی طرف الشارب، وأکره ان یکون طویل الشاربین۔

اور حضرت لیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص اپنی مونچھیں اس طرح مونڈ ڈالے کہ اس کی جلد نظر آنے لگے، میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں، لیکن وہ مونچھوں کے کنارے والے بال کاٹ دے، اور مجھے ایک شخص کا لمبی مونچھوں والا ہونا پسند نہیں ہے۔

(احکام القرآن، ج، ۱، ص، ۶۸، ۶۷، سہیل اکیڈیمی لاہور، مختصر اختلاف العلماء، کتاب الکراھة،، ج، ۴، ص، ۳۸۲، دار البشائر الاسلامیة بیروت)

امام حمد بن حنبل کے نزدیک مونچھیں مونڈنا سنت ہے

علامہ عبد الغنی نابلسی نقشبندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۱۴۳ھ لکھتے ہیں:

واخذه الحنفیة والحنابلة بظاهر الحدیث فسنوا حلقه۔

اور احناف اور حنابلہ نے ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے اسے مونڈنا سنت کہاہے۔

(الحدیقة الندیة شرح طریقة المحمدیه، ج، ۲، ص، ۵۸۴، الکمتبة النوریة الرضویة الجامع البغدادی لائلبور (فیصل آباد) پاکستان)

حافظ الحدیث علامہ شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۲ھ، وعلامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ ، متوفی، ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

وقال الاثرم کان احمد یحفی شاربه احفاء شدیدا ونص علی انه اولی من القص۔

اورامام اثرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید مبالغہ کے ساتھ مونچھیں مونڈا کرتے تھے، اور یہ نص ہے کہ کاٹنے سے مونڈنا افضل ہے۔

(فتح الباری، کتاب اللباس، باب، قص الشارب ج، ۱۰، ص، ۲۹۳، دارالمعرفة بیروت، وتنقیح الفتاویٰ الحامدیة، ج، ۲، ص، ۵۷۰، قدیمی کتب خانه کراچی)

علامہ زرقانی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی، ۱۱۲۲ھ لکھتے ہیں:

وقال الأثرم: كان احمد يحفی شاربه احفاء شدیدا ویقول: ھو سنۃ۔

اورامام اثرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید مبالغہ کے ساتھ مونچھیں مونڈا کرتے تھے، اور فرماتے: یہ سنت ہے۔

(شرح الزرقانی علی موطأ الامام مالک، کتاب صفۃ النبی ﷺ، ج، ۴، ص، ۳۸۲، دار الحدیث القاھرۃ)

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں: ویخیر عند الحنابلۃ بین القص و الاحفاء، و الحف أولی نصاً۔

فقہاء حنبلیہ کے نزدیک مونچھوں کو کاٹ کر کم کرنا اور ان کو مونڈنا دونوں میں اختیار ہے اور مونڈنا نص کے زیادہ قریب ہے۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج، ۱، ص، ۳۹۶، دار الفکر بیروت)

علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی، ۶۲۰ھ لکھتے ہیں:

اگر میت کی مونچھیں لمبی ہوں تو ان کو کاٹ کر کم کرنا مستحب ہے، یہ حسن، بکر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے، اورامام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایاہے کہ میت کی کسی چیز کو کاٹا نہیں جائے گا، کیونکہ میت کی کسی چیز کو کاٹنا غیر مستحب ہے، مثلاً ختنہ کرنا، فقہاء شافعیہ کے اس میں دو قول ہیں۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے مردوں کو اس طرح سنوارو جس طرح اپنی دلہنوں کو سنوارتے ہو، اور دلہن کو حسین بنایا جاتا ہے اور مونچھوں میں جو چیز قبیح ہو اس کو زائل کیا جائے گا، کیونکہ اس کو اس طرح چھوڑنے سے میت کی شکل قبیح المنظر ہو گی، اس لیے اس کا ازالہ مشروع ہے جس طرح میت کے کھلے ہوئے منہ اور کھلی ہوئی آنکھوں کو بند کیا جاتا ہے، البتہ اگر وہ غیر مختون ہو تو اس کا ختنہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس سے میت کو ضرر ہو گا۔ (مونچھیں کاٹنے کے بعد بال میت کے ساتھ کفن میں رکھ دیے جائیں گے)

(المغنی، ج، ۲، ص، ۲۱۰، دار الفکر بیروت)

مولوی رحمت اللہ ابن ملا موسیٰ مندوخیل لکھتے ہیں:

او د امام اعظم و صاحبانو او د امام احمد بن حنبل رحمہم للہ او اہل کوفی او د صوفیانو کرامو خریل دی د اسنت او احسن دی۔

اور امام اعظم اور صاحبین (امام ابو یوسف، امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ) اور امام احمد بن حنبل اور اہل کوفہ اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو (مونچھیں) مونڈنا پسند ہے اور اسے اچھا سمجھتے ہیں اور فرمایا کہ یہ سنت ہے اور احسن ہے۔

(رحمتِ بیان شرح رشید البیان، باب دی پہ بیان دسنتو د اسلام کبی، ص، ۳۲۰، صدیقی کتب خانہ کوئٹہ)

قیاس کے تقاضا کے مطابق بھی مونچھیں کاٹنے سے مونڈنا افضل ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ (الفتح ۲۷)

بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے اگر اللہ چاہے امن وامان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے۔(الفتح:۲۷)

عن ابن عمر :ان رسول اللہ ﷺ قال فی حجة الوداع :"اللھم ارحم المحلّقین "۔قالوا :والمقصّرین یا رسول اللہ ﷺ؟ قال:"اللھم ارحم المحلّقین"۔قالوا:والمقصّرین یارسول اللہ ﷺ؟قال:"والمقصّرین"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں دعا فرمائی:اے اللہ سر مونڈنے والوں پر رحم فرما،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور کتروانے والوں کے لیے بھی رحمت کی دعا فرمائیں،یارسول اللہ ﷺ ،فرمایا:اے اللہ سر منڈانے والوں رحم فرما،صحابہ کرام نے عرض کیا،بالوں کے کتروانے والوں کے لیے بھی رحمت کی دعا فرمادیں،یارسول اللہ ﷺ ،حضور اکرم ﷺ نے عرض کیا اور کتروانے والوں پر بھی رحم فرما۔

(صحیح البخاری ،ج،۳،ص ۵۶۱،رقم: ۱۷۲۷،وصحیح مسلم ،ج،۲،ص،۹۴۵،رقم: ۱۳۰۱،۷۱۲۷،۳و مشکوٰۃ المصابیح،کتاب المناسک ،باب الحلق ص،۲۳۲،قدیمی کتب خانہ کراچی)

امام ابو جعفر طحاوی حنفص رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۲۱ھ فرماتے ہیں:

وامامن طریق النظر فانا راینا الحلق قد امر فی الاحرام ورخص فی التقصیر فکان الحلق افضل من التقصیر وکان التقصیر من شاء فعلہ ومن زاد علیہ الا انہ یکون بزیادتہ علیہ اعظم اجرا ممن قص۔فالنظر علی ذلک ان یکون کذلک حکم الشارب قصہ حسن واحفاءہ احسن وافضل وھذا مذھب ابی حنیفة وابی یوسف ومحمد۔

اور قیاس کے طور پر یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں احرام کے سلسلے میں (سر)منڈانے کا حکم ہے اور کاٹنے کی اجازت دی گئی ہے بس کاٹنے سے منڈوانا افضل ہے اب جو چاہے کٹوائے اور جو چاہے اس پر اضافہ کرے البتہ اس اضافہ سے کاٹنے کے مقابلے میں زیادہ عظمت وفضیلت ہے تو اس پر قیاس کا تقاضا ہے کہ مونچھوں کا بھی یہی حکم ہے کاٹنا اچھا ہے اور منڈوانا زیادہ اچھا ہے اور افضل ہے یہ حضرت امام ابو حنیفہ،امام ابو یوسف اور امام محمد کا مذہب ہے۔

(شرح معانی الآثار،کتاب الکراھة،ج،۲،ص،۳۰۸،مکتبہ حقانیہ ملتان)

علامہ ابو بکر جصاص حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں:

ولماكان التقصير مسنونا فی الشارب عند الجمع كان الحلق افضل قال النبی عليه السلام رحم الله المحلقين ثلاثا ودعا للمقصرين مرة فجعل حلق الرأس افضل من التقصير۔

اور جب مونچھوں کے بال چھوٹے کرنا سب کے نزدیک مسنون ہے تو پھر حلق یعنی مونڈ دینا افضل ہو گا کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ مونڈنے والوں پر رحم فرمائے۔ آپ ﷺ نے تین بار یہ دعا کی اور چھوٹے کرانے والوں کے لئے ایک دفعہ دعا کی تھی۔ اس لیے آپ ﷺ نے سر کے بال مونڈنے کو سر کے بال چھوٹے کرانے سے افضل قرار دیا۔

(احکام القرآن، ج، ۱، ص، ۶۸، سهیل اکیڈیمی لاهور)

مولوی رحمت اللہ ابن ملا موسیٰ مندوخیلص لکھتے ہیں:

بریتونه د حاجي پر سر قیاس دي چې مقصود له دواوصفائي او ازاله داذی ده نو اچې د حاجي لپاره قصر رواأو حلق افضل دی، همداسی د بریتو کتیل روااو خریل يې بهتر دی۔ طحاوی، دعامه، محیط، ہندیہ، عینی، اختیار، وغیرہ۔

مونچھوں کو حاجی کے سر کے بالوں پر قیاس کیا گیا ہے، یعنی جس طرح حاجی کے لئے بال تراشنا جائز اور مونڈنا افضل واحسن وبہتر ہے۔ طحاوی ، دعامہ، محیط، ہندیہ، عینی، اختیار، وغیرہ۔

(رحمتِ بیان شرح رشید البیان، باب دی په بیان دسنتو د اسلام کیی، ص، ۳۲۱، صدیقی کتب خانه کوئٹه)

مونچھیں مونڈنے میں دینی اور دنیاوی حکمت

امام جلال الدین سیوطی، شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، متوفی،۹۱۱ھ، اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، حنفی متوفی، ۱۲۵۲ھ، لکھتے ہیں:

قال الشيخ ولی الدين العراقی فی شرح سنن ابی داؤد الحكمة فی قص الشوارب أمر دينی وهو مخالفة شعار المجوس فی احفائه كما ثبت التعليل به فی الصحيح وأمر دنيوی وهو تحسين الهيئة والتنظيف مما يعلق به من الدهن والاشياء التی تلتصق بالمحل كالعسل والاشربة ونحوها وقد يرجع تحسين الهيئة الی الدين أيضا لانه يؤدی الی قبول قول صاحبه وامتثال أمره من أرباب الامر كالسلطان والمفتی والخطيب ونحوهم ولعل فی قوله تعالٰی: وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ۔ (المؤمن: ۶۴، التغابن: ۳) اشارة اليها فانه يناسب الامر بما يزيد فی هذا كأنه قال قد أحسن صوركم فلا تشوّهوها بما يقبحها وكذا قوله تعالی حكاية عن ابليس: وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللهِ۔ (النساء: ۱۱۹) فان ابقاء ما يشوّه الخلقة تغيير لها لكونه تغيير ا لحسنها ذكر ذلک كله الشيخ تقی الدين السبكی ومقتضاء تأدی السنة بحصول مسمی القص لكن فی الصحيحين من حديث ابن عمر احفوا الشوارب وهو دال علی استحباب قدر زائد علی القص ويساعده المعنی الذی شرع قص الشارب لاجله وهو اما مخالفة شعار المجوس او زوال المفاسد

المتعلقة ببقائه فاخذ بعضهم بظاهر قوله احفوا او ذهب الی استئصاله وحلقه والیه ذهب ابن عمر وبعض التابعین وهو قول الکوفیین ومنع آخرون الحلق والاستئصال وهو قول مالک واختاره النووی وفی المسئلة قول ثالث انه مخیر بین الامرین حکاه القاضی عیاض۔

شیخ ولی الدین عراقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرح سنن ابی داوٗد میں مونچھیں کاٹنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مونچھیں مونڈنا خالص دینی معاملہ ہے اور یہ مجوسیوں کے شعار کی مخالفت ہے، کیونکہ وہ مونچھیں بڑھاتے ہیں جیسا کہ روایات صحیحہ سے اس کی علت ثابت ہے اور یہ دنیوی معاملہ بھی ہے کہ اس سے شکل وصورت اچھی دکھائی دیتی ہے جبکہ اس میں منہ کے متعلق امور میں نفاست کا بھی اہتمام ہے اور وہ چیزیں اس مقام سے چھوتی ہیں جیسے شہد اور پینے کی چیزیں وغیرہ (ان سے بھی حفاظت ہوتی ہے) اسی طرح اچھی وضع قطع دین سے بھی تعلق رکھتی ہیں کیونکہ اس طرح دین والے کے احکام کی بجاآوری بھی ہوتی ہے اور اس میں اہلِ اقتدار جیسے حاکم وقت، مفتی اور خطیب وغیرہ کے لیے بھی تعمیلِ ارشاد کا سامان ہے، ممکن ہے اللہ تعالیٰ ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہو:

وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ۔ اور تمہاری صورتیں بنائیں تو تمہاری اچھی صورتیں بنائیں۔

(المؤمن:٦٤، التغابن:٣)

پس بے شک اس امر کے مناسب ہے جو اس میں اضافہ ہے گویا کہ فرمایا تحقیق تمہاری صورتیں بہت اچھی ہیں تو تم ان کو بدشکل نہ بناؤ جس کے سبب وہ قبیح ہو جائیں اور اسی طرح ابلیس کے متعلق اس آیت میں ہے: وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللهِ (النساء:١١٩) اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دینگے۔

پس بے شک بری صورت کو باقی رکھنا اس کے حسن کی تبدیلی کی وجہ سے اس کی پیدا کی ہوئی چیز کو تبدیل کرنا ہے۔ یہ سب کلام شیخ تقی الدین (ابن دقیق العید) سبکی ص نے (بالمعنیٰ "شرح الالمام" میں) بیان کیا ہے۔ (شیخ ولی الدین عراقی ص نے فرمایا ہے:) اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ مونچھیں کاٹنے سے بھی سنت ادا ہو جائے گی، لیکن صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت "مونچھیں جڑ سے کاٹو" تراشنے سے زیادہ کاٹنے کے استحباب پر دلالت کرتی ہے اور اس سے ان مقاصد کی بھی تائید ہوتی ہے جن کے حصول کے لیے مونچھوں کو کاٹنے کا حکم دیا گیا ہے اور وہ مقاصد یا تو مجوسیوں کے طریقے کی مخالفت ہے یا پھر مونچھیں رکھنے کی قباحتوں کا ازالہ ہے لہٰذا "احفوا" کے ظاہری الفاظ سے بعض علماء (احناف وغیرہ) نے استدلال کیا اور مونچھوں کو جڑ سے اکھاڑنے اور مونڈنے کا موقف اختیار کیا حضرت عبد اللہ ابن عمر ص، بعض ائمہ تابعین اور اہل کوفہ (یعنی ائمہ احناف) نے اسی کو اختیار کیا ہے، جبکہ بعض دوسرے علماء نے جڑ سے اکھاڑنے اور مونڈنے سے منع کیا ہے اور یہ امام مالکص کا قول ہے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، اسی مسئلہ میں ایک تیسرا قول بھی ہے کہ آدمی کو ان دونوں امور میں سے کسی ایک کو اپنانے کا اختیار ہے یہ قاضی عیاض مالکی ص نے بیان کیا ہے۔

(مجموعہ رسائل سیوطی، بلوغ المآرب فی قص الشوارب، ج، ۱، ص، ۱۲۷، ۱۲۶، دار الاخلاص لاہور، الفتاویٰ تنقیح الحامدیة، ج، ۲، ص، ۳۶۳، ۳۶۴، المکتبة الحبیبیة، کوئٹہ)

امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی ص، متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

ویتعلق بھذہ الخصال مصالح دینیة ودنیویة تدرک ذلک بالتتبع،منھا تحسین الھیئة ،وتنظیف البدن جملة وتفصیلاً، والاحتیاط للطھارتین، والاحسان الی المخالط والمقارن بکف مایتأذی بہ من رائحة کریھة، ومخالفة شعار الکفار من المجوس والیھود والنصاریٰ وعباد الأوثان، وامتثال أمر الشارع ،والمحافظة علی ما أشار الیہ قولہ تعالی:وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ۔(المؤمن: ۶۴، التغابن:۳) لما فی المحافظة علی ھذہ الخصال من مناسبة ذلک۔ وکان قیل قد حسنت صورکم فلا تشوھوھا بما یقبحھا، أوحافظوا علی مایستمر بہ حسنھا، وفی المحافظة علیھا علی المروءۃ وعلی التآلیف المطلوب، لأن الانسان اذا بدا فی الھیئة الجمیلة کان أدعی لانبساط النفس الیہ، فیقبل قولہ، ویحمد رأیہ، والعکس بالعکس۔

اوران خصلتوں کے ساتھ دینی اور دنیاوی مصلحتیں تعلق رکھتی ہیں جو تلاش کرنے سے پائی جاتی ہیں، اور ان میں شکل وصورت کو آراستہ کرنا ہے، اور بدن کو اجمالی اور تفصیلی طور پر پاک، ستھرا کرنا ہے، اور دونوں پاکیزگیوں کے لیے احتیاط ہے، اور جو بدبو تکلیف دیتی ہے ہم نشین اور ملنے والوں کو اس کو دور کرکے احسان کرنا ہے، اور کفار، مجوس، یہود، نصاریٰ اور بت پرستوں کے شعار کی مخالفت کرنا ہے، اور شارع کا حکم بجا لانا ہے، اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد میں اشارہ فرمایا ہے اس کی حفاظت کرنا ہے: وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ۔ اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری اچھی صورت بنائی۔(المؤمن:۶۴، التغابن:۴) اس لیے کہ ان خصائل کی حفاظت کرنے میں اس کی مناسبت ہے، اور گویا کہ ارشاد فرمایا گیا میں نے تمہاری صورتوں کو حسین بنایا ہے تو تم ان کو بدصورت نہ بناؤ جس کے سبب صورتیں قبیح ہو جائیں، یا جس کے ساتھ صورتوں کے حسن کا تسلسل قائم رہتا ہے اس کی حفاظت کرو، اور ان کی حفاظت کرنے میں مطلوب کی الفت پر اور مروءت پر حفاظت کرنا ہے، اس لیے کہ انسان جب خوبصورتی کی حالت میں ظاہر ہوتا ہے تو نفس اس کو خوشی سے بلاتا ہے، تو اس کی بات کو قبول کرتا ہے، اور اس کی رائے کی تعریف کرتا ہے، اور عکس ہو تو معاملہ برعکس ہوتا ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب اللباس باب قص الشارب، ج، ۱۱، ص، ۲۸۷، دار لکتب العلمیہ بیروت)

امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

وأغرب القاضی أبو بکر بن العربی فقال: عندی أن الخصال الخمس المذکورۃ فی ھذا الحدیث کلھا واجبة، فان المرء لو ترکھا لم تبق صورتہ علی صورۃ الآدمیین فکیف من جملة المسلمین، کذا قال "شرح الموطأ" وتعقبہ أبو شامة بأن الأشیاء التی مقصودھا مطلوب لتحسین الخلق وھی النظافة لاتحتاج الی ورود أمر ایجاب للشارع فیھا اکتفاء بدواعی الأنفس فمجرد الندب الیھا کاف۔

قاضی ابو بکر بن عربی ص نے زیادہ غریب بات فرمائی: میرے نزدیک اس مذکورہ حدیث میں پانچوں خصلتیں تمام واجب ہیں، اس لیے کہ اگر آدمی ان کو چھوڑ دے تو اس کی شکل آدمیوں کی شکل پر نہیں رہتی تو وہ مجملہ مسلمانوں میں سے کیسے ہو گا، اسی طرح "شرح الموطا" میں فرمایا ہے۔ اور ابو شامہ اس کا تعاقب کیا ہے جن چیزوں کا مقصود بدن کی تحسین کے لیے مطلوب ہے اور وہ نظافت، ستھرائی ہے، امر ایجابی کے ورود کا محتاج نہیں ہوتا، اس میں شارع کے لیے نفوس کے دواعی پر اکتفاء کرنا ہوتا ہے تو اس کی طرف صرف بلانا کافی ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب اللباس باب قص الشارب، ج، ۱۱، ص، ۲۸۸، دارلکتب العلمیہ بیروت)

مونچھیں منڈوانے کو قبیح سمجھنا کفر ہے

علامہ ابن ہمام حنفی ص متوفی، ۸۶۱ھ، اور علامہ ابن نجیم حنفی ص متوفی، ۹۷۰ھ، اور علامہ شیخ قاری علی بن سلطان محمد القادری النقشبندی الحنفی ص متوفی ۱۰۱۴ھ، علامہ بن عابدین شامی ص لکھتے ہیں:

كفّر الحنفية بألفاظ كثيرة، وأفعال تصدر من المتهتكين لدلالتها على الاستخفاف بالدين كالصلاة بلا وضوء عمداً، بل بالمواظبة على ترک سنة استخفافا بها بسبب أنها فعلها النبیؐ زيادة، أو استقباحها، كمن استقبح من آخر جعل بعض العمامةتحت حلقهأو احفاءشاربه۔

احناف نے ان کثیر الفاظ اور افعال کے ساتھ آدمی کے کافر ہو جانے کا ذکر فرمایا جو بے پرواہ اور جری لوگوں سے صادر ہوتے ہیں اس لیے کہ وہ الفاظ اور افعال دین کے استخفاف پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً جان بوجھ کر بغیر وضو کے نماز پڑھنا، بلکہ اس شخص کی بھی تکفیر کی ہے جو شخص سنت کو ہلکا (بے وقعت) سمجھتے ہوئے اس کے ترک کرنے پر اس لئے ہمیشگی اختیار کرتا ہے کہ یہ تو نبی علیہ السلام کا ایک اضافی اور زائد عمل ہے، یا اس سنت کو قبیح سمجھتے ہوئے جیسے کہ کوئی شخص کسی کے عمامہ کے ایک حصہ کو حلق کے نیچے رکھنے کو قبیح سمجھے یا مونچھوں کے منڈوانے کو قبیح سمجھے۔

(المسامرة، الخاتمة فی بحث الایمان، ص، ۲۹۶، ۲۹۵، مکتبه نوریه رضویه، لاهور، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ج، ۵، ص، ۲۰۲، مکتبه رشیدیه کوئٹه، شرح فقه اکبر، استحلال المعصیة، ص، ۱۵۲، میر محمد کتب خانه کراچی، ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج، ۶، ص، ۳۵۶، دار الکتب العلمیه بیروت)

علامہ شیخ قاری علی بن سلطان محمد القادری النقشبندی الحنفی ص متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

وفي الظهيرية: من قال لفقيه أخذ شاربه: ماأعجب قبحاأو أشدّ قبحا ولفّ طرف العمامةتحت الذقن يكفر، لأنه استخفاف بالعلماء، يعني مستلزم لاستخفاف الانبياء عليهم السلام، لأن العلماء ورثة لأنبياء عليهم السلام، وقصّ الشارب من سنن الأنبياء عليهم السلام، فتقبيحه كفر بلا اختلاف بين العلماء۔ وفي الخلاصة: من قال قصصت شاربک وألقيت العمامة على العاتق استخفافا

يعنى بالعالم أوبعلمه فذلک کفر، أو قال ماأقبح امرأ قص الشارب ولفّ طرف العمامة على العنق،کذا فى الخلاصة للحميدى،وفيه:ان عادته للتاکيد۔

اور فتاویٰ ظہیریہ میں ہے جس شخص نے کسی ایسے فقیہ سے کہا جس نے مونچھیں کاٹی ہوئی ہوں، کتنی عجیب وغریب شکل ہے یا کتنی بری شکل ہے کہ مونچھیں کاٹی ہوئی ہیں، اور اپنے عمامے کا پلو (کنارہ) ٹھوڑی کے نیچے سے لپیٹا ہوا ہے تو ایسا شخص کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے علماء کا استخفاف (توہین) کیا ہے اور یہ انبیاء علیہم السلام کے استخفاف کو مستلزم ہے کیونکہ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اور مونچھیں کاٹنا انبیاء کی سنت ہے۔ پس اس کو برا سمجھنا بلا اختلافِ علماء کفر ہے۔ اور خلاصہ میں ہے جس نے کسی عالم دین سے کہا تو نے اپنی مونچھیں کاٹی ہوئی ہیں اور عمامہ کندھے پر لٹکایا ہوا ہے استخفاف کے طور پر یعنی کسی عالم کے ساتھ یا اس کے علم کی وجہ سے تو یہ کافر ہو گیا، یا اس نے کہا کتنا ہی برا ہے یہ شخص جس نہ مونچھیں کاٹی ہوئی ہیں اور عمامے کا کنارہ اپنی گردن پر لپیٹا ہوا ہے۔ اور ایسے ہی خلاصہ حمیدی میں ہے، اس صورت میں اگر اس نے اپنے جملے کو تاکید کے لیے دہرایا۔

(شرح فقه اکبر،فصل فى العلم والعلماء،ص،۱۷۳،میر محمد کتب خانه کراچی)

وفى مجموع النوازل رجل قال چه بکار آید سبلت پست کافر شود۔ لانه استخفاف بالسنة۔

اور مجمع النوازل میں ہے ایک شخص نے کہا مونچھوں کے کنارے پست کرنا کیا کام آئے گا، کافر ہو جائے گا، اس لیے کہ سنت کا استخفاف ہے۔

(خلاصة الفتاوىٰ،ج،۴،ص،۳۸۶،مکتبه رشيديه کوئٹه،فتاوىٰ برهنه،ج،۱ص،۱۲۵،مکتبه عربيه کانسى روڈ کوئٹه)

مونچھیں بڑھانا شیعہ کی علامت ہے

علامہ محمد شہاب الدین بن بزار کردری ص، حنفی، متوفی، ۸۲۷ھ لکھتے ہیں:

قص الشارب امارة اهل السنة والجماعة وترکه امارة الرفض۔

مونچھیں کاٹنا اہل سنت وجماعت کی علامت ہے اور مونچھوں کو چھوڑنا (یعنی بڑی رکھنا) روافض (شیعہ) کی علامت ہے۔

(الفتاوىٰ البزازية،کتاب السير فى الحظر والاباحة،ج،۲،۳۳۲،۲،قديمى کتب خانه کراچى ،ا لوسيلة الاحمدية والذريعة السرمدية فى شرح الطريقة المحمدية على هامش بريقه،ج،۴،ص،۱۷۳،مکتبة العلوم الدينية کوئٹه)

علامہ محمد طاہر پٹنی ص، متوفی، ۹۸۶ھ لکھتے ہیں:

فسبحانه ماسخف عقول قوم طرحوا الشارب واحفوا اللحى عکس ما عليه فطرة جميع الامم،قد بدلوا افطرتهم نعوذ بالله۔

سبحان اللہ کس قدر ناقص عقل ہے ان لوگوں کی جنھوں نے مونچھیں بڑھائیں اور داڑھیاں چھوٹی کیں بر عکس اس خصلت کے جس پر تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امتوں کی فطرت ہے انہوں نے اپنی اصل خلقت ہی بدل دی خدا کی پناہ۔

(کواکب الدراری شرح صحیح بخاری امام کرمانی ,و مجمع بحار الانوار ,باب الفا مع الطاء ,تحت لفظ "فطر" ,ج,۴,ص,۱۵۸ ,مکتبہ دار الایمان مدینہ منورہ)

مونچھیں بڑھانا مکروہ ہے

مولانا ابو سعید خادمی رحمہ اللہ تعالیٰ، اور شیخ رجب بن احمد رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

فی شرح شرعۃ الاسلام اراد بہ النہی عما یفعلہ الاعاجم و الافرنج من قص اللحیۃ و توفیر الشارب فانہ مکروہ۔

شرعۃ الاسلام کی شرح میں ہے کہ اس منع کرنے سے مراد اس چیز سے منع کرنا ہے جس کو پارسی اور فرنگی کرتے ہیں، داڑھی کاٹتے ہیں اور مونچھیں بڑھاتے ہیں، پس بے شک یہ مکروہ ہے۔

(بریقۃ محمودیۃ فی شرح طریقۃ محمدیۃ ,ج,۴,ص,۱۷۴ ,مکتبۃ العلوم الدینیۃ کوئٹہ ,الوسیلۃ الاحمدیۃ و الذریعۃ السرمدیۃ فی شرح الطریقۃ المحمدیۃ علی ھامش بریقہ ,ج,۴,ص,۱۷۴ ,مکتبۃ العلوم الدینیۃ کوئٹہ)

لمبی مونچھیں رکھنا بدعت ہے

موئے لب راپست داشتن سنت است و دراز داشتن بدعت است دراز نشاید داشتن کہ بشومی بدعت بود (ای شاید) کہ آب بحرف ای کنارۂ لب نرسد طہارت درست نبود و نماز روانی۔

مونچھوں کو پست رکھنا سنت ہے اور لمبی رکھنا بدعت ہے، لمبی نہیں رکھنی چاہیے، بدعت کی نحوست ہوتی ہے (یعنی شاید) کہ پانی ہونٹ کے کنارے کو نہ پہنچے، طہارت نہ ہوئی، نماز جائز نہیں۔

(صلوٰۃ مسعودی, باب ھشتم در بیان طھارت ,ج,۱,ص,۸۰,در طبع محمدی تاجران کتب بمبئی, ھدایۃ الابرار الیٰ طریقۃ الاخیار ,الفصل الثانی فی حرمۃ البقاء الشوارب و لزوم اخذھا, ص,۱۹ ,اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

مونچھیں کاٹنا سنت مؤکدہ ہے

و أما الأخذ من الشارب فلیس کالأخذ من اللحیۃ و الرأس لکنہ سنۃ مؤکدۃ۔

اور بہر حال مونچھیں کاٹنا داڑھی اور سر کے کاٹنے کی طرح نہیں ہے بلکہ یہ سنت مؤکدہ ہے۔

(شعب الایمان، ج۵،ص، ۲۲۱،رقم: ۶۴۴۰،دارالکتب العلمیہ بیروت)

مونچھیں دائیں جانب سے کاٹنا شروع کرنا مستحب ہے

امام نووی شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہنے فرمایا:

یستحب أن یبدأ فی قص الشارب بالیمین۔

مونچھیں کاٹنے میں دائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے۔(اس لیے کہ نبی کریم ﷺ دائیں جانب سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے)

(فتح الباری، کتاب اللباس، باب قص الشارب، ج۱۰، ص،۲۹۵،دارالمرفۃ بیروت)

جمعہ کے دن مونچھیں مونڈنا، افضل و مستحب ہے

ملا علی قاری حنفی نقشبندی ص متوفی،۱۰۱۴ھ،اور علامہ نظام الدین حنفی ص،متوفی،۱۱۶۱ھ لکھتے ہیں:

وفی القنیۃ الأفضل أن یقلم أظفارہ ویحفی شاربہ ویحلق عانتہ وینظف بدنہ بالاغتسال فی کل أسبوع مرۃ،فان لم یفعل ذلک،ففی کل خمسۃ عشر یوماً ولاعذر فی ترکہ وراء الأربعین۔فالأسبوع ھو الأفضل والخمسۃ عشر ھو الأسط،والأربعون ھو لأبعد ولاعذر فیما وراء الأربعین،ویستحق الوعید عندنا۔

اور ’’القنیہ‘‘میں ہے کہ افضل یہ ہے کہ آدمی یہ درج ذیل کام ہر ہفتہ میں ایک بار کرلیا کرے:(۱)اپنے ناخن کاٹنا(۲)اپنی مونچھوں کو جڑ سے ختم کرنا(۳)اپنے زیر ناف بال مونڈنا(۴)اپنے بدن کو غسل کرکے صاف کرنا۔اگر ایسانہ کرسکے تو پھر ہر پندرہ دن میں ایک بار کرے،اور چالیس دن تک چھوڑنے میں کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔لہٰذا ایک ہفتہ کی مدت افضل ہے،پندرہ دن کی درمیانی مدت ہے اور چالیس دن کی مدت انتہائی مدت ہے اور چالیس دن سے زیادہ مؤخر کرنا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا،ہمارے نزدیک وعید کا مستحق ٹھہرے گا۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب اللباس، باب الترجل، ج۸، ص،۲۷۵، ۲۷۴،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ،فتاویٰ عالمگیری، کتاب الکراھیۃ باب الختان والخصاء، ج۵، ص،۴۳۷،قدیمی کتب خانہ کراچی)

کبار علماء اسلام لکھتے ہیں:

ذھب الفقھاء الی أنہ یستحب لمن یرید حضور الجمعۃ تحسین ھیئتہ بقص الشارب وغیر ذلک من الأمور المندوبۃ فی ذلک الیوم۔

فقہاء کا مذہب ہے کہ یہ مستحب ہے اس شخص کے لیے جو جمعہ کی حاضری کا ارادہ رکھتا ہے وہ مونچھیں کاٹ کر اور اس دن اس کے علاوہ جو کام مندوب، مستحب ہیں کرکے اپنی شکل وصورت کو حسین بنالے۔

(الموسوعۃالفقھیۃ،ج۲۵،ص۳۲۲،مکتبہ علوم اسلامیہ بلوچستان)

کبار علماء اسلام لکھتے ہیں:

وذهب جمهور الفقهاء الى ان الأخذمن الشارب يكون قبل حضور صلاة الجمعة, ولكن الحنفية قالوا:ان حلق الشعر يوم الجمعة بعد الصلاة افضل لتناله بركة الصلاة۔

اور جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ نماز جمعہ میں حاضر ہونے سے پہلے مونچھیں کاٹی جائیں،اور لیکن احناف فرماتے ہیں:بے شک بالوں کو مونڈنا جمعہ کے دن نماز کے بعد افضل ہے تاکہ وہ نماز کی برکت کو حاصل کر لیں۔

(بدائع الصنائع ،ج۱،ص۲۶۹،جواهر الاكليل ،ج۱،ص۹۶،كفاية الطالب ،ج۱،ص۲۹۶،اسنى المطالب ،ج۱،ص۲۶۶،كشاف القناع ،ج۲،ص۴۲،مطالب اولى النهى ،ج۱،ص۸۷،ردالمحتار،ج۱،ص۵۸۱،دارالكتب العلميه بيروت،الموسوعۃالفقھیۃ،ج۲۵،ص۳۲۳،مکتبہ علوم اسلامیہ بلوچستان)

کبار علماء اسلام لکھتے ہیں:

وعللوا الأخذمن الشارب كل جمعة بأنه اذاترك يصير وحشا۔

اور فقہاء کرام نے ہر جمعہ کو مونچھیں کاٹنے کی علت یہ بیان کی ہے کہ وہ جب چھوڑ دے گا تو وحشی ہو جائے گا۔(یعنی شکل وحشیانہ نظر آئے گی)

(مطالب اولی النهی،ج۱،ص۸۷،۸۵"ج۲،ص۴۲۵،الموسوعۃالفقھیۃ،ج۲۵،ص۳۲۲،مکتبہ علوم اسلامیہ بلوچستان)

لمبی مونچھوں والے کے جھوٹے پانی کا شرعی حکم

سوال: یہ کہ لبوں کے بال بڑھے ہوئے شخص کا جھوٹا پانی وغیرہ پینا کیسا ہے؟

جواب: اگر اسے وضو نہ تھا اس حالت میں اس نے پانی پیا اور لبوں کے بال پانی کو لگے تو پانی مستعمل ہو گیا، مستعمل پانی کا پینا ہمارے امام(ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اصل مذہب میں حرام ہے،ان کے نزدیک وہ پانی ناپاک ہو گیا خود اس نے جو پیا، ناپاک پیا اور اب جو پیئے گا ناپاک پیئے گا،اور مذہب مفتٰی بہ پر مستعمل پانی پینا مکروہ ہے،اس نے جو پیا مکروہ پیا اور اب جو بچا ہوا پیئے گا مکروہ پیئے گا،ہاں اگر اسے وضو تھا یا منہ دھلا تھا تو شرعاً حرج نہیں،اگرچہ اس کی مونچھوں کا دھوون پینے سے قلب کراہت کرے گا۔

(فتاویٰ رضویہ،ج۲۲،ص۶۰۲،رضا فاؤنڈیشن لاہور)

لمبی مونچھیں رکھنے والے کا شرعی حکم

سوال: داڑھی منڈوانے والے، کترنے والے، لبوں (مونچھوں) کے بال بڑھانے والے کس خطا کے مرتکب ہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے؟

جواب: حدِ شرع سے کم داڑھی رکھنا یا حدِ شرع سے زیادہ مونچھیں رکھنا سب خلافِ شرع اور مجوسیوں کی سنت اور نصرانیوں کی عادت ہے، آدمی اس سے گنہگار ہوتا ہے اور اس کی عادت رکھنے سے فاسق ہو جاتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج، ۲۲، ص، ۶۰۲، رضافاؤنڈیشن لاهور)

ورسول علیہ السلام فرمودہ است کہ فردای قیامت آمنا وصدقنا اہل عرصات سجدہ آرند مر پروردگار را سجدہ تحیت مگر کافران را ایشان سجدہ آوردن نتوانند وسرہای ایشان ہمچو سرون گاؤ راست ماندہ باشد وکسانی کہ در دنیا لب را دراز داشتہ اند آن مویہای ایشان در زمین استوار شدہ باشند ہمچون نیزہ ہا وایشان مانع باشب از آوردن سجدہ تا اہل عرصات فرق نتوانند کرد میان ایشان ومیان کافران۔

رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کل قیامت پر ہم ایمان لائے اور ہم نے تصدیق کی اہل قیامت خاص پروردگار کو سجدہ تحیت کریں گے مگر کافر اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہیں کر سکیں گے اور ان کے سر بیل کے سینگوں کی طرح ہوں گے اور جس شخص نے دنیا میں مونچھیں لمبی رکھی ہوں گی ان کے بال نیزوں کی طرح زمین میں مضبوط ہوں گے اور انہیں سجدہ کرنے سے رکاوٹ ہو گی، یہاں تک کہ اہل قیامت ان میں اور کافروں میں فرق نہیں کر سکیں گے۔

(صلوٰۃ مسعودی، باب ھشتم در بیان طھارت، ج، ۱، ص، ۸۱، درطبع محمدی تاجران کتب بمبئی)

وسید امام ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ، در سیر کبیر آوردہ است کہ اگر در معرکہ گاہ مؤمنان با کافران کشتہ شوند مؤمنان را از کافران بچہ طریق فرق کنند مومنان را بچہار چیز فرق توان کردن بموی روی رنگ کردہ وسنت فرج وموی لب پست بود وجامہ سیاہ تا اگر یکے را سنت فرج (ای ختنہ کردہ نشدہ) نبود ولیکن موئ لبش پست بود ویرا حکم کنیم باسلامِ وی ودر گورستان مؤمنان دفن کنند واگر موئ لب وی دراز بود ولیکن بسنتِ فرج نبود ویرا حکم نکنیم باسلام وی وبخاک دفن نہ کنند۔

اور سید امام ناصر الدین ص فرماتے ہیں کہ، سیر کبیر میں آیا ہے کہ اگر مومن، کافروں کے ساتھ میدان جنگ میں قتل کئے جائیں، تو مومنوں کو کافروں سے کس طریقہ کے ساتھ فرق کریں گے؟ مومنوں میں چار چیزوں کے ساتھ فرق کیا جا سکتا ہے۔(۱) چہرہ کے بالوں کو رنگ کیے ہونے کے ساتھ،(۲) اور شرمگاہ کی سنت یعنی ختنہ کیا ہوا ہو،(۳) اور مونچھوں کے بال پست ہوں،(۴) اور کپڑے سیاہ پہنے ہوئے ہو۔ یہاں تک کہ اگر ایک کی شرمگاہ کی سنت (ختنہ کیا ہوا) نہ تھا اور لیکن اس کی مونچھوں کے بال پست تھے اس کے مسلمان ہونے کا حکم لگائیں گے اور

مومنوں کے قبرستان میں دفن کریں گے ،اور اگر اس کی مونچھوں کے بال لمبے ہوں اور ختنہ نہ کیا ہوا ہو اس پر مسلمان ہونے کا حکم نہیں لگائیں گے اور مٹی میں دفن نہیں کیا جائے گا۔

(صلوٰۃ مسعودی،باب ھشتم در بیان طھارت،ج،۱،ص،۸۱،درطبع محمدی تاجران کتب بمبئی،وھدایة الابرار الیٰ طریقة الاخیار،الفصل الثانی فی حرمة البقاء الشوارب ولزوم اخذھا،ص،۱۹،اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

مونچھیں منڈانے کے متعلق سوالات کے جوابات

مونچھیں مونڈنا بدعت ہے؟ کا جواب

سوال: مونچھیں مونڈنا ممنوع اور بدعت ہے،اس لیے اسے ترک کرنا چاہیے۔

علامہ اسماعیل حقی، حنفی ص، متوفی،۱۱۳۷ھ لکھتے ہیں:

والسنة تقصير الشارب و حلقه بدعة۔

مونچھوں کا پست کرنا سنت ہے اور ان کو مونڈنا بدعت ہے۔

(تفسیر روح البیان،ج،۱،ص،۲۲۲)

مونچھیں مونڈنا بدعت ہے جیسا کہ درج ذیل کتابوں میں بھی لکھا ہے۔

(الفتاویٰ السراجیة،کتاب الکراھة و لاستحسان،باب المتفرقات،ص،۳۳۷،زمزم پبلشرز کراچی،حاشیہ جلالین ص،۱۸،حاشیہ نمبر ۳۳،قدیمی کتب خانہ کراچی،روح البیان،ج،۱،ص،۲۲۲،مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح،کتاب اللباس،باب الترجل،ج،۸،ص،۲۷۴،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

جواب: علامہ ابن عابدین شامی حنفی ص، متوفی،۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

لابد للمفتي أن يعلم حال من يفتي بقوله، ولا يكفيه معرفته باسمه و نسبه، بل لابد من معرفته في الرواية، و درجته في الدراية، و طبقته من طبقات الفقهاء، ليكون على بصيرة في التمييز بين القائلين المتخالفين و قدرة كافية في الترجيح بين القولين المتعاضين:

مفتی کے لئے ضروری ہے کہ اسے اس کا حال معلوم ہو کہ وہ جس کے قول پر فتویٰ دے رہا ہے،اور صرف اس کے نام اور اس کے نسب کی معرفت کافی نہیں ہے،بلکہ روایت میں اس کی معرفت،اور درایت (عقل و فہم) میں اس کے درجہ سے واقفیت ضروری ہے،اور یہ کہ طبقات فقہاء میں سے وہ کون سے طبقہ سے تعلق رکھتا ہے،تاکہ بصیرت کے طور پر دو مخالف اقوال کے درمیان تمیز کر سکے اور دو متعارض اقوال کے درمیان ایک قول کو ترجیح دینے میں کافی قدرت رکھتا ہو۔

(ردالمحتار علیٰ الدر المختار شرح تنویر الابصار، ا ،ص، ۱۸۰، ۱۷۹، دار الکتب العلمیہ بیروت)

فقہاء کے سات طبقات

الأولی: طبقة المجتهدين فی الشرع کالأئمة الأربعة رضی الله عنهم ومن سلک مسلکا فی تأسيس قواعد الأصول، واستنباط أحكام الفروع عن الأدلة الأربعة من غير تقليد لأحد، لا فی الفروع ولا فی الأصول۔

الثانية: طبقة المجتهدين فی المذهب، کأبی يوسف ومحمد وسائر أصحاب أبی حنيفة، القادرين علی استخراج الأحكام عن الأدلة المذكورة علی حسب القواعد التی قررها أستاذهم، فانهم وان خالفوه فی بعض أحكام الفروع، لكنهم يقلدونه فی قواعد الأصول۔

الثالثة: طبقة المجتهدين فی المسائل التی لا رواية فيها عن صاحب المذهب، كالخصاف، وأبی جعفر الطحاوی، وأبی الحسن الكرخی، وشمس الأئمة الحلوانی، وشمس الأئمة السرخی، وفخر الاسلام البزدوی، وفخر الدين قاضی خان وغيرهم، فانهم لا يقدرون علی مخالفة الامام لا فی الأصول ولا فی الفروع، لكنهم يستنبطون الأحكام فی المسائل التی لا نص فيها علی حسب الأصول قررها ومقتضی قواعد بسطها۔

الرابعة: طبقة أصحاب التخريج من المقلدين کالرازی وأضرابه، فانهم لا يقدرون علی الاجتهاد أصلاً، لكنهم لاحاطتهم بالأصول، وضبطهم للمأخذ يقدرون علی تفصيل قول مجمل ذی وجهين، وحكم محتمل لأمرين، منقول عن صاحب المذهب، أو عن أحد من أصحابه المجتهدين، برأيهم ونظرهم فی الأصول، والمقايسة علی أمثاله ونظائره من الفروع۔ وما وقع فی بعض المواضع من "الهداية" من قوله "كذا فی تخريج الكرخی، وتخريج الرازی" من هذا القبيل۔

الخامسة: طبقة أصحاب الترجيح من المقلدين، کأبی الحسن القدوری، وصاحب "الهداية" وأمثالهما، وشأنهم تفضيل بعض الروايات علی بعض آخر، بقولهم هذا أولی، وهذا أصح رواية، وهذا أوفق للقياس وهذا أرفق للناس۔

والسادسة: طبقة المقلدين القادرين علی التمييز بين الأقوی والقوی والضعيف، وظاهر الرواية، وظاهر المذهب والرواية النادرة، کأصحاب المتون المعتبرة كصاحب "الكنز"، وصاحب "المختار"، وصاحب "الوقاية"، وصاحب "المجمع"، وشأنهم أن لا ينقلوا الأقوال المردودة، والروايات الضعيفة۔

والسابعة: طبقة المقلدين الذين لا يقدرون علی ما ذكر، ولا يفرّقون بين الغث والسمين۔ ولا يميزون الشمال من اليمين، بل يجمعون ما يجدون كحاطب ليل، فالويل لمن قلدهم كل الويل۔

پہلا طبقہ:

مطلق مجتہدین کا ہے جنہوں نے شریعت میں اجتہاد کیا جیسے ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام مالک بن انس، امام محمد بن ادریس شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ) اور وہ مجتہدین جو ان کی روش پر چلے ہیں جنہوں نے اصول فقہ کے قواعد کی بنیاد رکھی ہے اور اصول و فروع میں کسی کی تقلید کے بغیر ادلہ اربعہ (قرآن، حدیث، اجماع، قیاس) سے فروعی احکام مستنبط کئے ہیں۔

دوسرا طبقہ:

مذہب میں مجتہدین کا ہے جیسے امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے دوسرے تلامذہ جو اپنے استاد کے مقرر کردہ اصول و ضوابط کی روشنی میں ادلہ اربعہ سے احکام مستنبط کرنے پر پوری طرح قادر ہیں۔ ان حضرات نے اگرچہ بعض جزئیات میں اپنے استاذ کی مخالفت کی ہے مگر اصول میں وہ اپنے استاذ کی پیری کرتے ہیں۔

تیسرا طبقہ:

مسائل میں مجتہدین کا ہے:

جن جزئیات میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے تلامذہ سے کوئی روایت منقول نہیں یہ حضرات اپنے اجتہاد سے ان کے احکام بیان کرتے ہیں۔

جس طرح امام خصاف، اور امام ابو جعفر طحاوی، اورامام ابو الحسن کرخی، اور امام شمس الائمہ حلوانی، اور امام شمس الائمہ سرخسی، اور امام فخر الاسلام بزدوی، اور امام فخر الدین قاضی خان اور ان جیسے یہ حضرات امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہ اصول میں مخالفت کر سکتے ہیں اور نہ فروع میں البتہ امام عظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تجویز کردہ اصول و ضوابط کو پیش نظر رکھ کر ان جزئیات کے احکام مستنبط کر سکتے ہیں جن کے بارے میں امام عظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی قول مروی نہیں ہے۔

چوتھا اصحابِ تخریج کا طبقہ:

یہ حضرات مقلد ہوتے ہیں مثلاً جصاص رازی اور ان کے ہم رتبہ حضرات ان حضرات میں اجتہاد کی صلاحیت مطلق نہیں ہوتی مگر چونکہ یہ حضرات اصول کو اچھی طرح محفوظ کئے ہوئے ہوتے ہیں اور ان اصول کے ماخذ سے بھی واقف ہوتے ہیں اس لئے صاحب مذہب سے یا ان کے کسی مجتہد شاگرد سے منقول کسی ایسے قول کی جو مجمل اور ذووجہین ہوتا ہے یا کسی ایسے حکم کی جس میں دو احتمال ہوتے ہیں اپنی خداداد

صلاحیت سے اور اپنے امام کے اصول کو پیش نظر رکھ کر اور نظائر وامثال پر قیاس کر کے تفصیل وتعین کر سکتے ہیں ہدایہ میں جو کہیں آتا ہے کہ یعنی امام کرخی اور امام حصاص رازی نے ان مسائل کی تخریج وتفصیل کی ہے۔

پانچواں اصحابِ ترجیح کا طبقہ:

یہ حضرات بھی مقلد ہوتے ہیں ان میں بھی اجتہاد کی مطلق صلاحیت نہیں ہوتی جیسے قدوری، صاحب ہدایہ اور ان ہی جیسے دوسرے حضرات۔ ان فقہاء کا کام مختلف روایتوں میں سے کسی ایک روایت کو ترجیح دینا ہے جس کے لئے عام طور پر یہ تعبیرات اختیار کی جاتی ہے۔ یہ بہتر ہے اس کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ یہ دلائل کے اعتبار سے زیادہ واضح ہے۔ یہ قیاس سے زیادہ ہم آہنگ ہے، اس میں لوگوں کے لئے زیادہ سہولت ہے۔

یہ علماء مقلدین کا وہ طبقہ ہے جنہیں مختلف اقوال میں کسی ایک کو ترجیح دینے کی قدرت ہوتی ہے، جس طرح ابو الحسن قدوری ص، اور صاحبِ ہدایہ وغیرہ، ان کی شان یہ ہے کہ یہ بعض روایات کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں، جیسے ان کا فرمان ہے، **هذا اولی، وهذا اصح رواية، وهذا ارفق للناس۔**

چھٹا اصحابِ تمیز کا طبقہ۔

یہ حضرات بھی مقلد ہوتے ہیں مگر اقویٰ، قوی اور ضعیف کے درمیان امتیاز کر سکتے ہیں نیز ظاہر روایت ظاہر مذہب اور روایت نادرہ کے درمیان فرق کر سکتے ہیں مثلاً متون معتبرہ کنز، مختار، وقایہ اور مجمع کے مصنفین ان حضرات کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں مردود اقول اور ضعیف روایتیں نقل نہیں کرتے۔

ساتواں مقلدین کا طبقہ:

ان فقہاء کا ہے جو مقلد محض ہوتے ہیں اور جو مختلف اقوال میں تمیز بھی نہیں کر سکتے نہ کار آمد اور نکمے کے درمیان امتیاز کر سکتے ہیں، نہ دائیں بائیں میں فرق کر سکتے ہیں بلکہ جو کچھ مل جاتا ہے سب اپنی کتابوں میں جمع کر لیتے ہیں ان کا حال رات میں لکڑیاں چننے والے جیسا ہے اور ان لو گوں کیلئے بڑی خرابی ہے جو ان کی تقلید کرتے ہیں۔

(شرح عقود رسم المفتی، ص، ۱۲، ۱۱، ۱۰، مکتبة البشریٰ، کراتشی)

صاحبِ درمختار فرماتے ہیں: ساتویں طبقہ کی مثال ہم ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم ان علماء کی ہر اس مسئلہ میں اتباع کریں جس میں انہوں نے کسی حکم کو ترجیح دی ہے یا جس کی تصحیح کی ہے۔ جس طرح وہ زندہ ہوتے اور فتویٰ دیتے۔ (تو ہم اسی پر عمل کرتے، بس اب ہمارا کام نقل کرنا ہے۔)

(ردالمحتار علیٰ الدر المختار شرح تنویر الابصار، ۱،ص،۱۸۰، ۱۷۹، دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ اسماعیل حقی، حنفی ص، متوفی،۱۱۳۷ھ صاحبِ تفسیر روح البیان مذکورہ بالاسات طبقاتِ فقہاء میں سے کسی طبقہ میں نہیں ہیں اس لیے ان کا قول مجتہد فقہاء کے خلاف معتبر نہیں ہے۔

مونچھیں مونڈنے پر بدعت کا اطلاق کرنا باطل ہے۔ کیونکہ بدعت کی تعریف مونچھیں مونڈنے پر سچی نہیں آتی جیسا کہ درج ذیل تعریف میں واضح ہو جائے گا۔

شیخ احمد بن محمد رومی، حنفی، متوفی ص،۱۰۴۳ھ لکھتے ہیں:

البدعة السیئة التی لیس لها من الکتاب و السنة اصل و سند ظاهر او خفی، ملفوظ او مستنبط۔

بدعت سیئہ وہ ہے جس کی اصل نہ قرآن مجید میں اور نہ حدیث شریف میں ہو اور نہ ظاہر یا خفی، لفظوں سے یا مضمون سے ملتی ہو۔

(مجالس الابرار و مسالک الاخیار، المجلس الثامن عشر، ص،۱۴۸، سہیل اکیڈیمی، لاھور)

اور مونچھیں مونڈنے کو بدعت کہنا اس لیے بھی درست نہیں کہ یہ قول حدیث نبوی ﷺ کے صریح مخالف ہے، اس کے الفاظ اور اصل سنت میں ہے اور وہ سنن کبریٰ، نسائی کی روایت ہے۔

مونچھیں مونڈنا سنت ہے

أخبرنا محمد بن عبدالله بن یزید المقریء المکی قال حدثنا سفیان عن الزهری عن سعید بن المسیب عن أبی هریرة عن النبی ﷺ قال: الفطرة خمس: الختان و حلق العانة و نتف الابط و تقلیم الأظفار و حلق الشارب۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دین میں پانچ چیزیں قدیم سنت ہیں:(۱)ختنہ کرنا،(۲)زیرِناف بالوں کو مونڈنا،(۳)بغل کے بال نوچنا،(۴)ناخن کاٹنا،(۵)مونچھیں مونڈنا۔

(سنن الکبریٰ للنسائی، کتاب الطهارة، ابواب الفطرة، ج،۱،ص،۶۵،رقم:۹،دارالکتب العلمیه بیروت، کنزالعمال، ج،۶،ص،۶۵۳،رقم :۱۷۲۲۹، مؤسسة الرسالة، بیروت)

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: حلقوا الشوارب و اعفوا اللحی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مونچھیں منڈاؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔

(حاشیه، هدایة الابرار الیٰ طریقة الاخیار، الفصل الثانی فی حرمة البقاء الشوارب و لزوم اخذها، ص،۲۷، اسلامی کتب خانه قصه خوانی پشاور)

اور اس لیے بھی مونچھوں کے بال مونڈنے پر بدعت کا اطلاق کرنا درست نہیں ہے کیونکہ فقہ حنفی کی معتبر کتب کی تصریحات کے خلاف بھی ہے۔ فقہ حنفی کی کثیر کتب میں مونچھیں مونڈنا سنت لکھا ہے۔ جس کو باحوالہ اس رسالہ میں پہلے ذکر کر دیا گیا ہے وہاں مطالعہ فرمالیں۔

اور مونچھوں کو مونڈنا مقصود ہوتا ہے، صوفیاء اور ان کے علاوہ لوگ کرتے ہیں، جیسا کہ الفتح القدیر اور البحر الرائق اور کفایہ اور عنایہ اور مستخلص میں کتاب الحج باب الجنایات میں ہے۔

اور رہی یہ بات کہ حنفی فقہ کی کتب میں مونچھیں مونڈنا بدعت ہے کا قول مذکور ہے تو اس کا جواب یہ ہے اس قول کو قیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو کہ اس کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ ملتقی الابحر میں مونچھیں مونڈنے کو سنت لکھا گیا ہے اس کی شرح میں علامہ حصکفی ص نے قول ضعیف کی طرف اشارہ کیا۔

علامہ علاؤالدین حصکفی ص حنفی، متوفی لکھتے ہیں:

وقیل حلقه بدعة۔

اور قول ضعیف ہے کہ مونچھیں مونڈنا بدعت ہے۔

(الدر المنتقی فی شرح ملتقی الابحر، کتاب الکراھیة، فصل فی المتفرقات، ج، ۲۲۶، ۴، مکتبة المنار کانسی روڈ، کوئٹہ)

اور بدعت کا قول حضرت امام مالک ص کا قول ہے اور یہ دلیل صرف امام مالک ص کے مذہب کے لئے ہے۔ ہم احناف کے لیے نہیں ہے کیونکہ ہم حضرت امام اعظم ص کے مقلد ہیں، اور مقلد کے لیے اپنے امام کا قول ہی حجت ہوتا ہے ہم مقلدین کے لیے دوسرے امام کے قول پر بلاضرورت عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی ص، متوفی، ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

فاما المقلد فانما ولاه ليحكم بمذهب ابى حنيفة فلا يملك المخالفة فيكون معزولا بالنسبة الى ذلك۔

مقلد کو قاضی صرف اس لیے بنایا گیا ہے کہ وہ اپنے امام ابو حنیفہ ص کے مذہب کے مطابق فیصلہ کرے آپ کے مذہب کی وہ مخالفت نہیں کر سکتا، اگر کرے تو وہ اس فیصلہ میں معزول ہوگا۔

(ردالمختار، ج، ۳، ص، ۲۳۷، جدید ایڈیشن، ج، ۵، ص، ۴۵۸)

علامہ ابن نجیم حنفیص متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں:

والعجب من المشايخ كيف يختارون خلاف ظاهر المذهب مع انه واجب الاتباع على مقلدى ابى حنيفة ص۔

ان مشائخ پر تعجب ہے کہ وہ کیسے ظاہر مذہب کے خلاف اختیار کرتے ہیں (فتویٰ دیتے ہیں) جبکہ ابو حنیفہ ص کے مقلدین کے لیے آپ ہی کی اتباع لازم ہے۔(نہ کہ دوسرے مذہب کی)۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب المفقود، ج۵، ص ۲۷۷، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

جب سنت وبدعت کے درمیان تردد ہو؟ کا جواب

سوال: فقہاء کے نزدیک مقرر ہے کہ جب سنت اور بدعت کے درمیان حکم متردد ہو تو فعلِ بدعت پر ترکِ سنت کو ترجیح دی جاتی ہے۔

جواب: قلنا ان رجحان ترک السنة علی فعل البدعة او المکروہ فیما اذا کان الروایتان منسوبتین الی صاحب المذھب وھنا لیس الامر کذلک، لان روایة بدعیة حلق الشارب غیر منسوبة الیه لانه لم یوجد عن ابی حنیفة روایة بدعیة اصلا، لا فی کتب المتقدمین ولا فی کتب المتاخرین بل روایة بدعیة منسوبة الی مالک۔۔۔وروایة کراھیة منسوبة الی الشافعی۔

فعلِ بدعت یا مکروہ پر ترکِ سنت کا رجحان اس صورت میں ہوتا ہے جب صاحب مذہب کی طرف دو روایتیں منسوب ہوں، اور یہاں اس طرح کا معاملہ نہیں ہے، اس لیے کہ موچھیں مونڈنا بدعت کی روایت صاحبِ مذہب کی طرف منسوب نہیں ہے، اس لیے کہ بدعت کی روایت امام ابو حنیفہ ص سے اصلاً پائی ہی نہیں گئی، نہ متقدمین کی کتب میں اور نہ متاخرین کی کتب میں، بلکہ بدعت کی روایت امام مالک ص کی طرف منسوب ہے۔۔۔اور مکروہ کی روایت امام شافعی ص کی طرف منسوب ہے۔

(ھدایة الابرار الیٰ طریقة الاخیار، الفصل الثانی فی حرمة البقاء الشوارب ولزوم اخذھا، ص ۲۷،۲۸، اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

اختلاف سے نکلنا مستحب ہے؟ کا جواب

سوال: فقہاء کے نزدیک اختلاف کی جگہ سے خروج مستحب ہے تو موچھیں منڈانے سے بچنا مناسب ہے، اس لیے کہ اس میں امام مالک کا اختلاف ہے، ان کے نزدیک موچھیں منڈانا بدعت ہے۔ اور امام شافعی ص کا اختلاف ہے، ان کے نزدیک موچھیں منڈانا مکروہ ہے؟

جواب: قلنا ان الخروج عن موضع الخلاف مستحب، یشرط ان لایکون فی ذلک الخروج ترک مستحب المذھب وفی الخروج عن خلافھما بان یحترز عن حلق الشارب ویختار قصه بان یبدو اطار الشفة ای ملتقی جلدتھا ولحمتھا من غیر ان یحفی من اصله علی حلقه الذی ھو مدلول احفائه بان یاخذ الشعر من الاصل بالحلق بالموسی او بالقص بالمقراض بطریق المبالغة بحیث یشبه بالنتف فی ظھور الجلد ویصیر مثله ای الاحفاء بالمعنی المذکور مسنون عند الحنفیة یلزم ترک مستحب المذھب والخروج المستلزم لترک المستحب غیر مندوب ولھذا قال الفقھاء ان صوم یوم الشک حرام عند الشافعی وافضل للخواص عندنا ولم یقل احد من علمائنا باستحباب الافطار للخواص لرعایة الخروج عن خلاف الشافعی لان فیھا یلزم ترک مستحب المذھب وھو الصوم۔

ہم کہتے ہیں بے شک اختلاف کی جگہ سے نکلنا مستحب ہے، شرط یہ ہے کہ اس نکلنے میں مذہب کا مستحب ترک نہ ہو۔ ان دونوں (امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہاورامام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اختلاف سے نکلنے میں، یہ کہ مونچھیں مونڈنے سے پرہیز کیا جائے اور مونچھیں کاٹنے کو مونچھوں کے مونڈنے پر اختیار کیا جائے "اس طور پر کہ (کاٹنے کی تفسیر) ہونٹ کا کنارا ظاہر ہو جائے یعنی اس کا چمڑا اور اس کا گوشت مونچھوں کا جڑ سے صاف کرنے کے بغیر"، وہ جو "مونچھوں کے احفاء" کا مدلول ہے، (احفاء کا معنی) یہ ہے کہ بالوں کو جڑ سے مونڈنا ہے استرے کے ساتھ یا قینچی کے ذریعے کاٹنا ہے مبالغہ کے طریقہ پر اس حیثیت سے کہ چمڑے کے ظاہر ہونے میں نوچنے کے مشابہ ہو جائے، اور اس کی مثل ہو جائے جیسا کہ وہ ہے یعنی احفاء مذکور معنی میں مسنون ہے۔ (یعنی قص سے افضل ہے) حنفیہ کے نزدیک مذہب کے مستحب کا ترک لازم آتا ہے اور جو نکلنا مستحب کے ترک کو لازم کر دے مستحب نہیں ہے۔ اور اس لیے یہ فقہاء نے فرمایا ہے کہ شک کے دن کا روزہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حرام ہے اور ہمارے نزدیک خواص کے لیے افضل ہے، اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اختلاف سے نکلنے کی رعایت کے لیے ہمارے علماء میں سے کسی نے خواص کے لیے افطار کو مستحب نہیں کہا، اس لیے کہ مذہب کے مستحب کا ترک لازم آتا ہے اور وہ روزہ ہے۔

(هدایۃالابرار الیٰ طریقۃالاخیار ،الفصل الثانی فی حرمۃالبقاءالشوارب ولزوم اخذھا،ص،۲۸،۲۷ ،اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

مونچھیں مونڈنا مکروہ ہے ؟ کا جواب

سوال: مونچھیں مونڈنا مکروہ ہے جیسا کہ درج ذیل کتابوں میں لکھا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ، کتاب الطھارۃ ،باب السواک ، ج،۲،ص ، ۸۳، کتاب اللباس ،باب الترجل ،ج،۸،ص، ۲۷۴ ،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ،الفتاویٰ الغیاثیۃ ، کتاب الاستحسان و اکراھیۃ فصل فی الضیافات و الولائم،ص، ۱۰۹ ،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ،احکام القرآن ، ج، ۱ ، ص، ۱۵۵ ،شریعہ اکیڈمی اسلام آباد)

جواب: یہ قول شوافع کا ہے نہ کہ احناف کا جیسا کہ پہلے ذکر کر دیا گیا ہے۔

مونچھیں مونڈنا حرام ہے ؟ کا جواب

سوال: مونچھیں مونڈنا حرام اس لیے کہ یہ مثلہ ہے جیسا کہ درج ذیل کتابوں لکھا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ،کتاب الطھارۃ، باب السواک، ج، ۲، ص، ۸۳، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، احکام القرآن، ج، ۱، ص، ۱۵۵، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد)

جواب: یہ بھی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے۔ ان کے لیے دلیل ہے ہمارے لیے نہیں ہے اس لیے کہ اس عاجز نے تفصیل کے ساتھ احناف کا مذہب لکھ دیا ہے جسے امام ابو جعفر طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ ایک عظیم مجتہد ہیں انہوں نے سنت ہونا ثابت کیا ہے، مقلد کی شان یہ ہے کہ وہ امام کے قول سے تجاوز نہ کرے۔

مونچھیں مونڈنا خوارج کی علامت کی وجہ سے منع ہے؟ کا جواب

سوال: بعض لوگوں کا کہنا ہے مونچھیں خارجی منڈواتے ہیں اس لیے مونچھیں نہیں منڈوانی چاہیے کیونکہ ان کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے؟

علامہ بدرالدین عینی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۸۵۵ھ نے لکھا ہے:

اور احادیث میں مونچھیں منڈانے کو خارجیوں کی علامت قرار دیا ہے۔

(عمدۃ القاری، قص الشارب، ج، ۲۲، ص، ۴۴، مصر)

جواب: یہ عاجز علامہ عینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارت نقل کرتا ہے اور اس کا ترجمہ کرتا ہوں جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ علامہ عینی نے تو مونچھیں منڈانے کو خارجیوں علامت قرار دینے کے اعتراض کا جواب دیا ہے نہ کہ اس کو خارجیوں علامت قرار دیا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

فان قلت جاء فی الحديث انه قال فی الخوارج سيماهم التسبيد وهو حلق الشارب من اصله قلت قال ابن الاثير معناه الحلق واستئصال الشعر ولم يقيد بالشارب وهو اعم منه ومن غيره وقال ايضا التسبيد هو ترک التدهن وغسل الرأس قلت يدل علی صحته حديث آخر وهو قوله سيماهم التحليق والتسبيد بعطف التسبيد علی التحليق وهو غيره۔

پس اگر تو کہے کہ حدیث میں آیا ہے خوارج کے بارے میں ان کی علامت تسبید ہے اور وہ جڑ سے مونچھیں مونڈنا ہے؟ میں (علامہ عینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتا ہوں، ابن اثیر نے فرمایا: اس کا معنی مونڈنا اور بال کو جڑ سے ختم کرنا ہے۔ اور وہ مونچھوں کے ساتھ مقید نہیں ہے۔ اور وہ اس سے عام ہے اور اس کے علاوہ سے۔ اور یہ بھی فرمایا: ایک قول ہے کہ تسبید، وہ تیل لگانے کو چھوڑ دینا ہے، اور سر کا دھونا ہے، میں (علامہ عینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتا ہوں اس کی صحت پر دوسری حدیث دلالت کرتی ہے، اور وہ آپ ﷺ کا فرمان: ان کی علامت تحلیق و تسبید ہے، تسبید کے عطف کے ساتھ تحلیق پر ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب اللباس، باب قص الشارب، الجزء الثانی والعشرون، ج، ۲۲، ص، ۴۴، دار الفکر بیروت)

تسبید کا لغوی معنی

تیل لگانا چھوڑ دینا، سر منڈانا، بالوں کو تر کر کے جمالینا پھر چھوڑ دینا۔

التسبید فیهم فاش: خارجیوں میں سر کا منڈانا بہت ہو گا۔(اکثر سر منڈے ہوں گے)بعضوں نے کہا بالوں میں تیل نہیں ڈالیں گے نہ سر دھوئیں گے۔دوسری روایت میں: سیماهم التحلیق۔ ہے یعنی ان کی نشانی سر منڈانا ہو گا۔بعضے علماء نے اس حدیث کے رو سے حج کے سوا اور وقتوں میں سر منڈانا مکروہ رکھا ہے سر پر بال رکھنا مسنون ہے مگر جس کو تکلیف ہو یا بالوں کی خبر گیری نہ کر سکے اس کو منڈانا بھی جائز ہے۔

(لغات الحدیث، کتاب "س"،ج،۲،ص،۱۲،میر محمد کتب خانہ کراچی)

علامہ زبیدی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۲۰۵، لکھتے ہیں:

وکان الحلق سیما الخوارج،وقد ورد فی حدیث فی وصف الخوارج سیماهم التحالیق أی حلق شعر الرأس۔

اور منڈانا خارجیوں کی علامت ہے،اور حدیث شریف میں آیا ہے خوارج کی نشانی منڈانا ہے یعنی سر کے بالوں کو منڈانا۔

(اتحاف السادة المتقین بشرح احیاء العلوم الدین، کتاب أسرار الطهارة، القسم الثالث،ج،۲،ص،۲۴۸،دار الکتب العلمیة بیروت)

علامہ شیخ علی بن سلطان محمد قاری حنفی نقشبندی ص، متوفی، ۱۰۱۴ھ، لکھتے ہیں:

ای علامتهم التحلیق،وهو استئصال الشعر، والمبالغة فی الحلق کما هو مستفاد من صیغة التفعیل التی للتکریر والتکثیر۔قال الطیبی:وانما أتی بهذا البناء،اما لتفریق متابعتهم فی الحلق،اولاکثارهم منه،وفیه وجهان: احدهما استئصال الشعر من الرأس،وهو لایدل علی أن الحلق مذموم،فان الشیم والحلی المحمودة قد یتزیا بهاالخبیث ترویجا لخبثه،وافساده علی الناس،وهو کوصفهم بالصلاة ولقیام۔وثانیهاأن یرادبه تحلیق القوم واجلاسهم حلقا حلقا۔

التحلیق:یعنی ان کی علامت "تحلیق" ہے،اور وہ بالوں کو جڑ سے ختم کرنا ہے اور منڈانے میں مبالغہ کرنا ہے جیسا کہ سر منڈانے کے معنی کو بیان کرنے کے لئے مجرد کے بجائے مزید فیہ کا باب تفعیل ذکر کرنا تکریر و تکثیر کے لیے ہے۔(کہ ان میں سے اکثر لوگ اپنا سر بار بار منڈاتے ہیں)امام طیبی فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے یہ صیغہ شاید اس لیے فرمایا کہ منڈانے میں ان کی متابعت(مطابقت)میں فرق کرنے لیے ،یا یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ لوگ بکثرت سر منڈاتے ہیں۔اور اس کے دو مطلب ہیں:ان دونوں میں سے ایک یہ ہے سر سے بالوں کو جڑ سے ختم کرنا ہے،اور وہ مقصد منڈانے کی برائی یا تحقیر کرنا نہیں ہے،کیونکہ سر منڈانا طاعت میں سے ایک عمل ہے اور نیک لوگوں کی عادات میں سے ہے،بعض خبیث لوگ بھی بعض مرتبہ اپنی خباثت اور اپنا فساد لوگوں میں پھیلانے کے لئے اچھی عادات واطوار اپنا لیتے ہیں،مثلاً بعض لوگ

نماز اور تہجد وغیرہ پڑھتے ہیں (تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ بڑے تہجد گزار ہیں) دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ قوم کے حلقے بنانااور لوگوں کو"حلقہ در حلقہ بٹھانا" مراد ہے۔(جو محض نمائش اور تکلف کے طور پر ہوگا)

(مرقاۃالمفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدیات، باب قتل اھل الردۃ، ج،۷، ص،۱۰۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وقوله سيماهم التحليق كتب فى تقرير المكى اى بان التحليق كان واجباعندهم اھ۔قال الكرمانى رحمه الله تعالىٰ قوله سيمابكسر المهملة مقصوراًوممدوداًالعلامة ز والتحليق ازالة الشعر فان قلت يلزم من وجود العلامة وجود ذى العلامة فكل محلوق الرأس منهم لكنه خلاف الاجماع قلت كان فى عهد الصحابة رضوان الله تعالىٰ عليهم لايحلقون روٌسهم الافى النسك اوالحاجةونحوهاواماهؤلاءفقدجعلواالحلق شعارهم لجميع اعيانهم فى جميع ازمانهم ويحتمل ان يراد به حلق الرأس واللحية وجميع شعورهم وان يراد الافراط فى القتل اوفى مخالفة الدين۔قلت ولكون التحليق شعارهم استدل الموفق على احدى روايتى احمدان التحليق مكروه والاخرى عنه لايكره لكن تركه افضل وقال ابن عبدالبر قداجمع الناس على اباحة وكفى به حجة اھ۔قال البجيرمى قال ابن القيم لم يحلق عليه الصلوة والسلام رأسه الااربع مرات اھ۔وقال فى الهدىٰ ولم يحفظ عنه ﷺ حلقه الافى نسك۔اھ۔وما استدل الطيبى من قول على رضى الله تعالىٰ عنه ومن ثم عاديت راسى على سنية دوام الحلق تعقب عليه القارى وابن الحجر المكى كمابسط فى البذل وقال ابن عابدين وفى الروضة السنة فى شعر الرأس اماالفرق اوالحلق وذكر الطحاوى ان الحلق سنة ونسب ذلك الى العلماء الثلاثة۔اھ۔وقال ابن تيميه فى فتاويه حلق الرأس على اربعة انواع احدهاحلقه فى الحج والعمرة والثانى للحاجة وهماجائزان بالكتاب والسنة والاجماع والثالث حلقه على وجه التعبدوالتدين والتزهدمن غير حج ولاعمرة وهذابدعة لم يامر الله بهاورسوله ولافعلهااحدمن الصحابة والتابعين ولاشيوخ المسلمين المشهورين بالزهدوالرابع ان يحلق فى غير النسك بغير حاجة ولاعلى وجه التقرب والتدين فهذافيه قولان للعلماءوهماروايتان عن احمداحدهماانه مكروه وهومذهب مالك وغيره والثانى انه مباح وهو المعروف عنداصحاب ابى حنيفة رضى الله تعالىٰ عنه والشافعى رضى الله تعالىٰ عنه اھ۔مختصراً۔(ص ۴۶۵، لامع الدرارى على جامع البخارى جلد ۳)

مونچھیں منڈانے کو خارجیوں علامت قرار دینا یہ بات صحیح نہیں ہے اگر اس طرح ہو تو پھر امام اعظم رضی اللہ عنہ اور صاحبین، اورافغانستان اور بخارا تاشقند، سمرقند، غزنی، اور کثیر احناف، علماء اور صوفیاء، صوبہ سرحد کے علماء وصلحاء اور عالم اسلام کے مقتدر علماء اور صوفیاء اور حضرت قائدِ ملت اسلامیہ الشاہ احمد نورانی رحمھم اللہ اجمعین، ان تمام حضرات پر خوارج ہونے اور کافر ہونے کا فتویٰ لگتا ہے اور فتاویٰ عالمگیری کے چار سو جید علماء پر خوارج ہونے کا الزام آتا ہے جب کہ یہ بات ثابت ہے کہ مذکورہ بالا تمام علماء کرام اور صوفیاء کرام صحیح العقیدہ حنفی سنی مسلمان تھے۔

اور مطلوب شرعی کو کسی مشابہت کی وجہ سے چھوڑا نہیں جا سکتا، مثلاً گمراہ فرقے عمامہ باندھتے ہیں، عصا پکڑتے ہیں، دعا کرتے ہیں، شلوار قمیص پہنتے ہیں، داڑھی رکھتے ہیں، اذکار واوراد وغیرہ یہ تمام گمراہ فرقے بھی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام کام اسلام کے ہیں اور جو بھی مسلمان ہو

وہ یہ کام کر سکتا ہے۔اصل اختلاف عقیدے کا اختلاف ہے۔وہ کفریہ عقائد ہیں اور اہل سنت وجماعت کے خلاف ہیں۔اور ہم الحمد للہ اہلِ سنت وجماعت کے صحیح اور مضبوط عقائد پر ہیں،اور اگر وہ لوگ مونچھیں منڈاتے ہیں اور عمامہ باندھتے ہیں تو صرف مومنین کو دھوکہ دینے کے لیے،لیکن ہم ان کی وجہ سے یہ اچھے اعمال ترک نہیں کر سکتے،اور ان کا عمل ہمارے لیے کوئی دلیل نہیں ہے۔

مونچھیں مونڈنے کی روایت شاذ ہے؟کا جواب

سوال:مونچھوں کو کاٹنا افضل ہے نہ کہ مونڈنا کیونکہ مونڈنے کی روایت شاذ ہے۔

(حاشیہ الفتاویٰ السراجیة،کتاب الکراھة و لاستحسان،باب المتفرقات،ص،۳۳۷،زمزم پبلشرز کراچی)

جواب:علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ،متوفی،۱۲۲۹ھ لکھتے ہیں:

جب سنن کبریٰ کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو امیر وقت نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کی یہ کتاب تمام صحیح ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں ،اس میں حسن اور صحیح دونوں موجود ہیں۔امیر نے عرض کیا کہ ان تمام احادیث میں سے جو صحت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچی ہوں میرے لئے ان سب کا مجموعہ مرتب فرمادیجئے،تو انہوں نے مجتبیٰ تصنیف فرمائی۔

(بستان المحدثین،ص،۱۸۹،میر محمد کتب خانہ کراچی)

وہ ہم میں سے نہیں جو مونچھیں مونڈے(الحدیث)کا جواب

سوال:حدیث شریف میں ہے:لیس منا من حلق الشارب۔وہ ہم میں سے نہیں جو مونچھیں مونڈے۔

(غنیة الطالبین،ص،۱۴،مطبوعہ مصر)

اس لیے مونڈنا منع ہے؟

جواب:سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس روایت کو اس عاجز نے کتب احادیث میں تلاش کیا تو اس کی کوئی اصل نہ مل سکی،اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ یہ روایت خود غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کے بھی خلاف ہے اس لئے کہ آپ حنبلی ہیں اور حنابلہ کے مذہب میں مونچھیں مونڈنا سنت ہے جیسا کہ اس کی تفصیل اس عاجز نے پہلے مذاہب ائمہ کے ذکر میں بیان کر دی ہے وہاں دیکھ لی جائے۔اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو پھر اس کا جواب یہ ہے:

فیحمل علی النسخ او التاویل او الترجیح ولا یجوز العمل للحنفیة لما فی التنقیح کل آیة او خبر یخالف قول اصحابنا یحمل علی النسخ او التاویل او الترجیح فیلزم رعایة المذهب و الصلابة فیه و عدم العدول عنه۔

پس اس کو نسخ پر محمول کیا جائے گا یا اس کی تاویل ہو گی یا اس پر دیگر احادیث کو ترجیح دی جائے گی۔ اور حنفیہ کے لیے عمل کرنا جائز نہیں ہے ،اس لیے کہ تنقیح میں ہے کہ ہر آیت یا حدیث جو ہمارے اصحاب کے قول کے مخالف ہو، نسخ پر محمول کیا جائے گا یا اس کی تاویل کی جائے گی یا اس پر دوسری احادیث کو ترجیح دی جائے گی، پس مذہب کی رعایت کرنا لازمی ہوتی ہے۔ اور مضبوطی اسی میں اور اس سے عدول نہ کرنے میں ہے۔

(حاشیہ،ھدایۃ الابرار الیٰ طریقۃ الاخیار،الفصل الثانی فی حرمۃ البقاء الشوارب ولزوم اخذھا،ص،۲۷،اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

مونچھیں منڈوانے کی افضلیت میں تردد؟ کا جواب

سوال: شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

ولیکن بودن مذھب حنفی در افضلیت حلق شارب محل تردد است با آنکہ ظاہر از کتب ایشان آنست قص اوست۔

لیکن حنفی مذہب مونچھیں مونڈنے کی افضلیت میں محلِ تردد ہے، ان کی کتب سے ظاہری عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت کو تاہ کرنا یعنی قص ہے۔

(شرح سفر سعادت،ص،۴۹۴،مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور)

جواب: لیکن یہ کلام قابل تحقیق ہے کیونکہ علامہ ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

فمن اصحابنا من یقول اذا حلق شاربه یلزم الدم لانه مقصود بالحلق تفعله الصوفیة وغیرهم والاصح انه لا یلزم الدم لانه طرف من اللحیة وهو مع اللحیة کعضو واحد واذا کان الکل عضوا واحدا لا یجب بما دون الربع منه الدم والشارب دون الربع من اللحیة فتکفیه الصدقة فی حلقه۔

ہمارے کچھ فقہاء فرماتے ہیں اگر اپنی مونچھوں کو مونڈا تو دم لازم آتا ہے اس لیے کہ مونچھوں کا مونڈنا مقصود ہوتا ہے، اس کو صوفیائے کرام اور ان کے علاوہ لوگ کرتے ہیں۔ اور اصح (زیادہ صحیح) قول یہ ہے کہ دم لازم نہیں آتا کیونکہ یہ داڑھی کا کچھ حصہ ہے لب اور داڑھی مل کر ایک مکمل عضو بنتا ہے اور صرف لب عضو کے چوتھائی حصہ سے کم ہے، لہٰذا دم لازم نہیں ہوتا لیکن اس کے مونڈنے میں صدقہ کفایت کر جائے گا۔

(فتح القدیر شرح ھدایہ، کتاب الحج، باب الجنایات، ۲، ص، ۴۴۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

نیز لکھتے:

(ولفظة الاخذ تدل علی انه هو السنة فیه دون الحلق) یشیر الی خلاف ماذکر الطحاوی فی شرح معانی الآثار ۔۔۔قال والحلق احسن وافضل هذا قول ابی حنیفة وابی یوسف ومحمد والمذهب عند بعض المتاخرین من مشایخنا ان السنة القص۔

صاحب ہدایہ کا حلق کے بجائے اخذ کا لفظ ذکر کرنے سے مقصود امام طحاوی کا رد ہے حلق سنت نہیں اخذ اور قص سنت ہے کہ انہوں نے فرمایا حلق احسن اور افضل ہے اور یہ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول ہے۔ اور مشائخ میں سے بعض متاخرین کے نزدیک قص سنت ہے۔

(فتح القدیر شرح هدایه، کتاب الحج، باب الجنایات، ۲، ص، ۴۴۶، مکتبه رشیدیه کوئٹه)

نیز لکھتے:

فالمصنف ان حکم بکون المذهب القص اخذا من لفظ الاخذ فی الجامع الصغیر فهو اعم من الحلق اخذ والذی لیس اخذ هو النتف انه المتبادر لکثرة استعماله فیه منعناه وان سلم فلیس المقصود هنا فی الجامع بیان ان السنة هو القص او لا بل بیان ما فی ازالة الشعر علی المحرم الا تری انه ذکر فی الابط الحلق ولم یذکر کون المذهب فیه استنان الحلق فعلم ان المقصود ذکر ما یعید الازالة بای طریق حصلت لتعیین حکمه ۔واما الحدیث وهو قوله علیه السلام خمس من الفطرة الختان والاستحداد وقص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الآباط فلا ینافی ما یریده بلفظ الحلق فان المراد منه المبالغة فی الاستئصال عملا بقوله علیه السلام فی الصحیحین "احفوا الشوارب" وهو المبالغة فی القطع وبای شیء حصل حصل المقصود غیر انه بالحلق بالموسی ایسره منه بالقصة۔فقول الطحاوی الحلق احسن من القص یرید القص الذی لم یبلغ ذلک المبلغ فی المبالغة فان اهل الصناعة قصا یسمونه قص حلاقة۔

اور مصنف نے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی الجامع الصغیر سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے (قص والا) قص حلق سے عام ہے اس لیے کہ حلق بھی اخذ میں شامل ہے اور جو اخذ میں شامل نہیں، اس کو نتف (نوچنا) کہتے ہیں۔ اگر مصنف کی مراد کثرت استعمال میں قص، حلق میں شامل نہیں تو اسے ہم تسلیم نہیں کرتے اگر تسلیم بھی کر لیں تو امام محمد کا الجامع الصغیر میں سنت کا بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ جنایت ہے خواہ تمام بال دور کرے یا بعض کو، اسی لیے بغل کے مونڈنے کا ذکر کیا اور اس کا سنت ہونا بیان نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ احرام کی حالت میں تمام بالوں کو دور کرے یا بعض کو، مقصود صرف ازالہ ہے جس طرح بھی ازالہ ہو سکے اس پر حکم متعین ہو جائے گا۔ باقی رہا کہ حدیث شریف میں ہے کہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: (۱) ختنہ کرنا، (۲) زیر ناف بال مونڈنا، (۳) مونچھیں کاٹنا، (۴) ناخن کاٹنا، (۵) بغل کے بال اکھیڑنا۔ تو اس میں قص الشارب کا لفظ ہے تو یہ حلق کے منافی نہیں کیونکہ استئصال میں مبالغہ ہے، بخاری و مسلم کی حدیث "احفوا الشوارب" قطع میں مبالغہ کرنا مقصود ہے جس طرح حاصل ہو قینچی سے ہو یا استرے سے البتہ استرے سے ازالہ میں مبالغہ کرنا آسان ہے۔ امام طحاوی کا قول حلق قص سے احسن ہے

، مقصد یہی ہے جس طرح بھی ہو ازالہ میں مبالغہ کرنا ہے اور اہل لغت کے نزدیک قص، حلق کو بھی شامل ہے اسلئے وہ قص کو "حلاقة" کہتے ہیں یعنی کاٹنا مونڈنا ہے۔

(فتح القدیر شرح ھدایہ، کتاب الحج، باب الجنایات، ۲، ص، ۴۴۷، ۴۴۶، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۹۷۰ھ جن کا لقب ثانی ابو حنیفہ ہے لکھتے ہیں:

وقد ظن صاحب الهداية من تعبير محمد في الجامع الصغير هنا بالاخذ ان السنة قص الشارب لا حلقه رداعلى الطحاوى القائل بسنية الحلق وليس كما ظن لان محمدا لم يقصد هنا بيان السنة وانما قصد بيان حكم هذا الجناية بازالة الشعر باى طريق كان۔

صاحب ہدایہ نے امام محمد رضی اللہ عنہ کے قول جو کہ الجامع الصغیر میں مذکور ہے سے گمان کیا ہے کہ مونچھوں کو کاٹنا سنت ہے مونڈنا نہیں اور امام طحاوی جو کہ مونڈنے کی سنیت کے قائل ہیں کا رد کیا ہے، لیکن صاحب ہدایہ کا یہ گمان درست نہیں کیونکہ الجامع الصغیر میں زیر بحث قول میں سنت بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ جنایت اور اس کا حکم بیان کرنا مقصود ہے کہ جس طرح بھی لبوں کے بال دور کرے اس میں جنایت ہو گی۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الحج، باب الجنایات، ج، ۳، ص، ۱۹، ۱۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ جن کا لقب ثانی ابو حنیفہ ہے، لکھتے ہیں:

وبما قررناه اندفع ما فى البدائع من ان الصحيح ان السنة فيه القص۔

اور جو ہم نے تقریر کی اس سے وہ قول دفع ہو گیا جو بدائع میں ہے کہ قص (کاٹنا) سنت ہے۔ (حلق نہیں)۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الحج، باب الجنایات، ج، ۳، ص، ۱۹، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مونچھیں منڈوانے کی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت صحیح نہیں ہے؟ کا جواب

علامہ غلام رسول سعیدی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں کہ مونچھیں منڈوانے کی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت صحیح نہیں ہے اور مونچھیں منڈوانا سنت کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ نبی ﷺ نے منڈانے کو خارجیوں کی علامت قرار دیا ہے۔

(شرح صحیح مسلم، ج، ۲، ص، ۴۵۲، فرید بک سٹال لاہور)

جواب: علامہ غلام رسول سعیدی صاحب مبارک نور اللہ مرقدہ کا یہ لکھنا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف مونچھیں منڈوانے کی نسبت صحیح نہیں ہے۔ عرض یہ ہے کہ مونچھیں منڈوانے کی نسبت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف مجتہد امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی ۳۲۱ھ، نے کی ہے جو قدوۃ العلماء، علماء متقدمین میں سے ہیں اور مذہب حنفی کو بہتر جانتے ہیں۔

عبد الحی لکھنوی لکھتے ہیں:

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ مجتہد ہیں اور ان کا مرتبہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ سے کم نہیں۔

(فوائدالبهيه فی تراجم الحنفيه، ص، ۳۲)

اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مونچھیں مونڈوانے کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف نسبت کرنا اور اس کو سنت کہنا ایک قوی دلیل ہے۔

و اما المقلد فعنده قول مجتهده۔ مقلد اپنے مجتہد کے قول سے استدلال کرے گا۔

(کشف المبهم، ص، ۱۱)

ولذا کان دلیل المقلد هو قول المجتهد۔ مقلد کے لیے دلیل مجتہد کا قول ہے

(شرح طریقه محمدیه، ج، ۲، ص، ۶۵)

و من شان المقلد ان لا یخرج عن قول امامه۔ مقلد کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے امام کے قول سے تجاوز نہ کرے۔

(میزان شعرانی، ص، ۱۳)

نعمل بقول المجتهد و ان لم نعلم من این قال۔ ہم عمل مجتہد کے قول پر کریں گے اگرچہ ہمیں یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حکم کہاں سے نکالا۔

(بحر الرائق، ج، ۵، ص، ۲۶۹)

ان تمام دلائل سے امام طحاوی کا مجتہد ہونا اور مجتہد کے قول کا دلیل قوی ہونا ثابت ہوا اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مونچھیں مونڈنے کی نسبت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف کرنا اور اس کو سنت قرار دینا ایک قوی دلیل ہے۔ اور اس کے بعد مجتہد امام ابو بکر جصاص، ۳۷۰ھ، نے بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کی ہے۔ اور اس کے بعد مجتہد امام شمس الدین محمد بن احمد سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی، ۴۸۳ھ، نے کی ہے۔ اور اس کے علاوہ مونچھیں منڈوانے کی نسبت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف کثیر کتب میں موجود ہے جس کا کچھ اندازہ عاجز کے اس رسالہ سے کیا جا سکتا ہے۔ رہا سعیدی صاحب کا مونچھیں منڈوانے کو خارجیوں کی علامت قرار دینا اور اس کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کرنا درست نہیں ہے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے مونچھیں مونڈنے کو خاجیوں کی علامت قرار نہیں دیا بلکہ نبی کریم ﷺ نے تو مونچھیں مونڈنے کو سنت قرار دیا ہے جیسا کہ سنن کبریٰ للنسائی، میں "حلق الشارب" "مونچھوں کو مونڈنا" موجود ہے جو کہ رسالہ کے شروع میں ذکر کر دی گئی ہے، تو معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے مونچھیں منڈوانے کو خارجیوں کی علامت قرار نہیں دیا، جیسا کہ پہلے ذکر دیا گیا ہے وہاں تفصیل معلوم کر لیں۔

فقہاءِ احناف کی عبارات کا خلاصہ مونچھیں مونڈنا کاٹنے سے افضل ہے

وان ماذکر فی الھندیۃ ناقلاًمن المحیط ان حلق الشارب سنۃ فی قول ابی حنیفۃ وصاحبیہ وفی شرح معانی الاٰثار من قولہ قصہ حسن واحفاء احسن وھذا مذھب ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمھم اللہ وفی تنقیح الحامدیۃ من قولہ: وکان ابو حنیفۃ یقول ان احفاء افضل من القص۔ وفی العینی علی البخاری من قولہ: ولکون احفاء الشارب افضل من قصہ عبر الطحاوی بقولہ باب حلق الشارب الی قولہ: جمھور السلف، قالوا المستحب احفاء الشارب وھو افضل من قصھا الخ وفی العینی علی الھدایۃ من قولہ :وفی المختار حلقہ سنۃ وقصہ حسن۔ وفی المحیط :احسن من القص وھو قول ابی حنیفۃ وصاحبیہ۔ وفی ردالمحتار من قولہ: القص حسن والحلق احسن وھو قول علماء الثلٰثۃ۔ وفی الحدیقۃ بظاھر الحدیث فسنوا حلقہ۔ وفی الفتح والبحر والکفایۃ والعنایۃ والمستخلص من قولھم: ان المقصود بالحلق یفعلہ الصوفیۃ وغیرھم۔ وفی البحر من قولہ: فبائ شئ حصل الاحفاء حصل المقصود غیر انہ بالحلق بالموسی ایسرہ منہ بالقصۃ۔ الی قولہ بما قررنا اندفع ما فی البدائع من ان الصحیح ان السنۃ فیہ القص دون الحلق۔ وفی احکام المذاھب من قولہ: واما ابو حنیفۃ وصاحبیہ رحمھم اللہ فمذھبھم فی شعر الرأس والشارب ان الاحفاء ای الحلق افضل من التقصیر صرح فی ان حلق الشارب وقصہ بان یبدو طرف الشفۃ، کلاھما مشرعان فی مذھب الحنفیۃ وان حلقہ افضل من قصہ۔

اور (۱) عالمگیری میں (۲) محیط سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ مونچھیں مونڈنا سنت ہے یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین کا قول ہے اور (۳) شرح معانی الآثار میں ہے کہ قص حسن ہے اور احفاء احسن و افضل ہے اور یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کا مذہب ہے اور (۴) تنقیح حامدیہ میں ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ مونڈنا، کاٹنے سے افضل ہے۔ اور (۵) عمدۃ القاری میں ہے، احفاء، قص سے افضل ہونے کی وجہ امام طحاوی نے باب حلق الشارب (مونچھوں کو مونڈنا) سے تعبیر کیا ہے اور اپنے قول جمہور سلف تک، انہوں نے کہا: احفاء الشارب مونچھیں کاٹنے میں مبالغہ کرنا یعنی مونڈنا مستحب ہے اور وہ قص سے افضل ہے الخ اور (۶) عینی علی الھدایۃ میں کہا ہے، اور (۷) مختار میں ہے: مونچھیں مونڈنا سنت ہے اور مونچھیں کاٹنا اچھا ہے اور محیط میں ہے کہ مونچھیں کاٹنے سے مونڈنا زیادہ اچھا اور افضل ہے اور یہی امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا قول ہے۔ اور (۸) ردالمحتار میں ہے کاٹنا اچھا ہے اور مونڈنا زیادہ اچھا ہے اور یہی ہمارے تینوں ائمہ کا قول ہے۔ اور (۹) حدیقہ میں ہے ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے احناف نے مونڈنے کو سنت کہا ہے۔ اور (۱۰) فتح القدیر، اور (۱۱) بحر الرائق، اور (۱۲) کفایہ علی الھدایہ، اور (۱۳) عنایہ علی الھدایہ اور (۱۴) مستخلص میں ایک ہی قول ہے۔ مونچھیں مونڈنا مقصود ہوتا ہے جیسا کہ صوفیاء کرام اور ان کے علاوہ لوگ کرتے ہیں۔ اور بحر الرائق میں ہے کہ مقصود بالوں کو زائل کرنا ہے جس چیز سے بھی ہو قینچی ہو یا استرا لیکن استرے سے آسانی ہوتی ہے اور ہمارے اس بیان سے، بدائع میں جو قول ہے کہ "کاٹنا سنت ہے مونڈنا نہیں" کا دفع ہو گیا۔ (۱۵) اور احکام المذاہب میں ہے "سر کے بالوں اور مونچھوں کے بارے میں امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا مذہب احفاء ہے یعنی

مونڈنا کاٹنے سے افضل ہے، اس سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ مذہب حنفیہ میں مونچھوں کو مونڈنا اور کاٹنا کہ ہونٹ کے کنارے ظاہر ہو جائیں، دونوں مشروع ہیں، اور بے شک مونچھوں کو مونڈنا، کاٹنے سے افضل ہے۔

(ھدایۃ الابرار الیٰ طریقۃ الاخیار، الفصل الثانی فی حرمۃ البقاء الشوارب ولزوم اخذھا، ص۲۷، اسلامی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

آخر میں چھے اعتراضات کا جواب:

فان قیل ان حلق الشارب بدعة کمافی السراجیه والترغیب وابی المکارم وغیرها فلایکون سنة۔

قلنا بوجوه۔ الوجه الاول: ان تعریف البدعة بقولهم البدعة اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول علیه السلام بمعاندة بل بنوع شبهة اه۔ (درمختار جلداول ص۳۷۷ امامة شرح النخبة ص ۵۶، المراقی ص ۱۸۱ امامة، ردالمحتار ص۳۷۷ امامة وغیرها۔)

لایصدق علی حلق الشارب لانه معروف عن الرسول ﷺ بالاحادیث الصحیحة۔ الوجه الثانی: ان هذا القول مخالف عن صریح حدیث ابی هریرة رضی الله عنه حلقوا الشوارب واعفوا اللحیٰ اخرجه النسائی ثم احکام المذاهب فلایکون الحلق بدعة۔

والوجه الثالث: انه مخالف عن صریح حدیثَی ابن عمر رضی الله عنه وابی عمر رضی الله عنه مرفوعاً انه ﷺ قال احفوا الشوارب الخ کمامن البخاری ومسلم ومشکوٰة وترمذی وغیرهم فی اثبات اعفاء اللحیة۔

والوجه الرابع: ان استنان حلق الشارب مع کونه احسن مذهب ابی حنیفة وابی یوسف ومحمد وزفر۔ ومذهب الامام الشافعی واصحابه ومذهب الامام احمد واتباعه ومذهب کثیر من السلف ومذهب جمهور السلف (رضی الله عنهم اجمعین)

فعلم منه ان القول بکون حلق الشارب بدعة لیس الاقول الامام مالک لاسیما وقد صرح به القاضی عیاض رحمه الله تعالیٰ ثم عینی علی البخاری ص ۲۸۲ ج۲، الحدیقة الندیة ص ۲۹۶ ج۲ وغیرها۔

لاجرم یکون غیر مقبول لمخالفته لجمهور السلف (رضی الله عنهم) ولقولهم لایرد بمذهب علی مذهب اه۔ تحریر ص۳۵۷ ج۲ ولقولهم لایلزم الحنفی ان یجری علی مقتضی مذهب الشافعی بل یجری بمذهبه اه۔ تحریر ص ۳۷۱ ج۲ باب فسخ الاجارة۔

فان قیل۔ ان حلق الشارب مکروه کمافی السراجیه والترغیب وابی المکارم۔ فلایکون سنة۔

قلنا بوجوه۔ الاول انه مخالف عن حدیث حلقوا الشوارب المذکور آنفا والثانی انه منافی لحدیث احفوا الشوارب المذکور الان۔ الثالث انه قول بعض متاخری اتباع الامام الشافعی ولهذا عبر عنهم بالشافعیة فی قوله واما حلقه بالکلیة فمکروه علی الاصح عند الشافعیة اه۔ (حدیقه ص۲۹۳ ج۲، ولم یقل عند الشافعی ولم یقل عند اصحاب الشافعی لما مر فتذکره۔)

الوجه الرابع: انه لایصدق تعریف المکروه بقولهم ماثبت منعه بدلیل ظنی اه۔ کتاب الفقه علی حلق الشارب لانه مامور به بحلقوا واحفوا وانهکوا ولانهی فیه۔ والمطلق محمول علی الاطلاق۔

فان قیل:انہ قدتقرر عندالفقہاءان الخروج عن موضع الخلاف مندوب فینبغی ان یحترز عن حلق الشارب لقول مالک بالبدعة وقول بعض متاخری اتباع الشافعی بالمکروہ کمامر۔

قلنا۔ان اطلاق ھذاالمتقرر غیر صحیح لماقالوا:یندب الخروج من الخلاف لاسیماللامام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروہ مذھبہ اہ۔ (درمختار نواقض الوضوء ص ۱۰۸ ج ۱)

الظاھر ان المراد بالکراھة ھنامایعم التنزیہ (ای ترک المستحب) کماان التغلیس فی صلوٰۃ الفجر سنة عندالشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ لایندب مراعاتہ لان الافضل عندناالاسفار الخ شامی نواقض الوضوء ۱۰۸ ج ۱۔فلایترک حلق الشارب لانہ سنة احسن عندالاحناف والجمھور کمامر۔

فان قیل۔ان لفظة الاخذتدل علی انہ السنة فی الشارب القص دون الحلق اہ۔

(ملخصاھدایہ،فتح القدیر ص ۱۵۲،بحر ص ۱۲ ج ۳،زیلعی ص ۵۵ ج ۲،شرح الصدر الشھید حاشیہ الجامع الصغیر ص ۳۳)

قلنابوجوہ۔الاول :ان المصنف ان حکم بکون المذھب القص۔اخذمن لفظ الاخذفی الجامع الصغیر (فی قولہ وان اخذشاربہ فعلیہ طعام حکومة عدل)فھوای الاخذأعم من الحلق لان الحلق اخذ(وقطع الشارب الذی لایکون کالحلق فرد آخر للاخذ) والذی لیس اخذأھو االنتف۔فان ادعی انہ المتبادر لکثرة استعمالہ فیہ منعناہ اہ۔

(فتح القدیر ص ۱۵۲ ج ۱،جنایات،بحر ص ۱۲ ج ۳جنایات،فبطل الاستدلال لانہ اذاالاحتمال بطل الاستدلال)

الثانی:انہ لیس کماظن صاحب الھدایة لانہ لیس مقصود الامام محمدفی الجامع الصغیر بیان ان السنة ھو القص بل انماقصد بیان حکم ھذہ الجنایة علی المحرم بازالة الشعر بای طریق کان۔والدلیل علیہ انہ ذکر الحلق فی الابط ولم یلزم منہ استنان حلق الابط ولھذا اختار فی الھدایة سنیة النتف لاالحلق۔فعلم ان المقصود ذکر مایفید الازالة بای طریق حصلت لتعیین حکمہ اہ۔

(فتح القدیر ص ۱۵۲ ج ۱ جنایات،بحر ص ۱۲ ج ۳جنایات)

والثالث:ان الاخذوالقص محتمل والاحفاءوالانھاک والحلق محکم فلاجرم یحمل المحتمل علی المحکم کماھو الاصل وبماقررناہ اندفع مافی البدایع من ان الصحیح ان السنةفیہ القص دون الحلق اہ ۔ بحر ص ۱۲ ج ۳جنایات الحج ثم ھدایة الابرار ص ۲۶۔

فان قیل:قدذکر القص والاخذوالجزفی بعض الاحادیث وھذالایتصور مع الاحفاءاہ۔کشف الغمة ص ۲۲۸۔

قلنابوجہ :الاوّل :ھوالتوفیق بین الاحادیث بان الحلق(المامور بہ)احسن۔والقص حسن جائزاہ۔اتقانی ثم شبلی ص ۵۵ ج ۲ حج،وقدمرّ من احدعشر کتابا۔

الوجہ الثانی:ان الاحفاءوالنھک فی الاحادیث ھوالاستیصال کمامرفی تعریف الاحفاء من عشرة کتب فیکون محکما۔والقص محتمل (ای یحتمل ان یقص حتی یوازی الاطار۔)ویحتمل ان یبالغ فی القص حتی یتبین الشفة

بیاناظاھر اوینظر الی بیاض الجلدویصیر کالحلق)فیحمل القص علی مارویناہ لانہ محکم اہ۔اتقانی ثم شبلی ص ۵۵ ج ۲۔حج وھو مفھوم البحر ص ۱۲ ج۳جنایات،فتح القدیر ص ۵۲۱ ج ۱ جنایات شامی جنایات۔ولھذاقالوا۔واماذکر القص فی بعض الاحادیث فالمرادمنہ المبالغۃ والاستیصال اہ۔بحر ص ۱۲ ج۳،فتح القدیر ص ۵۲۱ ج ۱۔

الوجہ الثالث:ان القص لماکان محتملاکمامر۔والحلق المذکور فی حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الذی اخرجہ النسائی ثم احکام المذاھب ص ۷۔حلقواالشوارب واعفوااللحی اہ۔صریح محکم فلابدمن ان یحمل القص والاخذ والجزعلی الحلق توفیقا۔ولھذاقالواان القص لاینافی مایریدہ بلفظ الحلق ۔فان المراد من القص المبالغۃ فی الاستیصال عملاًبقولہﷺ فی الصحیحین احفواالشوارب وھو المبالغۃفی القطع اہ۔(فتح القدیر ص ۵۲۱ ج ۱ جنایات)

فان قیل:عن مغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ رأی رجلاطویل الشارب فدعابسواک وشفرۃ فقص شارب الرجل علی عوذ السواک۔وھذالایتصور مع الحفاء اہ۔کشف الغمۃ ص ۲۲۸۔

قلنا:الاول لیس فیہ دلیل علی شئ لانہ یجوز ان یکون النبیﷺ فعل (ذلک بشفرۃ غیر حادۃ لایمکن بھاالحلق بقرینۃ طلب السواک مع الشفرۃ لانھالوکانت حادۃلکفت وحدھاللحلق ولھذاقال)ولم یکن بحضرتہ مقراض یقدربہ علی احفاء الشارب اہ۔شرح معانی الاثار للطحاوی ص ۳۳۱۔

الوجہ الثانی:ان فعلہﷺ المذکور فی ھذاالحدیث دلیل جواز القص وحسنہ وقدمر فی بیان المذاھب۔

فلاینافی کون الاحفاء احسن ۔فبماقررناہ ظھردفع قول من قال ان الاحفاءوالجزوالقص بمعنی واحدوھو الاخذمنہ حتی یبدوطرف الشفۃ اہ۔نووی ص ۱۲۹ ج ۱۔

لانہ عکس الموضوع اذفیہ حمل المحکم علی المحتمل بل فیہ اخراج الاحفاءعن حقیقتہ۔بحوالہ حلق الشوارب من السنن الرواتب۔مصنفۃ شیخ الاسلام الحاج مولاناشائستہ گل رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اعتراضات وجوابات کی عبارات کا ترجمہ:

اعتراض نمبر ۱:مونچھوں کومنڈوانابدعت ہے جیسے کہ سراجیہ وغیرہ میں ہے لہٰذا یہ سنت نہیں رہا۔

جواب:ہم اس کے کئی وجوہ سے جواب دیں گے۔

۱۔علماءکےبقول بدعت کی تعریف یہ ہے کہ کسی عنادیاشبہ کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سے منقول ومعروف کام کے خلاف اعتقادرکھنایہ تعریف مونچھیں منڈوانے پرصادق نہیں آتی کیونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ یہ عمل فرماتے تھے۔(یعنی مونچھیں منڈواتے تھے۔)

۲۔ یہ بدعت کا قول ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس صریح قول کے مخالف ہے جس میں فرمایا مونچھیں منڈواؤاور داڑھی بڑھاؤ۔

۳۔ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہمااورابو عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع وصریح حدیث کے مخالف ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مونچھیں منڈواؤ۔

۴۔ مونچھیں منڈوانا یہ امام وجمھور کا مذہب ہے اس سے معلوم ہوا کہ بدعت قرار دینے کا قول صرف امام مالک کا ہے جو یقیناً قابل قبول نہیں ہے کیونکہ یہ جمھور سلف کے خلاف ہے اور علماء کا فرمان ہے کہ کسی مذہب سے دوسرے مذہب پر اعتراض نہیں ہو سکتا اور علماء کا قول ہے کہ حنفی پر لازم نہیں کہ وہ شافعی مذہب کے مطابق چلے بلکہ وہ اپنے مذہب پر چلے گا۔

اعتراض نمبر ۲:

اگر کہا جائے کہ مونچھوں کا حلق مکروہ ہے جیسے کہ سراجیہ وغیرہ میں ہے لہٰذا یہ سنت نہ ہوا۔ (قلنا) کئی وجوہ سے ہم جواب دیں گے۔

ا۔ یہ قول اس حدیث کے مخالف ہے جس میں حلق کا ذکر ہے جو اوپر گزر گئی۔

۲۔ یہ اس حدیث کے بھی خلاف ہے کہ مونچھیں کاٹو جیسے کہ گزر گیا۔

۳۔ یہ شافعی مذہب کے بعض متاخرین علماء کا قول ہے اس وجہ سے اس میں تعبیر شافعیہ سے کی، جیسے کہ کہا کہ مکمل منڈوانا شافعیہ کے نزدیک اصح قول کی بناء پر مکروہ ہے، یہ نہیں کہا کہ اصحاب شافعی کے نزدیک مکروہ ہے۔

۴۔ اس پر مکروہ کی تعریف صادق نہیں آتی جو یہ ہے کہ مکروہ وہ عمل ہے جس کی ممانعت دلیل ظنی سے ثابت ہو، کیونکہ مونچھیں کاٹنے کا حکم ہوا ہے حلق، احفاء، نھک کے الفاظ سے اور اس میں ممانعت نہیں ہے اور مطلق کو اپنے اطلاق پر محل کریں گے۔

اعتراض نمبر ۳:

اگر کہا جائے کہ علماء نے فرمایا کہ اختلاف سے نکلنا مستحب ہے لہٰذا مونچھوں کو حلق کرنے سے بچنا چاہیئے تاکہ اختلاف ختم ہو جائے کیونکہ امام مالک کے نزدیک بدعت ہے اور متاخرین شوافع کے نزدیک مکروہ ہے۔

(قلنا) یہ قانون صحیح نہیں ہے جیسے کہ علماء نے فرمایا کہ اختلاف سے بچنا اور نکلنا صحیح اور مستحب ہے مگر اس شرط پر کہ اپنے مذہب کے مکروہ کا مرتکب نہ ہو جائے، ظاہر ہے یہاں مکروہ سے مراد تنزیہی ہے یعنی مستحب کا ترک کرنا۔ جیسے کہ شوافع کے نزدیک فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا سنت ہے لیکن ہم حنفی اس کا لحاظ نہیں کریں گے کیونکہ ہمارے احناف کے ہاں فجر کی نماز روشنی کر کے پڑھنا افضل ہے۔ اس طرح مونچھوں کے حلق کو ہم ترک نہیں کریں گے کیونکہ یہ احناف وجمھور کے ہاں سنت ہے۔

(فان قیل) لفظ "اخذ" سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ مونچھیں کاٹنا سنت ہے نہ کہ مونڈوانا۔

(قلنا) ہم کئی وجوہ سے جواب دیں گے۔

ا۔ اگر مصنف نے جامع صغیر کے حوالے سے لفظ اخذ سے مراد کاٹنالیاہو جیسے کہ جامع صغیر میں ہے کہ اگر کسی محرم نے حالت احرام میں مونچھیں لے لیں (کاٹ دیں) تو اس پر دوعادلوں کے فیصلے کے مطابق فدیہ دیناہے تو یہاں اخذ سے مراد عام ہے یعنی حلق بھی اس میں داخل ہے کیونکہ مونڈنااور کاٹنادونوں سے مراد مونچھین لیناہے اور جو "اخذ" کے زمرے میں داخل نہیں ہے وہ نوچناہے۔

۲۔ ایسی بات نہیں جو صاحب ہدایہ نے سمجھاہے کیونکہ امام محمد رحمہ اللہ کا مقصود یہاں یہ بتانانہیں ہے کہ مونچھیں کاٹناسنت ہے بلکہ وہ یہاں محرم (احرام والے) کی جنایت (غلطیوں) کاذکر کر رہے ہیں کہ محرم جس طرح بھی بال کاٹے گااس کی گرفت ہو گی اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے بغل کے بالوں کے بارے میں حلق کاذکر کیاہے لیکن اس سے مراد یہ نہیں کہ بغل کے بالوں کاحلق سنت ہے اس وجہ سے ہدایہ میں اس کے نوچنے کو سنت قرار دیاہے نہ کہ حلق کو۔

۳۔ لفظ اخذ و قص احتمالی ہے اور احفاء، انھاک اور حلق محکم ہے لہٰذا احتمالی کو محکم پر محل کریں گے لہٰذا بدائع میں جو ہے کہ کاٹناسنت ہے نہ کہ حلق، تو اس قول کارد ہو گیا۔

(فان قیل) مونچھوں کے بارے میں احادیث میں لفظ اخذ، جز اور قص آیاہے اور یہ حلق کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔

(قلنا) ہم کئی وجوہ سے جواب دیں گے۔

ا۔ احادیث کے مابین تطبیق یہ ہے کہ حلق جس کاحکم ہواہے وہ احسن ہے اور کاٹناحسن وجائز ہے۔

۲۔ احادیث میں احفاء و نھک سے مراد بالوں کی بیخ کنی کرناہے جیسے کہ دس کتب سے احفاء کی تعریف میں گزر چکاہے لہٰذا یہ حکم محکم ہے اور قص میں احتمال ہے یعنی اتناکم کیاجائے کہ ہونٹ نظر آئے اور اس کی جلد کی سفیدی بھی نظر آئے اور حلق کے مانند ہو جائے لہٰذا قص کو بھی حلق پر محل کریں گے کیونکہ وہ محکم ہے۔ اس وجہ سے علماء نے فرمایا کہ احادیث میں جو کاٹنے کاحکم آیاہے اس سے مراد مبالغ اور جڑوں سے کاٹناہے۔

۳۔ کاٹناجو کہ احتمالی حکم ہے اور حلق کرناجیسا کہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ مونچھوں کاحلق کرو یہ محکم حکم ہے لہٰذا ضروری ہے کہ احتمالی حکم یعنی قص، اخذ، جز کو حلق پر حمل کریں گے تاکہ تطبیق آجائے۔ اس وجہ سے علماء نے فرمایا کہ لفظ قص، حلق کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ قص (کاٹنے) سے مراد کاٹنے میں مبالغہ کرناہے۔

(فان قیل) مغیرہ بن سقبہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا لمبی مونچھوں والے شخص کو دیکھا اور مسواک اور قینچی منگوا کر اس کی مونچھوں پر مسواک رکھ کر مونچھیں کاٹ دی، معلوم ہوا کہ یہ حلق نہ تھا۔

(قلنا) ۱۔ اس روایت میں کوئی بات ثابت نہیں ہوتی کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی مونچھ کے کند قینچی سے بال کاٹے ہوں جس سے حلق کرنا ممکن نہیں اسی وجہ سے تو مسواک بھی منگوایا، اگر وہ تیز ہوتی تو مسواک کی ضرورت نہ تھی بلکہ قینچی کافی تھی۔ اس وجہ سے علماء نے فرمایا کہ ایسی تیز قینچی نہ تھی کہ جس سے حلق ممکن ہوتا۔

۲۔ آپ ﷺ کے اس فعل سے مونچھیں کاٹنے کے جواز اور حسن پر دلالت ہے جو مونڈنے کے احسن ہونے کے منافی نہیں ہے اس سے اس شخص کی بات رد ہو گئی جو احفاء، جز اور قص کو ایک ہی معنٰی میں سمجھتے ہیں۔

و اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

گلے کے بال نہیں مونڈنے چاہئیں اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں۔ مطالب المؤمنین میں ہے:

لا یحلق شعر حلقه وعن ابی یوسف رحمه الله تعالیٰ لا بأس بذالک۔

گلے کے بال نہیں مونڈنے چاہئیں اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور عالمگیریہ میں بھی اسی طرح ہے۔

داڑھی میں خضاب لگانے کا حکم:

صحیح مذہب میں ہے کہ داڑھی اور سر کے بالوں پر کالا رنگ لگانا حرام ہے۔ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو گناہ کبیرہ کہا ہے۔ صرف مجاہدین کے لئے اجازت کا جواز ہے۔ سیاہ رنگ کی حرمت اور کراہت پر احادیثِ صحیحہ اور عباراتِ فقہاء موجود ہیں۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال قال رسول اللہ ﷺ یکون قوم یخضبون فی اٰخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحة الجنة۔

(مسند امام احمد ج ۱ ص ۲۷۳، بیہقی ج۷ ص ۳۱۱، خلاصہ الفتاویٰ مع مجموعۃ الفتاویٰ ج۴ ص ۳۵۱، الترغیب و الترہیب ج۳ ص ۶۸، سنن ابو دائود ج ۲ ص ۲۲۲ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ، شرح صحیح مسلم للسعیدی ج۶ ص ۴۱۴، سنن ابی دائود ج ۲ ص ۲۲۶ مطبع کابل، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۷۷، احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۴۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانے میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو سیاہ خضاب کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے پوٹے، وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھیں گے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما انّ النبیّ ﷺ قال یکون فی اٰخر الزمان قوم یسودون اشعارهم لا ینظر اللہ الیهم۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک قوم ہو گی جو اپنے بالوں کو سیاہ رنگ سے رنگے گی۔ اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت ان کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط واسنادہ جید، مجمع الزوائد ج۵ ص ۱۶۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند عمدہ ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال قال رسول اللہ ﷺ الصفرة خضاب المؤمن والحمرة خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر۔

(احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۴۳، المستدرک للحاکم ج۳ ص ۵۲۶، جامع الاحادیث ج۴ ص ۲۳ امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زرد رنگ مؤمن کا خضاب ہے، سرخ رنگ مسلم کا خضاب ہے اور سیاہ رنگ کافر کا خضاب ہے۔

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: قال رسول اللہ ﷺ من خضب بالسواد سود اللہ وجهه یوم القیامة۔

ترجمہ: حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سیاہ خضاب لگایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا۔

(خلاصۃ الفتاویٰ مع مجموعۃ الفتاویٰ ج۴ ص ۳۵۱، مجمع الزوائد للهیثمی ج۵ ص ۱۶۳، جامع الاحادیث ج۴ ص ۲۳)

عن مجاهد رضی اللہ تعالیٰ عنه انه کره الخضاب بالسواد وقال اول من خضب به فرعون۔

ترجمہ: حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ سیاہ خضاب کو مکروہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ سب سے پہلے فرعون نے سیاہ خضاب لگایا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۸ ص ۲۵۱)

عن ایوب قال سمعت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنه وسئل عن الخضاب بالوسمة فکرهه فقال یکسو اللہ العبد فی وجهه النور ثمّ یطفئه بالسواد۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۸ ص ۲۵۲)

ترجمہ: ایوب بیان کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیاہ خضاب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بندے کے چہرے میں نور کا لباس پہنا تا ہے اور وہ اس نور کو سیاہی سے چھپا دیتا ہے۔

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ غیروا الشیب ولا تقربوا السواد۔

(المسند لاحمد بن حنبل ج۳ ص ۲۴۷، جامع الاحادیث ج۴ ص ۲۵)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بڑھاپا (داڑھی کی سفیدی) تبدیل کرو اور سیاہ رنگ کے قریب نہ جائو۔

عن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرسلاً: قال رسول اللہ ﷺ: ان اللہ تعالیٰ لا ینظر الیٰ من یخضب بالسواد یوم القیامۃ۔

(کنز العمال للمتقی ج۶ ص ۶۷۱، جامع الاحادیث ج۴ ص ۲۵)

ترجمہ: حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو سیاہ خضاب لگائے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اتی بابی قحافۃ یوم فتح مکہ و رأسہ و لحیتہ کالثغامۃ بیاضاً قال رسول اللہ ﷺ غیروا ھذا بشیئٍ واجتنبوا السواد۔

(سنن ابی دائود ج۲ ص ۲۲۲، سنن نسائی ج۲ ص ۲۷۷، ریاض الصالحین ص ۵۶۸ باب ۲۹۴)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا اور آں حالانکہ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید پھولوں کی طرح سفید تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو کسی چیز سے متغیر کرو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ اول من خضب الحناء والکتم ابراھیم علیہ السلام و اول من اخضب بالسواد فرعون۔.

(الدر المنثور للسیوطی ج۱ ص ۱۱۵، کنز العمال للمتقی ج۶ ص ۶۶۸، الجامع الصغیر للسیوطی ج۱ ص ۱۶۹، جامع الاحادیث ج۴ ص ۲۶، مسند الفردوس للدیلمی ج۱ ص ۲۹)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے حنا اور کتم سے خضاب کرنے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور سب سے پہلے سیاہ خضاب کرنے والا فرعون تھا۔

عن واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ شر کھو لکم من تشبہ بشبابکم۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۷۰)

ترجمہ: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے اُدھیڑوں میں سب سے بدتر وہ ہے جو جوانوں کی سی صورت بنائے۔

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال نھیٰ رسول اللہ ﷺ عن الخضاب بالسواد۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیاہ خضاب سے منع فرمایا۔

حدیث: حضور انور ﷺ نے فرمایا: ان اللہ تعالیٰ یبغض الشیخ الغربیب۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ بوڑھے کوے کو دشمن (ناپسند) رکھتا ہے۔

(رواہ ابن عدی کامل و دیلمی مسند الفردوس ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اس حدیث شریف میں سیاہ خضاب کے شوقین کو حضور نبی کریم ﷺ "بوڑھے کوے" کا لقب دے رہے ہیں اور یہ لقب ہمارے اور سب کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ محبت سے نہیں بلکہ غصے اور غضب سے دے رہے ہیں۔ یہ وقعت کی نگاہ سمجھتی ہے کہ جس لقب سے کسی کا آقا رنجیدہ ہو وہ غلام اور نوکر جان تو دے سکتا ہے لیکن اپنے آقا کا رنج بھرا کلمہ اپنے لیئے گوارا نہیں کر سکتا۔ اس سے ہم اپنے ضمیر کو جھنجھوڑیں کہ سیاہ خضاب سے ہمارے آقا کریم ﷺ کی مرضی کیا ہے اور ہم کس شوق سے اپنے آقا کو ناراض کر رہے ہیں۔

تعلیقاتِ علامہ حنفی میں ہے "الغرغیب ای الذی یسود شیبہ"۔

عزیزی میں ہے "الغربیب الذی لا یشیب او الذی یسود بشیبہ بالخضاب"

یعنی غربیب وہ ہے جو چہرے کو سیاہ کرے یا غربیب وہ ہے جس کا بڑھاپا ظاہر نہ ہو یا وہ اپنے بڑھاپے کو کالے خضاب سے سیاہ کرے۔

ویکرہ الخضاب بالسواد لماروی الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ "ان النبی ﷺ قال فی قوم یغیرون بالسواد یسود اللہ تعالیٰ وجوھھم یوم القیامۃ۔"

(غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۱۶)

ترجمہ: اور سیاہ خضاب مکروہ ہے ہیں جیسا کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک نبی اکرم ﷺ نے ایک قوم کے بارے میں فرمایا جو سیاہ خضاب سے (داڑھی کو سیاہ) کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے چہرے کو بروز قیامت سیاہ کر دے گا۔

ان تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ داڑھی کا سیاہ کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ صرف مجاہدین کے لئے اس کی اجازت ہے۔ لیکن آج کے مسلمان داڑھی کالی کرنے کے لئے مختلف حیلے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ کبھی تو یہ کہتے ہیں کہ میں شادی کرنا چاہتا ہوں اور ہونے والی بیوی جوان ہے، اس لئے میں داڑھی کالی کرتا ہوں تاکہ جوان نظر آئوں۔ لیکن میرے عزیز بھائیو! یہ کوئی شرعی عذر نہیں ہے بلکہ یہ اس صورت میں حرام اور ناجائز ہے اور دھوکہ ہے۔ اس لئے اس چیز سے اپنے آپ کو بچانا چاہیئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ کہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمارا چہرہ سیاہ کر دے (العیاذ باللہ!)۔ بعض جہلاء اور بے دین لوگ اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں عالم یا فلاں مولوی صاحب داڑھی کالی کرتے ہیں تو کیا اس عالم یا مولوی صاحب کے اس طرح کرنے سے یہ جائز ہو گا؟ در آں حالیکہ شریعت کسی عالم یا اس کے عمل و کردار کا نام تو نہیں ہے۔ بلکہ شریعت تو محبوبِ خدا ﷺ کے ارشادات کا نام ہے لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے ارشادات و احکامات پر عمل کریں۔

عباراتِ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ

محیط میں ہے: "الخضاب بالسواد قال عامة المشائخ انه مکروہ"

عام علماء فرماتے ہیں کہ کالا خضاب مکروہ ہے۔

ذخیرہ میں ہے: "علیه عامة المشائخ"

یہ عام (تمام) مشائخ کا مذہب ہے۔

در مختار میں ہے: "یکرہ بالسواد و قیل لا"

کالا خضاب مکروہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ عامہ مشائخ کرام اور جمہور ائمہ اعلام کے نزدیک سیاہ خضاب منع ہے۔

جب علماء کرام کراہت مطلقہ کی بات کرتے ہیں تو اس سے کراہت تحریمہ مراد لیتے ہیں، جس کا مرتکب گنہگار اور مستحقِ عذاب ہے۔ (العیاذ باللہ)

علامہ حموی علامہ سید طحطاوی اور علامہ شامی رحمہم اللہ تعالیٰ، یہ حضرات علماء کرام فرماتے ہیں: "ھٰذا فی حق غیرہ الغزاۃ و لا یحرم فی حقهم للارهاب"

یعنی سیاہ خضاب کا حرام ہونا غیر غازی کے حق میں ہے اور غازی کے حق میں کافروں کو ڈرانے کے لئے حرام نہیں ہے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

"پیری نور الٰہی است و تغیر نور الٰہی بظلمت مکروہ و وعید در باب خضاب سیاہ شدید آمدہ۔ آہ ملخصاً"۔ یعنی پیری (سفید بال) بڑھاپا نورِ الٰہی ہے۔ نور الٰہی کو سیاہی سے تبدیل کرنا مکروہ ہے۔ خضاب سیاہ کے متعلق وعید شدید وارد ہے۔

اسی میں ہے: "خضاب بسواد حرام است و صحابہ و غیرہم خضاب سرخ میکردند و گاہے زرد نیز آہ ملخصاً"۔ یعنی سیاہ خضاب حرام ہے، ہاں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سرخ مہندی یا کبھی کبھی زرد مہندی کا بھی خضاب لگاتے تھے۔

حضرت پیرانِ پیر غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ویکرہ الخضاب بالسواد۔ (غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۱۶)

یعنی سیاہ خضاب لگانا مکروہ ہے۔

فقہ کی مشہور کتاب قدوری کی شرح "جوھرۃ النیرۃ" میں ہے:

ویکرہ تغیر الشیب بالسواد۔ (ج ۲ ص ۳۸۳)

ترجمہ: سفید بالوں کو سیاہ خضاب سے کالا کرنا مکروہ ہے۔

شرح در مختار (ج ۴ ص ۳۶۳) میں ہے، فرماتے ہیں: ویکرہ بالسواد وعلیہ عامۃ المشائخ۔ یعنی اور سیاہ خضاب مکروہ ہے اور یہی عام مشائخ کا مذہب ہے۔

مولانا عبد الحیٔ لکھنوی "التعلیق الممجد علی موطا محمد" میں لکھتے ہیں:

"واما الخضاب بالسواد الخالص فغیر جائز۔"

یعنی خالص سیاہ خضاب ناجائز ہے۔

امام طحطاوی نے امام نووی رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول نقل کر کے لکھا ہے کہ:

قال النووی ومذھبنا استحباب الشیب للرجل والمرأۃ بصفرۃ أو حمرۃ وتحریم خضابہ بالسواد علی الاصح۔

یعنی مرد و عورت دونوں کو سرخ و زرد خضاب لگانا مستحب ہے اور صحیح ترین قول یہ ہے کہ سیاہ خضاب حرام ہے۔

امام شعرانی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لواقع للانوار القدسیہ (ص۳۳۳) میں لکھا ہے: **اخذ علینا العهد العام من رسول الله ﷺ ان لانخضب لنالحیۃ بالسواد ولا نقرزوجتنا ولا غیرھا علیٰ خضب رأسھا الا لغرض شرعی کالجھاد فی سبیل اللہ۔**

ترجمہ: اور ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عہد لیا کہ ہم داڑھی وغیرہ کالے خضاب سے سیاہ نہ کریں گے اور نہ ہی اپنی عورتوں وغیرہ کو خضاب سے سر سیاہ کرنے دیں گے سوائے غرضِ شرعی کے جیسے کہ **جہاد فی سبیل اللہ۔**

الزواجر لابن حجر شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ (ج۱ص۱۴۴) میں ہے کہ: **الکبیرۃ الحادیۃ عشر بعدمائۃ خضب نحو اًلحیۃ بالسواد لغیر غرض جھاد۔**

ترجمہ: ایک سو گیارہواں کبیرہ گناہ سیاہ خضاب ہے جو بغیر جہاد کی غرض سے داڑھی کو لگایا جاتا ہے۔

اہل علم تو گناہ کو سمجھتے ہیں اور عوام کو بھی معلوم ہوگا کہ زنا، قتل، اور چوری وغیرہ گناہوں کو گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اب خود سمجھ لیں کہ سیاہ خضاب سے روسیاہی پر آپ کس کھاتے میں شمار کیئے جاتے ہیں۔

حضرت علامہ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ مظہری میں لکھا ہے کہ: ”سیاہ خضاب ممنوع ہے۔ سرخی مائل ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں“ (ص۲۹۵)

فتاویٰ عالمگیری کتاب الکراھیۃ (ص۳۶۹ج۵) میں ہے:

الخضاب بالسواد فمن فعل ذالک من الغزاۃ لیکون اھیب فی عین العدو فھو محمود و من فعل ذٰلک لیزین نفسہ للنساء و لیحبب نفسہ الیھن فذالک مکروہ و علیہ عامۃ المشائخ۔

ترجمہ: سیاہ خضاب غازی، دشمنوں پر ہیبت ڈالنے کے لئے کرے تو اچھا ہے، لیکن اس غرض سے مکروہ ہے کہ اپنی عورت کو اچھا لگوں اور وہ مجھ سے محبت کرے۔ عام مشائخ کا یہی فتویٰ ہے۔

حضرت علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ ”جمع الوسائل شرح الشمائل للترمذی“ ج۱ص۱۰۲ میں لکھتے ہیں:

اختلفوا فی انہ ھل یجوز الخضاب بالسواد مذھب اکثر العلماء الیٰ کراھۃ الخضب بالسواد و رجح النووی رحمہ اللہ تعالیٰ الیٰ انھا کراھۃ التحریم و ان من علماء من رخص فیہ فی الجھاد و لم یرخص فی غیرہ۔

ترجمہ: سیاہ خضاب کے متعلق اختلاف ہے لیکن اکثر علماء فرماتے ہیں کہ سیاہ خضاب مکروہ ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق یہی ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے۔ بعض علماء صرف جہاد کے لئے اس کی اجازت دیتے ہیں، جہاد کے علاوہ اس کی رخصت نہیں ہے۔

امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ احیاء العلوم (ج ۱ ص ۱۴۳) میں فرماتے ہیں: **الخضاب بالسواد منهي عنه لقوله ﷺ خير شبابكم من تشبه بشيوخكم و شر شيوخكم من تشبه بشبابكم۔**

ترجمہ: سیاہ خضاب ممنوع ہے، اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے وہ نوجوان بہتر ہیں جو بوڑھوں سے مشابہت رکھتے ہیں اور تمارے بوڑھوں میں سے وہ بوڑھا برا ہے جو تمہارے نوجوانوں سے مشابہت کرے۔

حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وعندنا معاشر الشافعية بغير بالسواد السنة و بالسواد حرام۔

ترجمہ: ہمارے علماء شوافع کے نزدیک سیاہ خضاب حرام اور کالے کے علاوہ دیگر رنگ سنت ہے۔

(شرح الشمائل للترمذی للسید محمد امیر البشاوری)

داڑھی سیاہ کرنا اس لئے کہ اپنی بیوی کو جوان نظر آؤں یا اس لئے کہ مزدور اپنے مالک کو جوان نظر آئے اور در حقیقت وہ جوان نہ ہو تو یہ دھوکہ ہے اور ہماری شریعت میں دھوکہ بالاتفاق حرام ہے۔ اور منافقت کی علامات میں سے ہے۔

امام طبرانی اپنی معجم صغیر و کبیر میں جید اسناد کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من غش فليس منا و المكر و الخداع في النار۔

جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں اور مکر و فریب اور دھوکہ دینے والا دوزخ میں جائے گا۔

احیاء العلوم (ج ۱ ص ۱۴۳) میں امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکایت نقل کی ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک شخص نے سیاہ خضاب لگا کر خود کو جوان ظاہر کر کے کسی عورت سے نکاح کیا۔ چند دن کے بعد اس کے سیاہ بال سفیدی سے بدل گئے تو اس عورت نے اس کے خلاف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں دعویٰ دائر کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کا نکاح بھی رد کر دیا اور اسے کوڑے بھی لگوائے۔

فائدہ:

خدا کرے ہمارے دور میں بھی کوئی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا عادل حاکم پیدا ہو پھر ہم دیکھیں کہ کن صاحب کو کالے خضاب کا شوق چڑھتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ آپ فرعون کو فرمایئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائو گے تو زندگی بھر تمہیں بادشاہی سے نہیں ہٹایا جائے گا اور تمہیں از سر نو جوانی بخشی جائے گی لیکن ہامان نے اسے روکا اور کہا کہ میں تجھے از سر نو جوان بنا دیتا ہوں۔ چنانچہ یہ کہہ کر سیاہ خضاب تیار کر کے فرعون کی داڑھی کو سیاہ کر دیا۔ سیاہ خضاب سب سے پہلے فرعون نے استعمال کیا۔

اسی وجہ سے ہمارے نزدیک سیاہ خضاب استعمال کرنا حرام ہے۔

ان دلائل کے علاوہ وہ کتابیں جن میں سیاہ خضاب لگانا حرام مکروہ و ممنوع لکھا ہے وہ یہ ہیں:

(ریاض الصالحین ص ۴۶۴ تا ۴۶۵، غایۃ الاوطار ج ۴ ص ۴۶۸، ہدایۃ النور لعبد الحیٔ لکھنوی مرحوم، نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۴، نزہۃ الناظرین ص ۵۹، مسئلہ سیاہ خضاب مفتی محمد فیض احمد اویسی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، ملفوظات اعلیٰ حضرت ج ۲ ص ۹۷، ج ۳ ص ۱۶)۔

۱- عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال اتی بأبی قحافۃ یوم فتح مکّۃ و رأسہ و لحیتہ کالثّغامۃ بیاضًا فقال رسول اللہ ﷺ غیّروا ھٰذا بشیئٍ واجتنبوا السواد۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا اور آں حالانکہ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید پھولوں کی طرح سفید تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو کسی چیز سے متغیر کرو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔

(رواہ أحمد فی مسندہ ۳/۳۲۲-۳۱۶ و مسلم ۶/۱۵۵ و النسائی ۸/۱۳۸ و ۱۸۵ و أبو داود ۴/۸۵ و ابن ماجہ ۲/۱۱۹۷ و مصنف ابن أبی شیبۃ ۸/۴۳۲ و مصنف عبد الرزاق ۱۱/۱۵۴ و الحاکم ۳/۲۴۴ و البیہقی ۷/۳۱۰)

۲- عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہ سئل من خضاب رسول اللہ ﷺ فقال ان رسول اللہ لم یکن شابّ الا یسیراً و لٰکن أبا بکر و عمر بعدہ قد خضبا بالحناء و الکتم قال و جاء أبو بکر بأبیہ ابی قحافۃ الی رسول اللہ ﷺ یوم فتح مکّۃ یحملہ حتی وضعہ بین یدی رسول اللہ ﷺ و رأسہ کالثّغامہ بیاضًا فقال رسول اللہ ﷺ غیروہ و جنبوہ السواد۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ ﷺ کے بہت کم موئے مبارک سفید ہوگئے لیکن آپ ﷺ کے بعد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما مہندی اور کتم کا خضاب لگاتے تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کے پاس لائے اور سامنے بٹھا دیا

(اخرجہ الامام احمد ۳/۱۶۰ وابن حبان موارد الظمأن ص ۳۵۶ والبزار کشف الأستار ۳/۳۷۳ رقم ۲۹۸۱ وھذا صحیح رجالہ کلھم ثقات)

۳-عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ غیروا الشّیب ولا تشبّھوا بالیھود واجتنبوا السّواد۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سفید بالوں کو بدلو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو اور کالے رنگ سے بچو۔ (رواہ البیہقی ۷/۳۱۱ ورجلہ ثقات)

۴-عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ غیروا الشّیب ولا تقربوا السّواد۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بڑھاپا (داڑھی کی سفیدی) تبدیل کرو اور سیاہ رنگ کے قریب نہ جائو۔

(رواہ احمد ۳/۲۳۷ بسند جید وصححہ السیوطی فی الجامع الصغیر ۲/۲۰۲ والالبانی فی صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ ۴/۳۷ وقال البانی والذی أرحجہ ان الحدیث صحیح لان رواتہ کلھم ثقات وللحدیث شواھد فی مسلم وغیرہ)

۵-عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ ﷺ یکون قومٌ یخضبون فی أخر الزّمان بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحۃ الجنۃ۔

(رواہ الامام أحمد ۱/۲۷۳ والنسائی ۸/۱۳۸ وأبو داؤد ۴/۸۷ والبیھقی ۷/۳۱۱)

۶- عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال کنا یومًا عند النبی ﷺ فدخلت علیہ الیھود فراھم بیض اللحی فقال ما لکم لا تغیرون فقیل انھم یکرھون فقال النبی ﷺ ولکنکم غیروا وایای والسواد۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم آپ ﷺ کے پاس تھے کہ یہودی آپ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے ان کی سفید داڑھیاں دیکھیں تو فرمایا تم لوگ اس سفیدی کو کیوں نہیں بدلتے؟ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہ لوگ مکروہ سمجھتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ سفیدی کو بدلو مگر کالے رنگ سے بچو۔

(مجمع الزوائد للھیثمی ۵/۱۶۰ والطبرانی فی الأوسط وفیہ ابن لھیعۃ وبقیہ رجالہ ثقات وابن لھیعۃ وثقہ الذھبی فی تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۳۷ وتھذیب لابن حجر ۵/۳۷۵ وھو حدیث حسن)

۷- عن ابن عباس رضی اللہ عنھما انّ النبی ﷺ قال یکون فی أخر الزّمان قومٌ یسودون أشعارھم لا ینظر اللہ الیھم۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک قوم ہو گی جو اپنے بالوں کو سیاہ رنگ سے رنگے گی۔ اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت ان کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

(رواہ الطبرانی فی الأوسط والهیثمی فی مجمع الزوائد ۵/۱۶۱ واسنادہ جید)

۸- عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من خضب بالسّواد سوّد اللہ وجهه یوم القیامة۔

ترجمہ: حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سیاہ خضاب لگایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا۔ (مجمع الزوائد ۵/۱۶۳ والطبرانی)

۹- عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده قال قال رسول اللہ ﷺ من غیر البیاض بالسواد لم ینظر اللہ الیهم۔

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے داڑھی پر کالا رنگ لگایا اللہ تعالیٰ اس کو رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا۔

(أوردہ الحافظ ابن حجر فی ترجمة محمد بن مسلم العنبری فی لسان المیزان ۵/۳۸۰ و کنز العمال ۶/۶۷۲)

۱۰- وعن عامر الشّعبی رفعه قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لا ینظر الی من یخضب بالسواد یوم القیامة۔

ترجمہ: حضرت عامر الشعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو سیاہ خضاب لگائے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا۔

(الطبقات الکبری لابن سعد ۱/۴۴۱ والجامع الصغیر للسیوطی ۱/۲۸۱)

۱۱- عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ کان یکرہ عشر خصالٍ الصفرة یعنی الخلوق و تغیر الشّیب و جرّ الازار و التختم بالذهب۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ دس خصلتوں کو ناپسند فرماتے تھے پیلا رنگ، سفید بال پر رنگ لگا کر بدلنا، شلوار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اور سونے کی انگوٹھی استعمال کرنا۔

(الحدیث أخرجه أحمد ۱/۳۹۷-۴۳۹-۳۸۰ أبو داؤد ۴/۸۹ برقم ۴۲۲۲ النسائی ۸/۱۴۱ ابن حبان ۵۵۳۵ والحاکم ۴/۱۹۵ وقال صحیح الاسناد ولم یخرجاہ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ۴۴۰)

۱۲- عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ انه حدث ان رسول اللہ ﷺ نهی عن خضاب السواد۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے کالے خضاب سے منع فرمایا۔

(البخاری۷/۳۰۷ومسلم۶/۱۵۵ ومسندأحمد۵/۲۶۴)

۱۳ - عن أبی هریرۃ رضی اللہ عنہ انّ اللہ یبغض الشّیخ الغربیب۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ بوڑھے کوے کو دشمن (ناپسند) رکھتا ہے۔

(کنز العمال ۶۲۸/۱۷۶الجامع الصغیر للسیوطی ۱/۲۸۳)

۱۴ - عن مجاھد قال رای النبی ﷺ رجلاً اسود الشعر قد راہ بالأمس أبیض الشّعر قال من أنت قال أنا فلانٌ قال بل انت شیطان۔

ترجمہ: مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے بالوں پر کالا رنگ لگایا ہوا تھا جبکہ کل گزشتہ اس کے بال سفید تھے آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں فلاں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا بلکہ تم شیطان ہو۔

(الطبقات الکبری لابن سعد ۱/۴۴۱)

ذم او بدی بیانول د سلف صالحینو په باره دگیری تورولو کښې

ترجمہ: سلف صالحین کا داڑھی پر کالے خضاب لگانے کی مذمت کرنا۔

۱) وسُئِلَ عَن أبِی هُریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عَنِ الخِضَابِ بِالوَسمَۃِ فَقَالَ لَا یَجِدُ الْمُخْتَضِبُ بِهَا رِیْحَ الْجَنَّةِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کالے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ کالا خضاب لگانے والا جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔

(رواہ ابن أبی شیبۃ وفی سندہ مقال لان فیہ موسی بن نجدۃ الحنفی الیماسی وھو مجھول (تقریب))

۲) وعن مجاھدٍ قال یکون فی أخر الزّمان قومٌ یصبغون بالسّواد لا ینظر اللہ الیھم أو قال لا خلاق لھم۔

ترجمہ: مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو کالا خضاب لگائیں گے اللہ تعالیٰ ان کو نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا یا ان کا جنت میں حصہ نہیں ہو گا۔

(رواہ عبدالرزاق فی المصنف ورجالہ الصحیح)

۳) وعن مجاھد أیضاً أنّہ کرہ الخضاب بالسواد و قال أوّل من خضب بہ فرعون۔

ترجمہ: حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ سیاہ خضاب کو مکروہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ سب سے پہلے فرعون نے سیاہ خضاب لگایا تھا۔

(رواه ابن أبی شیبة ۸/۴۳۹ وفی سنده أبو رباح وهو مجهول وبقیة رجاله ثقات)

۴) وعن عطاء بن أبی رباحٍ أنّه سئل من الخضاب بالوسمة فقال هو ممّا أحدث الناس وقد رأیت نفرًا من أصحاب رسول الله ﷺ ما رأیت واحدًا منهم یختضب بالوسمة۔

ترجمہ: حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کالے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگوں کا ایجاد کردہ عمل ہے میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا دیدار کیا ہے مگر کسی نے بھی کالا خضاب نہیں لگایا تھا۔

(رواہ ابن ابی شیبة ۸/۴۳۸ وابن سعد فی الطبقات الکبری ۱/۴۴۱ وسندہ قوی)

۵) وعن أیوب قال سمعت سعید بن جبیر حین سئل عنه عن الخضاب بالوسمة فقال یعمد أحدکم الیٰ نورٍ جعله الله فی وجهه فیطفئة هٰذا لفظ عبد الرزاق ولفظ ابن ابی شیبة وسئل عن الخضاب بالوسمة فکرهه فقال یکسو الله العبد فی وجهه النور ثم یطفئه بالسواد ورجاله رجال الصحیح۔

ترجمہ: حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کالے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے چہرے میں نور پیدا کیا اور تم لوگ اس کو بجھانے کا ارادہ کرتے ہو سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیاہ خضاب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بندے کے چہرے میں نور کا لباس پہناتا ہے اور وہ اس نور کو سیاہی سے چھپا دیتا ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ۱/۱۵۴)

۶) وعن المکحول أنّه کره الخضاب بالوسمة وقال خضب أبو بکرٍ بالحناء والکتم۔

ترجمہ: حضرت مکحول رضی اللہ عنہ کالے خضاب کو مکروہ کہتے تھے اور فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور کتم کا خضاب لگایا۔

(مصنف ابن أبی شیبہ ۸/۴۳۹ وسندہ جید)

۷) وعن الشعبی أنه سئل عن الخضاب بالوسمة فکرهه۔

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے جب کالے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ مکروہ ہے

(رواہ ابن ابی شیبہ ۸/۴۳۹ بسند فیہ مقال من اجل عبیدۃ بن حمید وصاعد لکن شهید له کثیر من الروایات)

۸) وعن فرقد السبخی أنه سئل من الصباغ بالسواد فقال بلغنا أنه یشتعل فی رأسه ولحیته نارٌ یوم القیامة۔

فرقد سبخی سے جب کالے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہمیں یہ روایت پہنچی کہ اس شخص کے سر اور داڑھی میں قیامت کے دن آگ ہوگی۔

(مصنف عبدالرزاق ۱۱/۱۵۶ ورجاله الصحیح)

۹) وعن الزهری قال مکتوب فی التوراۃ ملعونٌ من غیرھا بالسّواد یعنی اللّحیۃ۔

زہری نے کہا کہ تورات میں لکھا ہے کہ جو کالا خضاب لگائے گا وہ ملعون ہے۔

(رواہ ابن سعد فی الطبقات الکبری ۱/۴۴۱ وفیہ رجل مجھول وبقیۃ رجالہ لا بأس لھم)

۱۰) قال ابن قیم قیل للامام احمد تکرہ الخضاب بالسواد قال أی واللہ ھذہ من المسائل اللّتی حلف علیھا أحمد۔

ترجمہ: ابن قیم نے کہا کہ امام احمد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کالے خضاب کو مکروہ سمجھتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جی ہاں۔ اللہ کی قسم یہ ان مسائل میں سے ہے جن پر امام احمد نے قسم کھائی ہے۔

(تھذیب السنن ۶/۱۰۴ المغنی لابن قدامہ ۱/۹۲ الأداب الشرعیۃ والمخ المرعیۃ ۳/۳۵۲)

داڑھی کالی کرنا اور اس کا حکم مذاہب اربعہ میں مذہب الاحناف یہ ہے:

قال محمد أمین المشھور بابن عابدین فی حاشیۃ رد المختار علی الدر مختار شرح شرح تنویر الأبصار ویستحب للرجل خضاب شعرہ ولحیتہ ولو فی غیر حرب فی الأصح ویکرہ بالسواد۔

علامہ شامی لکھتے ہیں کہ مرد کیلئے مستحب ہے کہ داڑھی پر رنگ لگائے اگرچہ جہاد میں نہ ہو اور کالا مکروہ ہے۔

(رد المختار علی در المختار ۶/۴۲۲/ط ۲)

قال علامہ بدر الدین العینی رحمہ اللہ: والاذن فیہ مقید بغیر السواد وقال فی موضعٍ اخر الجمھور علی ان الخضاب بالحمرۃ والصفرۃ دون السواد۔

علامہ عینی لکھتے ہیں داڑھی رنگنے کی اجازت ہے مگر کالا رنگ نہیں ایک اور مقام پر فرمایا جمہور کا قول ہے کہ سرخ اور پیلا خضاب لگائے اور کالے سے بچے۔

(عمدۃ القاری ۱۶/۴۶)

او قال علامہ ابن مفلح رحمہ اللہ: ویکرہ بالسواد اتفاقا والمراد بالاتفاق ھو اتفاق المذاھب الأربعۃ والمکروہ عند أئمۃ الأحناف حرام کما صرح بہ صاحب أبی حنیفۃ محمد بن الحسن الشیبانی بقولہ ان المکروہ ھو حرام۔

علامہ ابن مفلح رحمہ اللہ نے فرمایا کالا خضاب بالاتفاق مکروہ ہے اور اتفاق سے مراد چاروں مذاہب کا اتفاق ہے اور احناف کے ہاں مکروہ سے مراد حرام ہے جیسے امام محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مکروہ سے مراد حرام ہے۔

(الفروع لابن مفلح ۱/۱۳۱)

قال امام النووی رحمہ اللہ: فی المجموع علی ذمّ خضاب الرّأس و اللحیة بالسّواد۔

نووی نے فرمایا کہ مجموعی طور پر سر اور داڑھی پر کالا رنگ لگانا مذموم ہے

(المجموع ۱/۳۲۳)

وقال امام نووی رحمہ اللہ فی شرح مسلم: ویکرہ خضاب بالسواد علی الأصح وقیل یکرہ تنزیہ والمختار التحریم لقولہ علیہ السلام واجتنبوا السواد وھٰذا مذھبنا۔

نووی نے فرمایا کہ صحیح ترین قول کے مطابق کالا خضاب مکروہ ہے ایک قول مکروہ تنزیہی کا ہے مگر مختار قول تحریمی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کالے رنگ سے بچو۔ (شرح مسلم ۱۴/۸۰)

وقال علامہ سفارینی رحمہ اللہ: ویکرہ بالسّواد اتفاقًا نصّ علیہ أحمد رحمہ اللہ۔

علامہ سفارینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اتفاقی طور پر کالا خضاب مکروہ ہے۔

(شرح ثلاثیات سند الامام احمد ۲/۵۳ و غذاء الالباب ۱/۴۰۹)

وقال علامہ المرادوی رحمہ اللہ فی الانصاف: ویکرہ بالسواد نص علیہ۔

علامہ المرادوی رحمہ اللہ نے الانصاف میں لکھا ہے کہ کالا خضاب مکروہ ہے۔

(الانصاف ۱/۱۲۳ الاداب الشرعیة لابن مفلح ۳/۳۵۳)

خضاب رسول اللہ ﷺ

۱) عن عثمان بن عبد اللہ ص: قال دخلت علی أم سلمة فاخرجت شعرًا من شعر النبی ﷺ مخضوبًا بالحناء او الکتم۔

عثمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے کہا کہ میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا موئے مبارک نکال کر دکھایا جو مہندی اور کتم سے رنگا ہوا تھا۔

(رواہ احمد ۶/۲۹۶، ۳۲۲، ۳۱۹، والبخاری ۷/۲۰۷ وابن ماجہ ۲/۱۱۹۶ وابن ابی شیبہ ۸/۴۳۴)

۲) عن عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ: أنّہ شھد النّبی ﷺ عند المنحر ھو ورجل من الأنصار فقسم النبی ﷺ ضحایا فلم یصبہ ولا صاحبہ شیئٔ وحلق رأسہ فی ثوبہٖ فأعطاہ وقسم منہ علی رجالٍ وقلم أظفارہ فأعطاہ صاحبہ فانّ شعرہ عندنا مخضوب بالحناء والکتم۔

ترجمہ: عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور انصار قبیلے کا ایک شخص آپ ﷺ کے پاس قربان گاہ میں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے قربانی کا گوشت تقسیم فرمایا مگر مجھے اور میرے دوست کو کچھ بھی گوشت نہ ملا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک کا حلق فرمایا اپنے کپڑے میں، تو مجھے اور چند افراد کو سر مبارک کے موئے مبارک عطا فرمائے، پھر آپ ﷺ نے ناخن مبارک کاٹے اور میرے دوست کو عطا کیے آپ ﷺ کے موئے مبارک ہمارے پاس موجود تھے جو مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے۔

(راجع رواہ احمد و اتحاف الامجاد ص ۱۵)

۳) عن ابی رمثة رضی اللہ تعالیٰ عنه: قال أتیت النبی ﷺ و قد لطخ لحیته بالحناء۔

ابورمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا جبکہ آپ ﷺ نے داڑھی مبارک پر مہندی لگائی تھی۔

(رواہ احمد ۱۶۳۴ والنسائی ۸/۱۴۰ ابو داؤد ۴/۸۶)

۴) عن عبید بن جریح رضی اللہ تعالیٰ عنه: أنّه قال لعبد اللہ بن عمر یا أبا عبد الرّحمٰن رأیتک تصنع أربعًا لم أر أحدًا من أصحابک یصنعها و فیه و رأیتک تصبغ بالصّفرة قال عبد اللہ و أمّا الصّفرة فانی رأیت رسول اللہ یصبغ بها فأنا أحبّ أن أصبغ۔

عبید بن جریج نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا اے ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ وہ چار کام کرتے ہیں جو آپ کے باقی دوست نہیں کرتے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ پیلا رنگ لگاتے ہیں تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پیلے رنگ کی وجہ یہ ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ بالوں پر استعمال کرتے دیکھا اس لئے میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں۔

(رواہ احمد ۲/۱۷/۱۱۰ والبخاری ۱/۵۱ و ۷/۱۹۸ ومسلم ۴/۹ والنسائی ۸/۱۴۰ و ۱۸۶ وابو داؤد ۲/۱۵۰ و ۴/۸۶ والمصنف لابن ابی شیبة ۸/۴۴۳ وابن ماجه ۲/۱۱۹۸)

جو یہ کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خضاب استعمال نہ فرمایا، اس کے دلائل

۱) عن انس بن مالک رحمه اللہ تعالیٰ: أن رسول اللہ ﷺ لم یخضب قط انما کان البیاض فی مقدّم لحیته و فی العنفقة و فی الرّأس و فی الصّدغین شیئ لا یکاد یریٰ و انّ أبا بکرٍ خضب بالحناء۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی خضاب نہیں لگایا کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی بھی خضاب نہیں لگایا کیونکہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کے سامنے والے بالوں میں اور بچی میں اور سر کے بالوں میں اور کنپٹی میں چند بال سفید تھے جو دکھائی نہیں دے رہے تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مہندی لگاتے تھے۔

(رواہ أحمد ۳/۱۰۰ و/۱۸۰ و ۱۴۵ و ۱۶۰ و ۱۷۸ و ۱۹۲ و ۱۹۸ و ۲۰۶ و ۲۱۶ و ۲۲۳ و ۲۲۷ و ۲۵۱ و ۲۵۴ و ۲۶۲ والبخاری ۷/۲۰۶ ومسلم ۷/۸۴ و ۸۵ والنسائی ۸/۱۴۱ وأبو داؤد ۴/۸۶ وابن ماجه ۲/۱۱۹۸)

۲) وعن جابر بن سمرة رحمه الله تعالیٰ: وقیل له أکان فی رأس رسول اللہ ﷺ شیب قال لم یکن فی رأسه ولا فی لحیته الّا شعرات فی مفرق رأسه اذا دهنهنّ وأراهنّ الدّهن۔

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں سفید بال تھے؟ فرمایا کہ آپ ﷺ کے سر اور داڑھی مبارک میں مانگ میں چند سفید بال تھے جب آپ ﷺ تیل لگاتے تھے تو ہمیں تیل نظر آتا تھا۔

(رواہ الامام احمد ۵/۱۰۴)

۳) عن ابی جحیفة رحمه الله تعالیٰ: قال رأیت رسول اللہ ﷺ أبیض قد شاب کان الحسن بن علی یشبهه۔

ابوجحیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو خوبصورت دیکھا جب کہ آپ ﷺ جوان تھے حضرت حسن بن علی آپ ﷺ کے مشابہ تھے۔ (رواہ مسلم ۷/۸۵)

خضاب کے احکام اور اس کی اقسام کا بیان:

سرخ وزرد خضاب مردوں، عورتوں دونوں کیلئے جائز ومستحب ہے۔ اسکی دلیل وہ حدیث ہے جو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ سے بسند حسن نقل کیا ہے کہ: ایک دن حضور ﷺ چند عمر رسیدہ انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف تشریف لائے جن کی داڑھی سفید تھی تو فرمایا:

یامعشر الانصار حمروا وصفروا وخالفوا أهل الکتاب۔

(مسند احمد بن حنبل، ج۵، ص۲۶۵، بیروت)

اے انصار کے گروہ! (اپنے سفید بالوں کو) سرخ کرو اور زرد کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

کیونکہ اہل کتاب خضاب نہیں کرتے تھے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خضاب کے بارے میں کئی اقوال ہیں صحیح تر یہ ہے کہ بوڑھے، مرد وعورت دونوں کیلئے خضاب کرنا مستحب ہے اور سیاہ خضاب کرنا حرام ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں فرمایا ہے:

ولا نریٰ بالوسمة والحناء والصفرة بأساً وان ترکه ابیض فلا بأس وکل ذلک حسن۔

ہم کوئی حرج نہیں سمجھتے وسمہ، حنا اور زرد رنگ کے خضاب میں اور بالوں کو سفید بھی چھوڑے تب بھی کوئی حرج نہیں ہر طرح صحیح ہے۔

قاضی خان فرماتے ہیں:

الخضاب بالحناء و الوسمة حسن۔ (قاضی خان علی هاش الهندیه ج۳ ص ۴۱۲ باب مایکره من الثیاب الحلی و الزینۃ۔)

حنا اور وسمہ سے خضاب کرنا بہتر ہے،،

اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ

أَنَّ الْخِضَابَ حَسَنٌ لَكِنْ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَالْوَسْمَةِ وَأَرَادَ بِهِ اللِّحْيَةَ وَشَعْرَ الرَّأْسِ وَالْخِضَابُ فِي غَيْرِ حَالِ الْحَرْبِ لَا بَأْسَ بِهِ فِي الْأَصَحِّ۔

(فتاوی الهندية، الْبَابُ الْعِشْرُونَ فِي الزِّينَةِ وَاتِّخَاذِ الْخَادِمِ لِلْخِدْمَةِ، ج۵ ص ۳۵۹)

ترجمہ: تحقیق مہندی، وسمہ اور کتم سے خضاب کرنا پسندیدہ عمل ہے مراد سر اور داڑھی کو خضاب کرنا ہے اور جہاد کے علاوہ بھی خضاب کرنے میں کوئی حرج نہیں یہی زیادہ صحیح روایت ہے۔

میرے پیارے! بالکل سیاہ خضاب جو حقیقی سیاہی کے مشابہ ہو سوائے غازیوں کے باقی سب کے لئے حرام ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رَجُلاً أَسْوَدَ الشَّعْرِ قَدْ رَآهُ بِالأَمْسِ أَبْيَضَ الشَّعْرِ قَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا فُلانٌ. قَالَ: بَلْ أَنْتَ شَيْطَانٌ۔

ترجمہ: مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے بال کالے تھے اور ایک دن پہلے اسے سفید بالوں میں دیکھا تھا تو آپ ﷺ نے پوچھا آپ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ میں فلاں ہوں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں نہیں بلکہ تو شیطان ہے۔،،

(الطبقات الکبری، باب ذکر ما قال رسول اللہ ﷺ و اصحابه عن تغییر الشیب، ج ۱ ص ۳۴۰)

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ مَلْعُونٌ مَنْ غَيَّرَهَا بِالسَّوَادِ. يَعْنِي اللِّحْيَةَ.

ترجمہ: زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تورات میں لکھا گیا ہے کہ جو اپنی داڑھی کو کالا کرے وہ ملعون ہے۔،،

(الطبقات الکبری، ج ۱ ص ۳۴۰)

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ فَرْقَدًا السَّبَخِيَّ، عَنِ الصِّبَاغِ بِالسَّوَادِ، قَالَ بَلَغَنَا أَنَّهُ يَشْتَعِلُ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ نَارًا يَعْنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ: ہمیں عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، معمر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے فرقد سبخی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا، کالے رنگ سے رنگنا کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس یہ بات پہنچی ہے کہ قیامت کے دن اس کے سر اور داڑھی سے آگ سے شعلے نکلیں گے۔،،

(جامع معمر بن راشد، باب صباغ ونتف الشعر، ج ۱۱ ص ۱۵۶)

الخضاب بالسواد خضاب اهل النار۔

ترجمہ: سیاہ خضاب کرنا جہنمیوں کا خضاب ہے۔

(اخرجه الطبرانی والحاکم من حدیث ابن عمر بلفظ الکافر، قال ابن ابی حاتم منکر (تخریج احادیث الاحیاء للعراقی ج ۱ ص ۳۵۰)

الخضاب بالسواد خضاب الکفار۔

ترجمہ: سیاہ خضاب کافروں کا خضاب ہے۔

(اخرجه الطبرانی والحاکم من حدیث ابن عمر بلفظ الکافر، قال ابن ابی حاتم منکر (تخریج احادیث الاحیاء للعراقی ج ۱ ص ۳۵۰)

اور پیچھے گزر چکا کہ پہلا شخص جس نے سیاہ خضاب کیا تھا فرعون تھا۔ (مرقاۃ ج۸ ص ۳۰۶)

اور ابن حجر رحمہ اللہ نے (اپنی کتاب) ,,الزواجر،، میں سیاہ خضاب کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ اور محدث دہلوی رحمہ اللہ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے کہ مہندی کا خضاب بالاتفاق جائز ہے۔ اور سیاہ خضاب میں قول مختار حرمت کا ہے اور سیاہ خضاب کی ممانعت کی علت کے بارے میں لکھا ہے کہ اس سے بالوں کی اصلی سیاہی سے مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ (مرقاۃ ج۸ ص ۳۰۴)

یہ توجیہ قریب اور مناسب ہے اس لئے وصل اشعار (بالوں میں مصنوعی بال ملانے) کی ممانعت وارد ہوئی ہے اور اسے جھوٹ ودھوکہ فرمایا ہے۔

اور اسی لئے سیاہ خضاب کرنے والے کو "کاذب فی اللحیة،، کہتے ہیں برخلاف زرد و سرخ رنگ کے کہ اس سے اصلی بالوں کے ساتھ مشابہت لازم نہیں آتی۔ (کذافی شرح الوجیز فی فقه الحنابلة)

حاصل یہ ہے کہ سیاہ خضاب لگانا ماسوائے مجاہد اور غازی کے حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور اسے "کاذب فی اللحیة،، کہتے ہیں، لہذا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز نہیں اگر کسی نے پڑھ لی تو واجب الاعادہ ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ بالاتفاق اعلم بمذہب ابی حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، آپ رحمہ اللہ کی تحریر کے مطابق باتفاق ائمتنا الثلاثۃ رحمہم اللہ تعالیٰ حلق شوارب مسنون ہے، ترجمۃ الباب "حلق الشارب "، کے تحت احادیث احفاء لانے سے مقصد یہ ہے کہ ان احادیث میں احفاء بمعنی حلق ہے، چنانچہ فتح الباری کی ایک روایت میں صراحۃً لفظ حلق مذکور ہے، وسیجیء نصہ۔ حافظ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب میں حلق سے احفاء یعنی استیصال کالحلق مراد ہے، جس کو بغرض اظہار مبالغہ حلق سے تعبیر کیا ہے۔ ولا یخفی ان ھذا التحمل تمحل و تأویل القول بما لا یرضیٰ بہ قائلہ و تفرد بہ الحافظ العینی رحمہ اللہ تعالیٰ ، ثم نقل ھو نفسہ فی البنایۃ سنیۃ الحلق عن المختار و المحیط و سیجیٔ نصہ۔ یہ تأویل بوجوہ ذیل ناقابل قبول ہے۔ صنیع مصنفین میں اصل مقصود ترجمۃ الباب ہوتا ہے، اس کے اثبات کیلئے اس کے تحت احادیث لائی جاتی ہیں، ترجمۃ الباب میں مصنف اپنا دعوی پیش کرتا ہے پھر اس کے تحت مندرجہ احادیث سے اپنے اس دعویٰ کو ثابت کرتا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ احادیث احفاء سے سنیت حلق ثابت کررہے ہیں۔ اس کے برعکس حلق سے احفاء مراد لینا اصول تصنیف کے خلاف ہے اور قلب موضوع۔ حلق کا استیصال کالحلق سے ابلغ فی المعنیٰ والیسر فی العمل ہونا ظاہر ہے، اس لئے حلق پر احفاء بمعنی الاستیصال بالقص کالحلق کو ترجیح دینا خلاف معقول ہے۔

قال الحافظ العسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ :وَوَرَدَ الْخَبَرُ بِلَفْظِ الْحَلْقِ وَهِيَ رِوَايَةُ النَّسَائِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ بِسَنَدِ هَذَا الْبَابِ وَرَوَاهُ جُمْهُورُ أَصْحَابِ بن عُيَيْنَةَ بِلَفْظِ الْقَصِّ وَكَذَا سَائِرُ الرِّوَايَاتِ عَنْ شَيْخِهِ الزُّهْرِيِّ وَوَقَعَ عِنْدَ النَّسَائِيِّ مِنْ طَرِيقِ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِلَفْظِ تَقْصِيرِ الشَّارِبِ نَعَمْ وَقَعَ الْأَمْرُ بِمَا يُشْعِرُ بِأَنَّ رِوَايَةَ الْحلق محفوظه كَحَدِيثِ الْعَلَاءِ بن عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عِنْدَ مُسْلِمٍ بِلَفْظِ جُزُّوا الشوارب وَحَدِيث بن عُمَرَ الْمَذْكُورِ فِي الْبَابِ الَّذِي يَلِيهِ بِلَفْظِ أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِي الْبَابِ الَّذِي يَلِيهِ بِلَفْظِ انْهَكُوا الشَّوَارِبَ فَكُلُّ هَذِهِ الْأَلْفَاظِ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْمَطْلُوبَ الْمُبَالَغَةُ فِي الْإِزَالَةِ لِأَنَّ الْجَزَّ وَهُوَ بِالْجِيمِ وَالزَّايِ الثَّقِيلَةِ قَصُّ الشَّعْرِ وَالصُّوفِ إِلَى أَنْ يَبْلُغَ الْجِلْدَ وَالْإِحْفَاءُ بِالْمُهْمَلَةِ وَالْفَاءِ الِاسْتِقْصَاءُ وَمِنْهُ حَتَّى أَحْفَوْهُ بِالْمَسْأَلَةِ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ الْهَرَوِيُّ مَعْنَاهُ الْزَقُوا الْجَزَّ بِالْبَشَرَةِ وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ هُوَ بِمَعْنَى الِاسْتِقْصَاءِ وَالنَّهْكُ بِالنُّونِ وَالْكَافِ الْمُبَالَغَةُ فِي الْإِزَالَةِ وَمِنْهُ مَا تَقَدَّمَ فِي الْكَلَامِ عَلَى الْخِتَانِ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْخَافِضَةِ أَشِمِّي وَلَا تُنْهِكِي أَيْ لَا تُبَالِغِي فِي خِتَانِ الْمَرْأَةِ وَجَرَى عَلَى ذَلِكَ أهل اللُّغَة وَقَالَ بن بَطَّالٍ النَّهْكُ التَّأْثِيرُ فِي الشَّيْءِ وَهُوَ غَيْرُ الِاسْتِئْصَالِ (فتح الباری ص ۲۸۵ ج ۱۰ ،باب قص الشارب) وقال:قال الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ :قَالَ الطَّحَاوِيُّ الْحَلْقُ هُوَ مَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ اھ۔(فتح الباری ۲۸۶ ج ۱۰ ،باب قص الشارب)۔وَقَدْ رَجَحَ الطَّحَاوِيُّ الْحَلْقَ عَلَى الْقَصِّ بِتَفْضِيلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحلق على التَّقْصِيرِ فِي النسک۔

لفظ "قص" اکثر احادیث میں مروی ہے جیسا کہ یہاں مذکور ہے، امام مسلم کی دو روایات حضرت عائشہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی "قص" مذکور ہے اس باب کی ابتداء میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں بھی "قص" ہے اور امام نسائی نے حلق (مونڈنا) کی روایت اپنی سند سے ابن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی ہے وہ سند باب کی ابتداء میں محمد بن عبد اللہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے علاوہ دیگر اصحاب، جمہور اصحاب ابن عیینہ نے "قص" ذکر کیا ہے اور اس کے شیخ امام زہری سے جو روایات ہیں ان میں بھی "قص" ہی مذکور ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ "حلق" کی روایت محفوظ ہے، علاء بن عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی طرح، انہوں اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مسلم کے الفاظ ہیں "جزوا الشوارب" اور باب کی ابتداء میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کہ "احفوا الشوارب" اور آئندہ باب میں آرہا ہے اس میں ہے "انھکوا الشوارب"۔ اور یہ تمام عبارات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان سے مقصود بالوں کو کاٹنے میں مبالغہ کرنا ہے، کیونکہ اور "الجز" جیم اور زاء ثقیلہ کے ساتھ، بالوں اور اون کو اس حد تک کاٹنا کہ وہ جلد تک پہنچ جائے اور "احفاء" حاء مہملہ اور فاء کے ساتھ، بالوں کو اکھاڑنے میں شدید مبالغہ کو کہتے ہیں اورامام ابو عبید اللہ الہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اتنا کاٹو کہ چمڑا ظاہر ہو جائے اور امام خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے مراد بالوں کو اکھاڑنے اور صاف کرنے میں مبالغہ کرنا ہے۔ اور "نہک" نون اور کاف کے ساتھ، بالوں کے ازالہ میں مبالغہ کرنا ہے۔

(احفاء، انھاک، تقصیر، حلق، ان تمام الفاظ کا مفہوم بنتا ہے اوپر والے ہونٹ پر اگنے والے بالوں کے ازالہ میں خوب مبالغہ کرے)

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب قص الشارب، ج، ۱۰، ص، ۲۹۳، دار المعرفة بیروت)

وقال: قال الطحاوی رحمہ اللہ: قَالَ الطَّحَاوِيُّ الْحَلْقُ هُوَ مَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ اه.

ترجمہ: امام طحاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ مونچھوں کو حلق کرنا امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول و مذہب ہے۔

وَقَدْ رَجَحَ الطَّحَاوِيُّ الْحَلْقَ عَلَى الْقَصِّ بِتَفْضِيلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحلق على التَّقْصِير فِي النّسك۔

ترجمہ: اور طحاوی رحمہم اللہ نے حلق کو قص پر ترجیح دی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے حج میں حلق کو قصر پر ترجیح دی ہے۔

قوْله: (يحفي) من الإحفاء بِالْحَاء الْمُهْملَة وَالْفَاء، يُقَال: أحفى شعره إِذا استأصله حَتَّى يصير كالحلق وَلكَون إحفاء الشَّارِب أفضل من قصه عبر الطَّحَاوِيّ بقوله: بَاب حلق الشَّارِب۔

یحفی، احفاء سے ہے جس کا معنیٰ ہے اس نے اپنے بالوں کو جڑوں سے ایسا ترشوایا جیسے کہ حلق کر دیا ہو، کیونکہ بالوں کا مونڈنا، کاٹنے سے افضل ہے جس کی تعبیر امام طحاوی نے باب حلق الشارب سے کی ہے۔

(عمدۃ القاری ص ۴۳، ج ۲۲، باب قص الشارب)

فَصْلٌ (وَالسُّنَّةُ: تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَالشَّارِبِ، وَقَصُّهُ أَحْسَنُ) وَهَذِهِ مِنْ سُنَنِ الْخَلِيلِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَفَعَلَهَا نَبِيُّنَا - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَأَمَرَ بِهَا، وَقِيلَ أَوَّلُ مَنْ قَصَّ الشَّارِبَ وَاخْتَتَنَ وَقَلَّمَ الْأَظْفَارَ وَرَأَى الشَّيْبَ إِبْرَاهِيمُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - . قَالَ الطَّحَاوِيُّ فِي شَرْحِ الْآثَارِ: قَصُّ الشَّارِبِ حَسَنٌ، وَهُوَ أَنْ تَأْخُذَ حَتَّى يَنْتَقِصَ عَنِ الْإِطَارِ وَهُوَ الطَّرَفُ الْأَعْلَى مِنَ الشَّفَةِ الْعُلْيَا. قَالَ: وَالْحَلْقُ سُنَّةٌ وَهُوَ أَحْسَنُ مِنَ الْقَصِّ وَهُوَ قَوْلُ أَصْحَابِنَا. قَالَ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، أَحْفُوا الشَّارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحَى؛ وَالْإِحْفَاءُ

الِاسْتِئْصَالُ، وَإِعْفَاءُ اللِّحَى، قَالَ مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ: تَرْكُهَا حَتَّى تَكَثَّ وَتَكْثُرَ وَالتَّقْصِيرُ فِيهَا سُنَّةٌ، وَهُوَ أَنْ يَقْبِضَ الرَّجُلُ لِحْيَتَهُ فَمَا زَادَ عَلَى قَبْضَتِهِ قَطَعَهُ لِأَنَّ اللِّحْيَةَ زِينَةٌ وَكَثْرَتَهَا مِنْ كَمَالِ الزِّينَةِ وَطُولَهَا الْفَاحِشَ خِلَافُ السُّنَّةِ.

وَالسُّنَّةُ النَّتْفُ فِي الْإِبِطِ وَلَا بَأْسَ بِالْحَلْقِ، وَيَبْتَدِئُ فِي حَلْقِ الْعَانَةِ مِنْ تَحْتِ السُّرَّةِ، وَإِذَا قَصَّ أَظْفَارَهُ أَوْ حَلَقَ شَعْرَهُ يَنْبَغِي أَنْ يَدْفِنَهُ، قَالَ تَعَالَى {أَلَمْ نَجْعَلِ الأَرْضَ كِفَاتًا (المرسلات: 25) {أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا (المرسلات: 26) وَإِنْ أَلْقَاهُ فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَيُكْرَهُ إِلْقَاؤُهُ فِي الْكَنِيفِ۔

وَالْمُغْتَسَلِ، قَالُوا لِأَنَّهُ يُورِثُ الْمَرَضَ. وَتَوْفِيرُ الْأَظْفَارِ وَالشَّارِبِ مَنْدُوبٌ إِلَيْهِ فِي دَارِ الْحَرْبِ لِيَكُونَ أَهْيَبَ فِي عَيْنِ الْعَدُوِّ، وَالْأَظَافِيرُ سِلَاحٌ عِنْدَ عَدَمِ السِّلَاحِ.

[الاختيار لتعليل المختار ج٤ ص١٦٧ فَصْلٌ فِي آدَابٍ للمؤمن ينبغي أن يحافظ عليها]

وقال الكاكي - رَحِمَهُ اللَّهُ - وذكر الطحاوي في "شرح الآثار" أن حلقه سنة ونسب ذلك إلى العلماء الثلاثة، انتهى قلت: لم يذكر الطحاوي كذلك وإنما قال بعد روايته الأحاديث المذكورة والتوفيق بينها أن الإخفاء أفضل من القص، ثم قال نعم باب حلق الشارب. وإنما أراد بذلك الإحفاء حتى يصير كالحلق. وفي "المختار" حلقه سنة وقصه حسن. وفي "المحيط" الحلق أحسن من القص، وهو قول أبي حنيفة وصاحبيه - رحمهما الله -

یحفی، احفاء سے ہے جس کا معنٰی ہے کہ اس نے اپنے بالوں کو جڑوں سے ایسا ترشوایا جیسے کہ حلق کر دیا ہو، کیونکہ بالوں کا مونڈنا کاٹنے سے افضل ہے جس کی تعبیر امام طحاوی نے باب حلق الشارب سے کی ہے۔

فصل- ناخن کاٹنا، بغلوں کے بال نوچنا، موئے زیر ناف صاف کرنا، مونچھیں مونڈوانا سنت ہے، مونچھوں کو کاٹنا احسن ہے۔ یہ امور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنن میں سے ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے اس پر عمل بھی فرمایا ہے اور حکم بھی دیا ہے کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے مونچھیں کاٹنے والے، ختنہ کرنے والے، ناخن کاٹنے والے اور سفید بال دیکھنے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ امام طحاوی نے فرمایا۔ مونچھیں کاٹنا حسن ہے جو اتنا کاٹا جائے کہ اوپر والے ہونٹ کے اوپر کی طرف سے کم ہو جائے (یعنی ہونٹ مکمل نظر آ جائے) فرمایا: منڈوانا سنت اور ترشوانے سے اچھا ہے۔ یہ ہمارے آئمہ احناف کا قول ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: مونچھ کم کرواور داڑھی بڑھاؤ۔ احفاء بالوں کو ختم کرنا ہے اور داڑھی بڑھانے سے مراد یہ ہے کہ داڑھی کو چھوڑو کہ بڑی ہو جائے اور داڑھی میں قصر (چھوٹی) کرنا سنت ہے اور قصر یہ ہے کہ مرد داڑھی کو مٹھی میں پکڑے جو مٹھی سے زائد بال ہوں ان کو کاٹ دے کیونکہ داڑھی حسن وجمال ہے اور اس کی کثرت (بڑی ہونا) کمال حسن وزینت ہے اور انتہائی لمبی جو نازیبا لگے خلاف سنت ہے۔

بغلوں کے بالوں کی صفائی میں نوچنا سنت ہے جبکہ استرے سے صاف کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، موئے زیر ناف کی صفائی میں ابتداء ناف کی طرف سے کرنا ہے، جب ناخن کاٹے یا بال صاف کرے تو بہتر ہے کہ اس کو دفنایا جائے۔

فرمان الٰہی ہے:"کیاہم نے زمین کوچھپانے والانہیں بنایا۔"اوراگر کسی نے ان بالوں اور ناخن کو گرایاتو بھی کوئی حرج نہیں لیکن غسل خانے اور ناپاک جگہ گرانامکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیداہوتی ہے۔دارالحرب میں ناخن اور مونچھوں کوبڑاکرنامستحب ہے تاکہ دشمن گھبر اجائے کیونکہ اسلحہ پاس نہ ہونے کی صورت میں ناخن اسلحہ کاکام دیتاہے۔

کاکی نے کہاکہ امام طحاوی نے ذکر کیاکہ ہمارے آئمہ ثلاثہ کے نزدیک مونچھوں کاحلق کرناسنت ہے۔میں کہتاہوں کہ امام طحاوی نے ایساذکر نہیں کیابعد احادیث مذکورہ روایت کرنے کے بعد ان میں تطبیق یوں کی کہ مونڈانا،ترشوانے سے افضل ہے،پھر کہاہاں،اوراس سے مراد یہ ہے کہ مونچھیں اتنی کم کی جائیں کہ حلق نظر آئے۔مختار میں ہے کہ مونچھوں کامونڈواناسنت اور کاٹنااچھاہے۔محیط میں ہے کہ حلق کرناکاٹنے سے احسن ہے اور یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اوران کے شاگردوں کاقول ہے۔

متن میں قصہ احسن کتابت کی غلطی ہے، صحیح لفظ"حسن،،ہے،اس پر دودلائل ہیں:

عینی رحمہ اللہ کی مختار سے منقولہ عبارت مذکورہ میں وقصہ حسن ہے۔مصنف نے شرح میں خودامام طحاوی رحمہ اللہ سے حلق کااحسن ہونا نقل کیاہے،عینی رحمہ اللہ نے حلق کے احسن من القص ہونے کے بارے میں مختار اور محیط کاحوالہ دیاہے،عبارت مختار کی تحقیق اوپر گزر چکی،محیط سے بظاہر محیط سرخسی مراد ہے،اس لئے کہ حاشیہ طحطاوی علی الدر میں اسکی تصریح ہے۔

حررہ:

فقیر سید احمد علی شاہ حنفی ترمذ یسیفی

مہتمم وبانی جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ

وآستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ،کراچی

فہرست